کلام الملوک ملوک الکلام

اعنی

دیوان مخفی

مع

مختصر حالات شہزادی زیب النسا بیگم

حسب فرمایش

جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵

بصحت تمام و باہتمام

د حاجی محمد شفیع ابن حاجی محمد سعید صاحب غفر لہ

در مطبع مجیدی واقع کانپور طبع شد

سنہ ۱۹۳۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ دیوان مخفی

یعنی

زندگانی زیب النساء

اس سے پہلے کہ ہم فخر طبقات نسوان ہندوستان کی آفتاب درخشان نامی
نام آور تاجدار شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی چہیتی ولاڈلی بیٹی زیب النسا بیگم
کے کچھ حالات زندگی لکھیں یہ بتا دینا ضرور ہے کہ اس ملکہ کے طرز معاشرت کی
نسبت جن مؤرخون نے نکتہ چینی کی ہے اور بے سروپا قصے لکھکر اس نیک نہاد
بیگم کی لائف پر ایک بدنما دھبہ لگایا ہے وہ کہانتک صحیح مانے جا سکتے ہین بھلا غور
تو کیجیے کہ عالمگیر ایسے غیور بادشاہ کی نور نگاہ سے ایسے عفت سوز و مضحکہ آمیز
واقعات صادر ہونا کس حد تک صداقت کا پہلو رکھتے ہین۔ سب سے زیادہ
ناصر علی سرہندی و فرخ مرزا اور عاقل خان کے افسانے ہین جنکو کسیطرح
عقل قبول نہین کرتی، اورنگ زیب کی سیاست کا حال اظہر من الشمس ہے
وہ ان باتون کو کب روا رکھ سکتا تھا اُس کی سخت گیری صاف بتا رہی ہے
کہ وہ نہایت پکا متبع شریعت دیندار بادشاہ تھا جسنے کسی معاملہ مین اپنے
بھائیون اور عزیزون یہانتک کہ اولاد کا بھی لحاظ و پاس نہین کیا جیسا کہ
شاہزادہ اکبر اور زیب النسا بیگم کے رسل رسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ گو اُن
دونون سگے بھائی بہن مین معمولی خط و کتابت تھی لیکن اورنگ کے پُر پیچ
دور حکومت نے اُنکی بھی اچھی طرح باز پرس کی پھر یہ بے سروپا قصے جو زیب النسا
کی ذات سے منسوب کیے جاتے ہین اُنکو سنکر عالمگیر کا خاموش رہنا اور بیٹی سے کا

دار وگیر نہ کرنا محض مؤرخین کی افترا پردازی نہین ہے تو کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ انگریزی مؤرخین نے جہان شاہان مغلیہ کے "کریکٹر" پر اور "خراب ریمارکس" لیے ہین، منجملہ ان کے زیب النسا کے بادرہوا واقعات بھی ہین گو اُسنے اپنی پوری زندگی عالم تجرد مین بسر کی مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ شاہی خاندان مین لڑکیون کی شادی نہین کیجاتی تھی یا زیب النسا، ایک آوارہ مزاج عیاش طبع بیگم تھی مورخین کا بہتان عظیم ہے اُسکے شادی نکرنے کی وجہ خاص یہ تھی کہ اوّل تو باپ کی سیاسی سختیون اور پولیٹکل پیچیدگیون نے اُسکے دلکو دنیا کی عیش و مسرت سے سرد کردیا تھا دوسرے یہ کہ وہ عقل و شعور علم و فضل مین اپنی معاصر عورتون ہی سے نہین بلکہ مردون سے بھی فائق تھی اِسلیئے وہ چاہتی تھی کہ اُسکا شوہر بھی ویسا ہی علم و کمال، حسن و جمال مین اُسکا ہمسر ہو اور جب اُسکی نظر مین کوئی ایسا نہ جچا تو آخر کار اُسنے شادی سے انکار کیا انتخاب کا سدّ باب کردیا اور عالم تجرد مین دنیا کے لذائذ سے غیر متعلق رہکر اپنی پاک زندگی کو گذار دیا، اور اُسکے دامن عصمت پر کسی قسم کا دھبہ نہ لگا، چند بوالہوسون کا اُسکے حسن صورت و حسن سیرت کا آوازہ سُنکر اُسکے عشق و محبت کا دم بھرنا اور پیام دینا یا حسرت تعلق کا اظہار کرنا اُسپر کوئی الزام نہین ہے پس اگر ناصر علی و عاقل خان وغیرہ کے افسانون کو تھوڑی دیر کے لیئے صحیح مان بھی لیا جائے تو اس مین زیب النسا پر کیا حرف آتا ہے، آج تک کوئی مورخ اُسکی بدچلنی کی نسبت مین ثبوت نہین دے سکا ہے اور اگر خدانخواستہ ایسا ہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ اورنگ زیبی عہد مین جبکہ خلاف ورزی شرع پر سخت سزائین دیجاتی تھین منہیات شرعیہ سے اجتناب کے لیے سخت تاکید تھی اور تمام دنیا جس کے رعب شاہی سے لرزان رہے اُسکے خاص محل مین عصمت فروشی کا سامان رہے

افسوس یہ کہنا کسقدر ظلم ہے زیب النساء کی پاک طینتی اُسکے کلام سے مترشح ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکی طبیعت تصوف کی طرف خلقی بہت زیادہ راغب تھی اُسپر اُس علم وفضل نے جو اُسکو قسمت سے حاصل ہوگیا تھا کچھ اور جلا کردی اور اُسکی عصمت مین چار چاند لگ گئے رہی بذلہ سنجی خوش طبعی اور حاضر جوابی اگر اُسکی طرف سے لوگون کے دلون کو مشتبہ کرتی ہو تو یہ بھی غلط ہے، تجربہ ہے کہ جب کوئی شخص علم وفضل مین کمال کا درجہ حاصل کرلیتا ہے تو طبیعت خواہش نفسانی سے بالکل منزہ ہوجاتی ہے اور وساوس شیطانی پر جذبات باطن غالب آجاتے ہین اُسوقت ایک مزاح کا مادّہ اُسمین پیدا ہوجاتا ہے لیکن ساتھ ہی اسکے اُسکے ہر جواب مین اور ہر مزاح مین طبیعت کی پاکیزگی اور صفائی مضمر ہوتی ہے چنانچہ میری نظر سے بھی جو میرے زمانے کے اہل کمال گذرے ہین مین نے اُنکو ایسا ہی پایا ہے چنانچہ فخر الاولین و الآخرین حضرت مولانا مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی نور اللہ مرقدہ تاج المحققین حضرت مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی قدس سرہ العزیز اور حضرت حکیم الامت مولانا حافظ حاجی شاہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ادام اللہ ظلہ الی یوم القیام کہ یہ حضرات باوجود نہایت متشرع اور متورع و زاہد پرہیزگار ہونیکے جنکی ذات والا پر اسلام کو فخر تھا اور ہے نہایت ہی خوش طبع اور بذلہ سنج پرمزاح تھے اور ہین جس سے صاف پتا چلتا ہے کہ حسن اخلاق اور حسن نذاق بھی اہل کمال کا ایک خاص شیوہ ہے، خدا بخشے حکیم عبدالمجید خانصاحب دہلوی اور حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی کو کہ یہ بزرگ اپنے علم وفن مین یکتا ہونیکے باوجود کوئی کلمہ مزاح سے خالی نہین فرماتے تھے اور طلبا رنگ سے مذاق و دلگی سے پیش آتے تھے غرضکہ ناظورۂ جمال عصمت وعفت کی دیوی شریف طبیعت نجیب الطرفین شہرۂ آفاق خاتون اورنگ زیب عالمگیر کے محلسرا مین دلرس بانو دختر شاہ نواز خان کے بطن سے ۱۰۴۸ھ مین رونق بخش عالم وجود ہوئی اور موافق دستور خاندان مغلیہ خدمت رضاعت کے لئے میا بائی کا انتخاب ہوا جسنے اس خدمت کو نہایت خوشی سے قبول کیا، میا بائی نہایت پرہیزگار عاقلہ و فرزانہ عورت تھی اور پابند صوم وصلوٰۃ یہانتک کہ تہجد و اشراق اور وردو وظائف سے بھی دلچسپی رکھتی تھی جسکی خدمت رضاعت نے جسمانی نشوونما کے علاوہ روحانی ضیا

بھی زیب النساء مین پیدا کر دی جسکا ثبوت یہ تھا کہ جب وہ قرآن پاک تلاوت کرتی یا نماز و ظیفہ پڑھتی تو زیب النساء نہایت خاموشی سے چپکی بیٹھی سُنا کرتی اور بچون کیطرح روتی یا غل شور نہ مچاتی جب اللہ آمین سے اُسکی پانچوین سال کی گرہ لگی تو خوش قسمتی سے حافظ مریم سی عفیفہ خاتون تعلیم دینے کے لئے مقرر ہوئی، حافظ مریم سردار عنایت اللہ خان کی مان تھین جو دربار اورنگزیبی مین ایک معزز عُہدہ پر سرفراز تھے - حافظ مریم نے سوا دو برس مین قرآن مجید ناظرہ پڑھایا اور پورے آٹھ برس کی عُمر مین حافظ بنادیا اگرچہ حافظ مریم کی تعلیم کی داد دیے بغیر چارہ نہین ہے لیکن ساتھ ہی اُسکے زیب النساء کی خداداد ذہانت کو بھی ماننا پڑتا ہے کیونکہ استاد کیسا ہی قابل کیون نہو جبتک شاگرد مین مادۂ قبولیت نہو کچھ اثر نہین ہوسکتا ہے، اورنگزیب کو جب زیب النساء کے قرآن حفظ کرنے کا حال معلوم ہوا تو بیحد خوشی ہوئی تمام افواج کی دعوت کی گئی ہر ایک کو انعام و اکرام حسب حیثیت عطا ہوا بی بی مریم کو علاوہ خلعت فاخرہ کے دس ہزار اشرفی دینے کا حُکم دیا گیا، اور زیب النساء کو ذکی الطبع پاکر اُسکے لئے قابل قابل معلم عالم فاضل مقرر ہوئے جنکے فیض تعلیم نے اِسمین تھوڑے ہی دنون مین ہر قسم کی لیاقت و استعداد پیدا کر دی منتخب شدہ معلمون مین ایک مُلا سعید اشرف مازندرانی بھی تھے جو زیب النساء کے نہایت مقرب تھے اور یہ شاعر بھی تھے لہذا انکے رنگ نے بھی اُسمین پورا اثر کیا، اور زیب النساء کو اکیس سال کی عمر مین تمام کتب عربی و فارسی علم ہیئت و فلسفہ و ادب کے ساتھ ساتھ شاعری کا بھی شوق پیدا ہوگیا، اور چونکہ خلقی طبع موزون رکھتی تھی اسلیے چودہ برس کے سن سے شعر کہنے لگی تھی لیکن چونکہ اورنگزیب کا دربار شعر اسے خالی تھا اور بادشاہ کو شاعری سے کلیتہً نفرت تھی اسلیے یہ بھی اپنے اس شوق کو سینہ مین دبائے رہی اور کسی پر ظاہر نہین کیا جو کچھ کہتی ایک بیاض مین لکھ لیتی اور اُس بیاض کو پوشیدہ رکھتی کہ کہین بادشاہ کی نظر نہ پڑجائے ایکمرتبہ اتفاقاً مُلا اشرف نے اُسکو دیکھ لیا تو پوچھا کہ کیا یہ تمھارا کلام ہے جواب ملا کہ ہان مُلا اشرف بہت خوش ہوئے

اور نہایت تعریف کی اور کہا کہ اگر کچھ ہرج نہ سمجھو تو مجھکو دکھالیا کرو، مُلّا اشرف کی اس حوصلہ افزائی نے زیب النساء کے شوق کو اور بڑھادیا اور اب اُسنے بیدھڑک غزلیں کہہ کہہ کر مُلّا صاحب کو بغرض اصلاح دکھلانا شروع کیں پھر کیا تھا رفتہ رفتہ شعراء زمانہ کو بھی اسکی خبر لگ گئی شہزادی کا فن شاعری کیطرف رجحان دیکھکر اُنکے بھی افسردہ و پژمردہ دل میں ترو تازگی پھر عود کر آئی اور ہر ایک اپنی جودت طبع دکھانے اور یہ چاہنے لگا کہ ہمارا کلام شاہزادی کی نظر انور سے گذرے اور ہمیں شرف قبولیت عطا ہو اب شہزادی کیخدمت میں شعراء درخواستیں بھی نظم ہی میں لکھکر پیش کرنے لگے معاصرین میں سب سے زیادہ قابل ذکر ناصر علی سرہندی ہے جسکے لطائف اکثر تذکروں میں درج ہیں اور اُسنے زیب النساء کے مصرعوں پر جو مصرع لگائے ہیں وہ نہایت فخر سے بیان کیے جاتے ہیں مگر میرے نزدیک ان سے ناصر علی کی کوئی تعریف نہیں نکلتی ہے بلکہ تمسخر کی باتیں ہیں، چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز ناصر علی قلعہ کے نیچے سے جارہے تھے اور زیب النساء سُرخ جوڑا پہنے اُسوقت محل خانہ پر محو خرام ناز تھی ناصر علی کی جو نظر پڑی بیساختہ یہ مصرع موزوں ہوگیا جسکو اُنھوں نے چلّا کے پڑھا کہ ع سرخ پوشی بہ لب بام نظر می آید + زیب النساء نے فی البدیہہ دوسرا مصرع کہدیا اور خوب کہا کہ ع نہ بزاری نہ بہ زور و نہ بزر می آید + ناصر علی۔ علی تخلص کرتے تھے جب زیب النساء کو معلوم ہو تو اُسنے انکے پاس یہ شعر لکھکر بھیجا ؎ ناصر علی بنام علی بردہ پناہ ٭ ورنہ بہ ذوالفقار علی سر بریدمت ٭ ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک بازیگر دربار شاہی میں اپنا کرتب دکھا رہا تھا جب وہ اپنا کھیل ختم کر چکا تو اُسکی بیوی جو کسیقدر حسین بھی تھی اپنا ہنر دکھانیکو میدان میں آئی اور ایک بانس پر چڑھکر قلابازیاں کھانے لگی حاضرین دربار یہ دیکھ بہت خوش ہوئے اور کسی نے اُنمیں سے اُسوقت یہ مطلع کہہ کے پڑھ دیا کہ ؎ این لعبت بوالعجب چو ماہے پیداست ٭ یا تازہ گلے بر سر شاخ رعناست ٭ زیب النساء بھی اور بیگموں کے ساتھ پردے کی آڑ میں محو تماشا تھی یہ مطلع سُنکر پھڑک گئی

اور اسیوقت دوسرا شعر اُسکے جواب مین لکھ کر ایک کنیز کے ہاتھ دربار مین بھیجا جسکو دیکھ کر
سب شاعر آفرین و مرحبا کہنے لگے وہو ہذا ؎ نے نے غلط است آفتاب محشر ؛؛ بر نیزہ بر آمدو
قیامت برپا ست ؛؛ خیال تو فرمایے کہ جو عورت اپنے مطالب کو اسطرح استعارہ و کنایہ
مین ادا کر سکتی ہو اُسکی نظر مین کوئی کیا سما سکتا ہے یہی وجہ تھی کہ جسنے اُسکو عمر بھر ناکتخدا
رکھا نقل ہے کہ ایکروز بعالم ذوق و شوق مین زیب النساء کی زبان پر یہ شعر جاری تھا کہ ؎
چہار چیز غم دل برد کدام چہار ؛؛ شراب و سبزہ و آب روان و روے نگار ؛؛ اتفاقاً اورنگزیب
اُدھر سے گذرے اور بیٹی کو شعر پڑھتے ہوئے سنکر کچھ چین بجبین ہوئے پوچھا کہ کیا شعر پڑھ رہی ہو
زیب النساء نے فوراً اُسکو بدلکر عرض کیا قبلہ و کعبہ یہ پڑھ رہی تھی کہ ؎ چہار چیز غم دل برد
کدام چہار ؛؛ نماز و روزہ و تسبیح و توبہ استغفار ؛؛ بادشاہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئے یہی حاضر جوابی
اور فطری ذہانت تھی جسنے شاہزادہ فرخ کو غرق آب خجالت کیا اور وہ اپنا سا منھ لیکر رہگیا
اور اسکی حکایت یون ہے کہ انتخاب شوہر کے سلسلے مین اورنگزیب نے فرخ شاہزادہ
ایران کی تصویر بھی شہزادی کو بھیجی جسکے جواب مین زیب النساء نے کہا کہ مین انکے عادات و
حرکات بچشم خود دیکھنا چاہتی ہون اُنکو بلوا لیا جائے تو بہتر ہو چنانچہ وہ حسب تحریک بادشاہ
نہایت تزک و احتشام سے وارد دہلی ہوئے اور زیب النساء نے بڑی دھوم دھام سے اُنکی
دعوت کی، شاہزادہ نہایت وجیہہ و شاندار تھا جسوقت اگر مسند زرین پر تشریف فرما ہوا تو
زیب النساء کے شوق دیدار مین ادھر اُدھر چلمنون کے نظرین دوڑانے لگا، زیب النساء چلمن
کی آڑ مین سے اُسکی ذرا ذرا سی بات کو بچشم غور ملاحظہ کر رہی تھی۔ جب سامنے طرح طرح کا
عمدہ و نفیس کھانا لگایا گیا تو حضرت کو مزاح سوجھا اور بے ساختہ کہہ بیٹھے کہ ” دستنبوسۂ بلبسین
میخواہم ،، زیب النساء بھلا ایسے موقع پر کب چوکنے والی تھی۔ فوراً بول اُٹھی کہ ” از مطبخ
مادر طلب ،، شہزادہ کا یہ سنکر منھ فق ہو گیا اور کچھ ایسا شرمندہ ہوا کہ کچھ کھایا کچھ نہ کھایا فوراً
دسترخوان سے اُٹھ گیا اور بادشاہ سے جلد تر رخصت ہو کر ایران چلدیا، اور ادھر زیب النساء
نے انتخاب کا دروازہ بند کر دیا اور دل مین ٹھان لی کہ یون ہی زندگی بسر کرونگی اگر اثناے

؎ یہ فقرہ ذو معنی تھا ایک معنی تو ظاہر دوسرے یہ کہ دستنبوسہ سے جب سن نکال ڈالا تو ” بوسہ رہا اور یہی شاہزادہ کا
مطلب تھا لیکن زیب النساء کے ذو معنی جواب نے دانت کھٹے کر دیے جسکا ایک پہلو جوابی تھا اور ایک مذاقی ۱۲۔

گفتگو مین بعض ہمجولیان چھیڑتین اور اشارے مین کچھ کہتین تو یہی جواب پاتین کر دنیا ہیچ اور اسکی تمام لذتین ہیچ پھر مین دو دن کے لیئے اس مین گرفتار ہو کر اپنی ابدی خوشی کو کیون کھوؤن،، زیب النسا، کی شاعری کی بابت یہ تو یقینی کہا جا سکتا ہے کہ صنف نسوان مین وہ ایک خداداد قابلیت رکھنے والی شاہزادی تھی اور اُسکے کلام مین شوخی و نمکینی بھی کوٹ کوٹکر بھری تھی جو اُسکے فی البدیہہ جوابون سے ظاہر ہے، پھر یہ کہ خالی سخن سنج ہی نہین سخن فہم بھی تھی چنانچہ اسکے معاصرین شعرا غنی کاشمیری و مرزا محمد علی صائب و نعمت خان عالی و عاقل خان رازی وغیرہ اُسکو اپنا کلام سنانے کی آرزو رکھتے تھے اور اُسکے کلام کی داد دیتے تھے، غنی کشمیری وہ ہے جسکے ایک شعر پر صائب اپنی تمام شاعری قربان کرنیکو تیار تھا اور وہ شعر اُسکا یہ ہے ؎ سبزہ رنگے بخط سبز مرا کردہ اسیر ٭ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم ٭ مگر تذکرون مین اسکا پتہ مشکل سے ملتا ہے کہ یہ دیوان جو دیوان مخفی کے نام سے نامزد ہے آیا زیب النسا کا ہے یا کسی اور کا کیونکہ اکثر کا قول ہے کہ یہ دیوان رشتی کا ہے جسکا لوگون نے مخفی بنا دیا ہے چنانچہ سابق مین ایک ایڈیشن اسکا دیوان رشتی کے نام سے نولکشور پریس مین طبع بھی ہو چکا ہے، مگر پھر شاید اُسکے نام مین تبدیلی کر دی گئی اور اب جدید الطبع دیوان مین تو اسی پر زور دیا گیا ہے کہ یہ زیب النسا، کا کلام ہے اگرچہ ہم کو بھی اُن حضرات کی تقلید سے چار و ناچار یہ ماننا پڑتا ہے لیکن دیوان پر نظر غائر ڈالنے سے پوری طور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی ایرانی خراسانی نژاد کا کلام ہے، اور قصائد وغیرہ مین اُسنے کچھ اپنا مجملاً تذکرہ بھی کیا ہے علاوہ ازین اسی دیوان کے صفحہ ۲۳ مین ردیف تا فوقانی کی غزل جسکا مطلع یہ ہے

؎ گرچہ من لیلئے لباسم دل چو مجنون در ہواست ٭ سر بصحرا می زنم لیکن حیا زنجیر پاست،

اور اُسکا مقطع جو زبان حال سے پکار کر کہہ رہا ہے کہ مین زیب النسا، کا کلام ہون یہ ہے

؎ دختر شاہم ولیکن رو بفقر آوردہ ام ٭ زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النسا است،

کے دیکھنے سے مذاق سلیم رکھنے والے پر فرق زبان پورے طور سے ظاہر ہوتا ہے، اور یہ غزل
دیوان مخفی کے نسخہ قلمی مین پائی بھی نہین جاتی ہے، جو ہمارے دعوی کا ایک بیّن ثبوت ہے
واللہ اعلم بحقیقت الحال پھر اُسپر ایک غضب یہ تھا کہ دیوان ہذا مطابع کا زیر مشق بنکر اسقدر
مسخ ہو گیا تھا کہ بعض بعض اشعار کے معنی ہی نہین سمجھ مین آتے تھے لہذا اس مرتبہ مطبع
مجیدی کانپور نے جہان اور کتب عربی و فارسی درسی و غیر درسی کی صحت کی طرف خاص اپنی
توجہ مبذول کی ہے وہان اس دیوان کو بھی حتی الامکان کئی نسخون مطبوعہ و قلمی سے مقابلہ
کرکے طبع کیا ہے، اور اس قول کی تصدیق وہ حضرات کر سکتے ہین جنکے پاس اور مطابع کے
نسخہائے مطبوعہ سابق موجود ہون، امید ہے کہ قدردان حضرات اِسکی قدردانی فرما کر
مطبع ہذا کی محنت و سعی کو مشکور فرمائینگے اور آیندہ کے لئے ہمت دلائین گے تاکہ دوسرے
دواوین وغیرہ کی صحت کا بھی ایسا ہی انتظام کیا جائے۔

والسلام

محمد منیر منیر لکھنوی

مصحح مطبع ہذا

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب
تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

دیوان مخفی

باہتمام نیازمند محمد شفیع ابن عالیجناب
حاجی محمد سعید صاحب غفرلہ اللہ الوہب

در مطبع مجیدی واقع کانپور مطبوع گردید

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

ای ز ابر رحمتت خرم گل و بستان ما — گفتگوی حرف عشقت مطلع دیوان ما
موبموی ما انا الحق گو ز شوق دار عشق — تشنهٔ خون محبت ظاهر و پنهان ما
العطش گویان به کشتی فنا هر گوشهٔ — صد هزاران نوح غرق موجهٔ طوفان ما
گر قبول افتد ز ما در یکدلی یکجو نیاز — چون سلیمان سر نپیچد دیو از فرمان ما
قطرهٔ اشکی نیابد ره بروی یکدگر — بسکه خون دل گره شد بر سر مژگان ما
در شکیبائی چو نی ای دل به آه و ناله ساز — نیست چون درمان پذیر این درد بی درمان ما

گر ز ظلمات هوس بیرون نهم مخفی قدم
ره نیابد خضر سوی چشمهٔ حیوان ما

ای بتو قائم وجود اصل هر موجود ما — وی ز نور روشن چراغ گوهر مقصود ما
چون خمیر طینت ما ز آب رحمت کردهٔ — هم بلطف خویش گردان عاقبت محمود ما
خواه در طوف حرم خواهی بدیر رو نما — هر کجا سجده کنی آنجا توئی معبود ما
نالهای دل سحرگاهی که غیر دود آه — نیست ممکن صیقل آئینهٔ مقصود ما

هست مخفی ز سیل اشک کز سوز جگر
شعله میریزد ز دود آه درد آلود ما

تا دین جهانگیر تو افراخت علم را — بگرفت اقالیم عرب را و عجم را

بشگفت ترا غنچهٔ لب تا به تکلم — شد ورد زبان ذکر تو مرغان حرم را
مانند خط صفحهٔ رخسار تو ننوشت — تا کرده بنا دست قضا لوح و قلم را
شادی جهان جمله بیک جو نستانم — آسان ندهم از کف دل دامن غم را
در راه تو از خون جگر گشت گلستان — بر هر سر خارے که نهادیم قدم را
مخفی چو ترا اهل حرم راه نه دادند — محراب دل خویش کن ابروے صنم را

اے داغ بر دل از غم بویت نسیم را — در سر هوائے دیدن رویت کلیم را
دین تو نور ظلمت هر ملتے که هست — شرع تو رہنماے امید ست و بیم را
در یکریست کریم و شفیع خلق — غیر از کریم کس نشناسد کریم را
تا پا بفرق عرش نهادی تو کردگار — گفتا عظیم پایهٔ عرش عظیم را
مسند نشین مسند اعزاز کرد و رفت — همتائی یتیم تو دُر یتیم را
نومید یم مکن ز شفاعت بروز حشر — چون باز بسته ام بتو عهد قدیم را
بے روشنی پردهٔ انوار شمع دین — مخفی به نیم جو نه ستانم نعیم را

کوی عشق ست بناموس سلام است اینجا — صد چو محمود بهر گوشه غلام است اینجا
طالب دانه درین دام در افتاد مدام — دانه گر خال بود دانهٔ دام است اینجا
باده در کش که درین بزمگه حادثه خیز — هر چه جز باده بود جمله حرام است اینجا
زهر غم نوش کن و لب بشکایت مکشا — که شکایت ز الم شیوهٔ عام است اینجا
موسیا لاف مزن طاقت دیدارت نیست — پرتو نور تجلی چو تمام است اینجا
در پے مستی هر شام خمار سحر ست — مخفیا بزم فرحناک کدام است اینجا

بغارت داده ام از غفلت متاع خانهٔ خود را — بدست خود زدم آتش من آشیانهٔ خود را

ز سوز دل فتاد آتش چو فانوسم به پیراهن — بر آتش می‌زنم امشب دل دیوانهٔ خود را
ز بس مستغرق عشقم نمی‌جنبد ز جا وستم — که زنجیری کنم در پا دل دیوانهٔ خود را
گرفت الفت به تنهائی چنانم دل که معذورم — به از باغ جنان گویم اگر ویرانهٔ خود را
بصد الحان داؤدی برابر کی کند عاشق — فغان دلخراشش و گریهٔ مستانهٔ خود را
بجز من گاه هر صحرا چو مرغ دانه چین گشتم — بغیر از دانهٔ اشکی نه دیدم دانهٔ خود را
تسلسل باد هشیاران شمارا دور می کاخر — ز بد مستی تهی من کرده‌ام خمخانهٔ خود را

دو چشم مست پنداری بخواب آلوده شد مخفی
بیان کوته کنم دیگر من این افسانهٔ خود را

گرد جا تا غم عشقت برگ و ریشهٔ ما — برق عشقت بجد از شرر تیشهٔ ما
هر کجا بزم طرب ناک شود گرم بود — اشک ما بادهٔ ما دیدهٔ ما شیشهٔ ما
بی‌ستون را اثر نالهٔ ما بگدازد — شعلهٔ طور بود برق دم تیشهٔ ما
ما کجا و دل شاد و اثر نشه کجا — خون شود باده ز غم در جگر شیشهٔ ما
بر تنک حوصله را کی برسد قصد شکار — شیر را زهره شود آب درین بیشهٔ ما
فکر تا گرم کند در دل ما شعر و سخن — وای گر شعله زند آتش اندیشهٔ ما

مخفیا دل به جفا ده که نیاید هرگز
بر سر شفقت ما شوخ جفا پیشهٔ ما

ادای هست پنهانی نگاه نازنینان را — که از ذوقش گرفتار محبت می‌دهد جان را
پریشان شد ز غیرت مشک را اجزای جمعیت — پریشان کرده تا چین هر زلف پریشان را
نگاه وحشی نالام دل را جراحت در جراحت کرد — نسخه — گوئی نبود قراری در جراحت نیش مژگان را
بقربان سر سودای آن بیگانه وش گردم — که از وی آشنا گیرد بهم دست و گریبان را

چو مجنون از سر همت قدم در وادی غم نه
گسستم تازه مخفی با محبت عهد و پیمان را

ریزد بماه جام چو ساقی شراب را — آرد ز ابر شیشه برون آفتاب را
لخت جگر بگریه بر آید ز دیده ام — مستان به پختگی نه گذارد کباب را
حرف وفا ز صفحهٔ امید شسته ام — از روزگار کرده ام این انتخاب را

مخفی ز عمر لذتِ ذوقے که ناگهان
بر هم زند نسیم بساط حباب را

نے شمع بخت خواهم نے مهر همگنان را — خواهم کشم بیک سو از مردمان عنان را
تا چشم باز گردد صحبت وجود عنقاست — فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را
کے وصل گل به بلبل آسان شود میسر — صد خار بوده باشد در پا چو باغبان را
خورشید حسن هر جا طالع شود ز اول — سازد ز زلف سنبل ترتیب سایبان را
تا چند بار محنت بر دل توان ز ایام — یک جو رعایتے کن بیدرد ناتوان را
در چشم اهل بینش اصلا تفاوتی نیست — در فصل نوبهاران در رنگ و بو خزان را
آور برون ز گوشت این پنبه های غفلت — در درس نکته سنجان در کام کش زبان را
در راه عشق مجنون باید گذشت از جان — نبود کنار پیدا دریاے بیکران را
مخفی به دام محنت گشتم اسیر آخر — چون مرغ نازپرور گم کرده آشیان را

خیز و کرشمه ریز کن نرگس نیم مست را — از ته جام جرعه ده ساقی مے پرست را
بهر شهادت جهان یک نگه تو بس بود — گرم غضب چه میکنی غمزهٔ تیز دست را
تاب مده بطرهات بر دل مو گره مزن — بدعت تازه منه قاعدهٔ شکست را
نے بنوا نوازیم نے بعراق و نے عجم — سوے حجاز می برم زمزمهٔ الست را

گر به کنشت می رود ور بطواف کعبه
یا صمد ست درد دل مخفی بت پرست را

دیدیم بسے دوستی شادی و غم را — از هرزه دوی پاے شکستیم قلم را
برگشت چه از خاک فنا جام جم و کے — آراسته انگار تو این مسند جم را

گشتیم بیابان جهان را و گذشتیم
بر خاک مرادی نه نهادیم قدم را

تا داد ز بیداد ستانم بقیامت
از کف ندهم دامن برهان حکم را

بر خون شهیدان تو در حشر دیت نیست
لب تشنه نهان تا بکی این تیغ ستم را

گر پای نهی در حرم بتکده مخفی
آهسته که تا رم ندهی مرغ حرم را

اگر ز نور تجلی شود دلیل مرا
ز لوح سینه شود محو قال و قیل مرا

علاج تشنگیم کی شود ز آتش عشق
بود برابر یک قطره رود نیل مرا

ز بسکه غرق گناهم نمی توانم رفت
اگر به کعبه دلالت کند خلیل مرا

کجاست جذبهٔ عشقی که از دیار خرد
کند برون بیک ایما ز ارمیل مرا

چگونه پای بدریا نهم که وقت عبور
ز سوز سینه بود شعله سلسبیل مرا

فلک ز بخت زبونم هر آنچه خواهی کن
که چشم مهر و وفا نیست جز اصیل مرا

گناه بخت چه باشد بمن بگو مخفی
چو روزگار شناسد ازین قبیل مرا

یار بوده جذب عشقم هوش مطلوب مرا
یا تغافل گشته سد راه محبوب مرا

یوسف گل پیرهن را پیرهن بر تن درید
گو نسیمی تا گشاید چشم یعقوب مرا

شد چنانم دل قوی در جانفشانیها که عشق
کرده قانون محبت طرز اسلوب مرا

بس سکندر طالعم باید فزون بر جای خویش
باد اگر خواهد برد سوی تو مکتوب مرا

شسته ام صد ره ز عصیان نامهٔ اعمال خویش
وای گر خواهد بمحشر زشت یا خوب مرا

همنشینان هیچ کاخر فزونیهای درد
برد مخفی از دل من صبر ایوب مرا

صد طعنه بر آتش زده دود نفس ما
ای وای اگر صبر نه بودی قفس ما

گر زمزمهٔ ما شنود سنگ شود موم
آید ز دل درد صدای جرس ما

کردیم بسے از ستم و جور تو فریاد
جز گریه نشد یاور و فریاد رس ما

بنگر به تهیدستی ما کز سر همت
بر سفرهٔ حاتم نه نشیند مگس ما

از دیده شب هجر زبس خون جگر ریخت
شد رشک گلستان ارم مشت خس ما

در راه وفا ما سگ عشقیم کز اول
کردند ز زنجیر محبت مرس ما

گر آه کشد از جگر سوخته مخفی
آتش بدل بحر فتد از نفس ما

ما گرفتاریم و داغ عشق ما گلزار ما
از گل غم دارد این زینت سر دستار ما

بسکه لذت دارد از درد جراحت دمبدم
سودهٔ الماس خواهد سینهٔ افگار ما

شمع مهرت تا درون سینهٔ ما برفروخت
طعنه بر خورشید دارد سایهٔ دیوار ما

گر نیاز این است کاهل قبله دارد در نماز
صد شرف بر سبحه دارد رشتهٔ زنار ما

همچے مخفی درین وادی که از تاثیر عشق
در بغل دارد بهارے چشم گوهربار ما

نه رست سبزهٔ شوقی ز خاک هستی ما
نه داد نشئهٔ ذوقے شراب مستی ما

بهار عمر گرامی به جستجو بگذشت
نه دیده دامن وصلے درازدستی ما

اگر نه لطف خدائے گناه ما بخشد
به پرکاه نیرزد خداپرستی ما

اگر به چشم حقیقت نگه کنی بینی
به بام عرش برین این مقام پستی ما

زهمرهان همه دنبال مانده ام مخفی
به روزگار نباشد بناے هستی ما

قطع جفا نمی کند دلبر شوخ مست ما
ترک وفا نمی دهد این دل خودپرست ما

ما بخلاف آرزو شیشهٔ دل شکسته ایم
رنج عبث برد فلک اینهمه در شکست ما

بس که زدیم دست دل گریه کنان بفرق سر
رسته چو سبزه موی سر از رگ پشت دست ما

ما بهوای عافیت از پئے دل نمی رویم
راه گذر بلا بود جا نگه نشست ما

منهزم است مخفیا فوج غمی ز روی صدق
تیر دعا اگر جهد وقت سحر ز شست ما

چند دلا آرزو دیدن گلزار را | صحن قفس گلشن است مرغ گرفتار را
دل که گره شد ز عشق از غم هجران چه باک | وعده قیامت بود طالب دیدار را
کم ز برهمن مشو در روش عاشقی | گر ز رگ جان می کند رشتهٔ زنار را
لازمهٔ عاشقی ست بر سر دار آمدن | شاد ز خود ساختن خاطر اغیار را
سلسله در پا چو شد ناله ز بونی بود | بند گران زینت است پای گرفتار را
کوهکن از بیدلی تیشه بخارا زند | ناله بود مرهمی سینهٔ افگار را
هر نفس از خون دل مرد طلبگار عشق | رشک گلستان کند معرکهٔ خار را
رشته بگردن کشان از پی جلاد عشق | باعث افزونی ست رونق بازار را

مخفی اگر نسبتت ره بگلستان چه غم
کس نستاند ز من سایهٔ دیوار را

نبودی گر ز ترک سر کلاه کجکلاهان را | ز تارک کی ربودی تاج شاهی پادشاهان را
به پیش شمع پروانه سمندر طینتی باید | که تاب آرد شرار شعلهٔ آتش نگاهان را
سراسر وادی محشر چو دشت کربلا گردد | ز قاتل گر عوض خواهند خون بیگناهان را
گرفتم آنکه از رحمت گناه عاصیان بخشند | بمحشر بس بود داغ خجالت روسیاهان را
نباشد گر دلیل ره محبت کی برد محمل | بوادی بر سر مجنون بشب گم کرده راهان را
برافگن برقع از حسنت بآئین شهنشاهی | تسلی کن بدیداری تمامی دادخواهان را

شوی نامید ای مخفی که در هنگام نومیدی
شود لطف خداوندی پناهی بی پناهان را

تا بسته شد بگلشن وصل تو راه ما | محرم نشد به بزم نگاهت نگاه ما
چندان بیاد گلشن وصلت گریستیم | نامد بآب دیده برون برق آه ما

مارا بجاه و منصب کس احتیاج نیست | کمتر ز تاج شاه نباشد کلاه ما

ای گریه همتی که درین دشت تشنه لب | خرم ز آب دیده نه گردد گیاه ما

مقصود قدسیان ز سوال و جواب چیست | مخفی چو هست لطف الهی گواه ما

می دهم آب از سرشک دیده باغ خویش را | تازه می دارم ببوی گل دماغ خویش را

باده چون بر لب نهم ساقی چه سان ساغر کشم | پر ز خوناب جگر دارم ایاغ خویش را

از جراحتهای دل از بسکه لذت یافتم | پنبه از ناخن نهم بر زخم داغ خویش را

در طریق عافیت از خود نمی یابم نشان | بسکه می دارم درین ره من سراغ خویش را

از پریشانی نیم آزرده چون زلف بتان | دیده ام از شکستها فراغ خویش را

گر نشد روشن به بزمم شمع کافوری چه باک | بر فروزد شعلهٔ آهم چراغ خویش را

دارم از باد صبا مخفی هزاران پیرهن | کی کنم آلوده بوی دماغ خویش را

عشق تا زد بدلم آتش رسوائی را | برگزیدم ز جهان گوشهٔ تنهائی را

قصد من بهر نگاهی ز مروت دور است | کس گنهکار نه کرد دست تماشائی را

بوالهوس لاف محبت زد و کن خواهش جان | وای گر عشق نمی داشت شناسائی را

بر نیاید بمراد دل من یک نفسم | تا خرد داد بمن منصب دانائی را

بهر دیدار تو آئینه کند صیقل دل | تا ز حسن تو کند تازه خود آرائی را

همچو یعقوب نظر بی تو ز عالم بستم | چه کنم دور ز دیدار تو بینائی را

مخفیا عمر عزیزت چه بهرزه درائی رفت | ترک کن ترک تو این شیوهٔ خودرائی را

تا بکی دارم نهان در سینه عشق پاک را | چند دارم در جگر این آه آتشناک را

بسکه شد از سوز عشقت آه سردم شعله ریز | تیره سازد دود آهم انجم افلاک را

از غم لیلی بصحرای محبت دست شوق / تا قیامت بر سر مجنون فشاند خاک را

مرد عاشق پیشه را دیوانگی تهمت بود / نور می بخشد محبت دیدهٔ ادراک را

شهسوار عشق مخفی هر دم از تیغ نگاه / سرخ میسازد بخون عاشقان فتراک را

چو بلبل در فغان آییم چو بینیم بوستانش را / چو گل خندان شوم هر جا که بینیم باغبانش را

صبا از بوی پیراهن نگردد چشم ما روشن / نه خیزم از سر این ره نگیرم تا عنانش را

چو بیند پاسبانش در بر ویم رو نگردانم / کشم جاروب از مژگان فضای آستانش را

گرفتم من که مرغ دل گرفتار قفس گردد / چه خواهی کرد آخر شعلهٔ آه نهانش را

اگر شد عافیت عنقا که از گردون دون همت / نشان چندانکه می جوییم نمی یابم نشانش را

بزیر آب اگر دشمن چو پای آستان گیرد / بسوزد شعلهٔ آه من آخر آستانش را

بر بلبل باد ارزانی گل و گلشن که من مخفی / بهار زندگانی دیده ام فصل خزانش را

عشق کو کز خویشتن بینی برون آرد مرا / با خرد همره بوادی جنون آرد مرا

تشنهٔ خون خودم عمریست خونریزی کجاست / کز مروت بر لب دریای خون آرد مرا

گرچه بیهوشم ز درد عشق بهر امتحان / در تحرک نالهای ارغنون آرد مرا

نیستم ایوب اما روزگارم هر نفس / بر سر راه بلا بهر شگون آرد مرا

جذبهٔ عشقی که چون فرهاد از افراط عشق / تیشه در دست سوی بیستون آرد مرا

نیست مخفی گر بمن جذب محبت را اثر / همچو یوسف بر سر بازار چون آرد مرا

باده در گلزار خوردن کی هوس باشد مرا / نشئهٔ بوی گلستان تو بس باشد مرا

می کشان معذور اگر در بزم می کمتر کشم / بوی می پیوسته جاسوس عسس باشد مرا

غنچهٔ دل بشگفد مرغ دلم را در چمن / من گرفتار غمم گلشن قفس باشد مرا

بر تنِ من بی‌زبان هر موی فریادی کند
گر ز بیدادِ فلک فریادرس باشد مرا

بسکه در کُنجِ قفس مرغِ دلم بی‌طاقت ست
راضیم گر زندگانی یک نفس باشد مرا

با وجودِ تنگدستی‌ها ز عالی همتی
شاهیا ز همت حاتم مگس باشد مرا

کوی تنهائی گزینم سالها یعقوب‌وار
صورتِ دیوار غم گر همنفس باشد مرا

تر کنم کامِ دلِ دلبستگان ز آبِ حیات
بر مرادِ دل دمی گر دسترس باشد مرا

گر بزیر آورد گردونم ز پشتِ زین چه غم
پای من تا آخرِ منزل فرس باشد مرا

بر نشانِ پای محمل در رهِ وادیِ عشق
نالهای زارِ مخفی چون جرس باشد مرا

رفت بر باد اگر خدمتِ دیرینهٔ ما
چند در سینه توان داشت نگه کینهٔ ما

دودِ آهِ دلِ ما تیره کند چشمِ فلک
وای گر شعله کشد آتشی از سینهٔ ما

بسکه بی‌بهره ز آسایشِ بزمِ طربیم
نشئهٔ امسال دهد بادهٔ دیرینهٔ ما

در دبستانِ الم یک نفس آزادی نیست
روز شنبه بود اندر شبِ آدینهٔ ما

تیره‌بختیم بنوعی که بصیقل هرگز
زنگِ ظلمت نه رود از رخِ آئینهٔ ما

با چنین مفلسی و کوتهیِ همتِ ما
سر بمهر ست هنوز این درِ گنجینهٔ ما

برگشاد دیده که همت بصد لکهٔ مخفی
نه بود ز اطلسِ شه خرقهٔ پشمینهٔ ما

گره ز کار چو نگشاد بیقراریِ ما
دگر چه سود دلا از فغان و زاریِ ما

ز بیقراریِ ما سوزِ دل قرار گرفت
نتیجه‌ای عجبی داد بیقراریِ ما

گلِ مراد بباغِ امیدها نشگفت
قرار یافت بیاس این امیدواریِ ما

چو یار یار شود یار یار ما دیگر
چه احتیاج بود یار را بیاریِ ما

مکن تلاشِ خلاصی ز قیدِ غم مخفی
که نیست مصلحتِ کار رستگاریِ ما

تا لب نگذارد لب ساغر به لب ما
افسرده شود شیشهٔ بزم طربِ ما

تا زنگ زدای دل ما صیقل عشق است
خورشید برد نور ز مهتاب شبِ ما

از دامن امید تو کوتاه نگردد
چندانکه کنی خُرد تو دست طلبِ ما

تا صبح ابد نشهٔ مستی بودش باز
هرکس که کشد جرعهٔ ماء العنب ما

چندانکه زدم تیشه چو فرهاد درین کوه
شیرین نشد از شربت مقصود لب ما

ما زادهٔ خاکیم چو خاکیم تو مخفی
بیهوده مکن فکر ز اصل و نسبِ ما

ریخت بر خاک مذلت بسکه آب روی ما
آبروی خود نیابد رنگ ما بر روی ما

گر بفرق ما نهد صد کوه محنت روزگار
چین پیشانی نه بیند گوشهٔ ابروی ما

پنجهٔ غم سالها شد پنجهٔ صبرم بتافت
رستم وقت خود است این قوت بازوی ما

از برای خاطر آزاری فلک تا کی توان
اینقدر سرگشته در عالم بجست و جوی ما

بهر بوی پیرهن چشمم همی باشد سفید
آخر ای باد صبا یکره گذر کن سوی ما

دل ضعیف و غم قوی تنها درین عشرت سرا
وای گر مخفی نبودی صبر همزانوی ما

ساقی نفسی بخش دل مردهٔ ما را
از می بده آبی گل پژمردهٔ ما را

عمریست که بلبل چمن نغمه سرا نیست
ره نیست درین باغ مگر باد صبا را

با درد کن الفت نفس چند مسیحا
بیدرد توان بود توان داشت دوا را

ای صبح خدا را نفسی پرده نشین باش
تا آه زند بر هدف این تیر دعا را

دردا که بامید شفا با دل بیمار
مردیم و ندیدیم درین خانه شفا را

کافیست مرا خجلت جرمم ز ترحم
بگذر ز سر جرم گنهگار خدا را

مخفی مکن اندیشه ز بیدادگر در حشر
از شاه بسی بیش بود قرب گدا را

گرم غضب چه میکنی نرگس مست ناز را
ناز و کرشمه بس بود دل شدهٔ نیاز را

رشتهٔ دل گره گره شد بدرون سینه ام
بسکه بدل گره زدم آه جگر گداز را

ای که بعیش خفته دردوغمی ندیده
از دل دردمند پرس حال شب دراز را

بهر نماز هر کجا روی بقبله ناورم
طاق دو ابروت بس است سجده گه نماز را

از پس کس چه میروی بانگ جرس چه میکنی
هادی ره محبت است قافلهٔ حجاز را

پا به بساط عافیت زان زنهم که عاقبت
محرم نکته کنند محرمیان راز را

غنچه صفت شگفت دل از سخن تو مخفیا
تقویت سخن نما طبع سخن طراز را

بی روی یار باده بنوشد کسی چرا
روی ریا بعشق فرد شد کسی چرا

نی نالهٔ بسینه دمی نی اشک حسرتی
بر روی بلبلان بخروشد کسی چرا

بر رهگذار باد نهاده چراغ عمر
بر تن لباس فقر نه پوشد کسی چرا

روز ازل چو گشته مقدر نصیب کس
چندین بدیگ حرص بجوشد کسی چرا

مخفی چو راز ضمیر نهفتن ز دانش است
راز درون خویش نه پوشد کسی چرا

کاوش بیهوده ای فصاد تا کی ریش را
در محبت نیست تاثیر جراحت نیش را

زخمهای دل زمرهم رو نمی آرد بهم
سوزن الماس باید زخم بیش از بیش را

بسکه در راه محبت تشنهٔ خون خودم
تازه میسازم بناخن زخمهای خویش را

دل اگر از ناصبوری از کف ما رفت رفت
پاسبان در کار نبود خانهٔ درویش را

عمر شد صرف هوا و وقت رفتن در رسید
پیروی تا چند مخفی نفس کافر کیش را

سخت دشوار است گفتن معنی ناگفته را
سوزن الماس باید گوهر ناسفته را

می کند گر نالهٔ بلبل در چمن عیبش مکن
سیر گلشن نشگفاند خاطر آشفته را

پنجهٔ همت نگیرد دامن یاس و امید
چون زلیخا گر بچنگ آریم عمر رفته را

عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر
چند چون طفلان نگه داری حساب هفته را

مخفیا اشکی ز چشم ترک بیجا حاصل بود
گر دهد جاروب مژگان خانقاه رُفته را

چون کنی پرده نشین چهرهٔ نور افشان را
پنجه در پنجهٔ مرجان کند مژگان را

دوش بر دوش رود دانهٔ اشکم ز نظر
حلقه در حلقه بود سلسلهٔ طوفان را

بی مه روی تو روشن نشود خانهٔ دل
بی سر زلف تو ایمان نبود ایمان را

غنچهٔ شیرین نه کند لب ز تبسم به چمن
پُر ز خوناب جگر تا نه کند دامان را

نالهٔ آهسته که جاسوس محبت مخفی
صید صیاد کند بلبل خوش الحان را

آتش عشق تو در دل بلبل و پروانه را
بادهٔ شوق تو بر لب شیشه و پیمانه را

بی شکنج زلف تو حاصل نشد آرام دل
عاقبت کردی بپا زنجیر این دیوانه را

دیده را از لخت دل گنجائش اشکی نماند
تا بکی لبریز خون دارم من این پیمانه را

هر نفس فوج غمم ملک دلم سازد خراب
چون توانم کرد آبادان من این ویرانه را

چند ای دل گفتگوی محنت و بیداد و غم
تا بکی تکرار سازی این کهن افسانه را

بعد ازین مخفی ترا باید در آتش زیستن
کآتش افشان کرده از راه سقف خانه را

آتش افروز شده تا پر پروانهٔ ما
روشنائی نه دهد شمع بکاشانهٔ ما

دیده تا چند فشاند در اشکم صد حیف
مفت رفت از کف ما گوهر یکدانهٔ ما

بسکه افسانهٔ هجر تو ز حد افزون است
عمر شد آخر و آخر نشد افسانهٔ ما

مئی عشرت بحریفان دگر ده ساقی
که ز خوناب جگر پر شده پیمانهٔ ما

بکشا سلسلهٔ زلف که از جذبهٔ عشق
غیر زنجیر نباشد دل دیوانهٔ ما

کشتی عمر فرو رفت بطوفان اجل / رفت بر باد فنا عاقبت این خانهٔ

مخفیا تا ز جگر شعله برافروخته آه / گشته بستان ارم گوشهٔ ویرانهٔ ما

گر پرده بر فتد ز گلستان داغ ما / آتش فتد ز رشک بگلهای باغ ما

با آنکه سر زد از سر ما شعله های آه / روشن نشد ز باد حوادث چراغ ما

ما را بکوه و دشت و بیابان قرار نیست / سودای عشق کرد پریشان دماغ ما

پروردهٔ غمیم بغم خو گرفته ایم / باشد محال عقل ز محنت فراغ ما

اوراق عمر ما همه محنت بباد داد / غمهای روزگار همه در سراغ ما

مخفی مجو ز بادهٔ ما نشهٔ نشاط / کز خون دیده گشته لبالب ایاغ ما

عافیت را نیست چون اندیشهٔ درمان ما / داغ رسوائی منه بیهوده غم بر جان ما

در شب یلدا اگر شمعی نباشد گو مباش / ز آتش دل روشن است این کلبهٔ احزان ما

جستجو کم کن دلا کز دولت دون همتان / تشنهٔ آسودگی عنقاست در دوران ما

کی گیاه خرمی روید که در هنگام کشت / ریخته در خاک ذلت تخم ما دهقان ما

مشکل ار گردد ز ما اسلام در محشر قبول / گر نبودی همچو کفری شاهد ایمان ما

کشتیم ثابت نماند در محیط عافیت / بسکه هر لحظه فزون است موجهٔ طوفان ما

ریختیم مخفی ز بس خوناب دیده در چمن / امتیازی نیست در خار و گل بستان ما

ای خدا کام دلی بخش مسلمانی را / بیش ازین داغ منه سینهٔ بریانی را

بعد ازین تاب و توانائی هجرانم نیست / ساز آزاد ز غم عاجز و حیرانی را

میتوانی که رهائی دهی از قید ستم / تو که از چاه برآری مه کنعانی را

مجمع اشک من از گریه پریشان شد و رفت / از کرم جمع نما مشت پریشانی را

بشگفاند گلِ امید تو مخفی به چمن
آنکه گلزار کند آتش سوزانی را

داغِ نو تو می نهم جان و دل کباب را
رونق تازه می دهم مملکت خراب را

خون جگر فشانده ایم در رهِ جستجوے
تا که گرفت دست دل دامن آفتاب را

مرهم زخم سینه ام روشنی دو دیده ام
گرم غضب چه میکنی نرگس نیمخواب را

جان ز دلم گرفتهٔ دل ز کفم ربوده
بهر خداے بر فگن از رخ خود نقاب را

مخفی درد مند تو دل به غمت سپرده است
صرف دو دیده کرد در رفت قطرهٔ خونناب را

چند کنی نقاب رخ طرهٔ مشک سای را
بر در کعبه تا بکی قفل کلیسیاے را

گرم ره محبت در رهِ وادی طلب
مرهم خار و خس نهد آبلهٔ های پاے را

شب همه شب بیادِ تو مردمکِ دو دیده ام
غوطه بخون دل دهد اشک گهر نماے را

در تن تازه ام شکست ناخن سعی ام سنوز
چون ز گره گشت سست بخت گره کشای را

هر نفسم کند ز اشک مردمکم ضیا سفتی
شیوهٔ مردمی بود مردم کدخداے را

ناله بهار نگبلد از پئے نالهٔ دگر
تا بکند دلیل ره زمزمهٔ دراے را

نیست عجب اگر شوی بندهٔ عشقِ کامران
سایهٔ چتر نشان بود بال و پر هماے را

بر سر دار عاشقی جان بغم تو باخت دل
ره بدلم نیافت کس لذت پا بهاے را

چهرهٔ اشک لاله گون میدهدم ز دل خبر
شسته بخون دو دیده ام جام جهان نماے را

زمزمهٔ مجلسم گشت فزون ز نشید غم
کنج قفس چمن بود مرغ چمن سراے را

مخفی اگر نه کاذبی در رهِ عشق هان بیا
از سر صدق سجده کن آن بت دلرباے را

من بنمود گر بختم ره کوے سلامت را
ز جست و جوے خود پیدا کنم راه ملامت را

بریزم خون دل چندان بمحشر از پشیمانی
که رشک جنت الماوی کنم دشت قیامت را

ز دفترهای عصیانم نماند نکتهٔ باقی / اگر قدری بود در روز حشر اشک ندامت را

نهال دولت دنیا مذلت بار می آرد / بصد ملک شهنشاهی مده کنج قناعت را

برآرم گر ز دل آهی ز روی درد در محشر / دهم بر باد حسرت خاک صحرای قیامت را

به محشر گر گناهت را ببخشد شفقت ایزد / ز کف آسان مده مخفی تو دامان شفاعت را

غم میکند فزونی ای دوستان خدا را / شاید نهفته ماند این راز آشکارا

مارا چو موم بگداخت این آتش محبت / تا چند باشدت دل در سینه سنگ خارا

مردیم و گردش چرخ رحمی نکرد بر ما / تا کی توان بدشمن صاحبدلان مدارا

مستی و تنگدستی بدنام خلق سازد / با طرز شه چه نسبت درویش بینوا را

کشتی عمر بشکست در بحر ناامیدی / مشکل که باز بینیم دیدار آشنا را

حاصل نشد چو هرگز این کام دل بتدبیر / تدبیر را گذارم گردن نهم قضا را

بگذشت موسم گل شد نالهای بلبل / تا کی شراب مستی یا ایها السکارا

بر باد رفت در غم یاران ذخیرهٔ عمر / باشد که گردش چرخ فرصت دهد شما را

ای خسرو زمانه بگشا دو چشم و بنگر / در نامهٔ سکندر احوال ملک دارا

ای همرهان چو رفتیم بدنام این زمانه / در کوی نیکنامی یاد آورید ما را

یاران و بزم عشرت مخفی و کوی محنت / با عافیت چه کارست درویش بینوا را

تا داد نوید از قدمت ابر چمن را / بگشاد به پابوسی تو غنچه دهن را

گر پرده شود دور ز رخسارهٔ حسنت / یوسف نکند بار دگر حب وطن را

بیمار ترا نیست علاجی بجز از وصل / بیفائده کاوش مکن این داغ کهن را

گر در رهِ تو سرمهٔ آهوی خطا شد / زان نسبت زلف تو کند مشک ختن را

مقبول عزیزان شده ابیات تو مخفی / آخر تو دهی داد درین عرصه سخن را

تا کرد بنا چشم تو بیداد گری را — آتش بدل افتاد نسیم سحری را
بس خضر که سیراب شد از چشمهٔ حیوان — چون غنچه گشادی تو دهان شکری را
مثل تو نزاد دست خلف مادر ایام — زین حسن نه داد دست ملک را و پری را
بی واسطه سیلی زندم بر رخ امید — گویا ز تو آموخت فلک فتنه گری را

جان میرود از دست تو مخفی نگهی کن
مایوس مکن از در خود رهگذری را

مده بر باد از شانه سر زلف پریشان را — مکن سرگشتهٔ وادی تو اینک دردکیشانرا
نه گل دیدم نه بلبل را ازین بستان سرا رفتم — دعای من صبا گوئی اگر بینی تو ایشانرا
ز بس آه و فغان کردم ز من بیگانه شد بختم — ز خود بیگانه من گردم برو در دست خویشانرا
تو میرانی مرا از پیش و من چون بید لرزانم — که بس نازک دلی باشد گروه صبر کیشانرا

به پیش دشت پیمایان لب از گفت و شنو در بند
مکن آزار ای مخفی به زهر آلود نیشان را

خواهم کشم بدیده آن خاک آستان را — تا بوسم از لب دل این پای پاسبان را
پوشیده جذبهٔ عشق در من پلاس محنت — سلطان لباس فاخر بخشد ملازمان را
تا کی برغم دشمن در امتحان بتابم — بشناسش بهتر که زین یاران جانفشان را
آخر دهد بطوفان بنیاد خانهٔ خویش — مرغ نظر چه بنهد بر آب آشیان را
مفروش دیده ارزان گوهر بخاطر دل — یاران روا ندارند بر دوستان زیان را
بر حال زار بلبل رحمی کرشمهٔ گل — شاهان کشیده دارند بهر گدا عنان را

دادت خدای مخفی در سخن و گرنه
زین گونه نیست دری در سینه بحر و کان را

ردیف با

ای منور از مه حسنت چراغ آفتاب | وی معطر از سر زلفت دماغ آفتاب
لب لبو داست صراحی بر لب ساغر نهاد | زآتش دل ریخت می را در ایاغ آفتاب
پرتو حسنت نه گرد جلوه گر گرد در چمن | تا قیامت نشگفد یک گل بباغ آفتاب
زیر پیراهن نهان از عندلیبان چمن | داغ دار دهر گلی بر دل زد داغ آفتاب

مخفیا تا کی پریشان دامن مقصود گرد
رفت این عمر گرامی در سراغ آفتاب

ہنگامۂ دل گرم بهی می کنم امشب | هم صحبتی نالهٔ سفی می کنم امشب
گرم ست مرا صحبت و سر بر کف دست است | مهمانی صد حاتم طی می کنم امشب
از دیده روان اشکم و بر کف زهیم جام | فریاد ببیاد جم و کی می کنم امشب
بس جذبهٔ عشق از کف من برد عنان را | از شوق تو صد مرحله طی می کنم امشب
تا چند پی قافلهٔ نفس توان رفت | این ناقه درین بادیه پی می کنم امشب
با آنکه جنون ورزم و در علین دعا ام | فرزانه صفت پشت بره می کنم امشب

مخفی نفسی سرد که دل را بگشاید
کین بخت دلی چون شب دی میکنم امشب

تا شراب لب لعل تو بجام است امشب | کوکب بخت مرا کار بکام است امشب
آمدی جان و دل و دیده نثارت بادا | چون تویی مونس جان خواب حرام است امشب
ابروانت مه عید ست درخشت شمع فلک | مهر و مه رای مقصود بجام است امشب
کوکب بخت سیاهم شده امشب روشن | آری آری مه من بر لب بام است امشب

جرعهٔ داد بیاد تو بدستم ساقی
زان مرا مهر مه چرخ غلام است امشب

خیال چشم جادو کردم امشب
گل مقصود را بو کردم امشب

ز سیلاب سرشکم گشت طوفان
بگریہ کار یک رو کردم امشب

بیادش ساغرے بر لب نهادم
بہ آب زندگی خو کردم امشب

بہ بزم بلبلان از شام تا صبح
بباغ ہجر یا ہو کردم امشب

گرفتم خاک کویت را در آغوش
نہالے را بہ پہلو کردم امشب

بغیر از آرزوئے جان فشانی
ہوائے دل بیک سو کردم امشب

اے دیدہ سرشکے کہ بیاد وطن امشب
خواہم کہ زنم چاک گریبان بہ تن امشب

پروانۂ پر سوختہ بس بر سر ہم ریخت
رہ نیست ترا شمع درین انجمن امشب

ہنگام بکام دل و دلدار در آغوش
بخشائے قدح شیشۂ مے را دہن امشب

بکشاد چو یعقوب مرا چشم تمنا
با باد صبا بو دگر پیرہن امشب

گر داد من از نالۂ بیداد نگیرد
دامان دل غمزدہ و دست من امشب

بلبل بہ خبر باش کہ از نالۂ مصحفی
گل پارہ کند جیب قبا در چمن امشب

گر ہمہ حسنت بر آید روبروئے آفتاب
از خجالت زرد گردد رنگ روی آفتاب

سیر دریا کردہ عمرے در تمنائے ہنوز
تر نشد از قطرۂ آبے گلوئے آفتاب

مے چو در مینا بود گو شمع در مجلس مباش
روشنی نیست مہ را پیش روئے آفتاب

تا کہ جان باشد بہ تن پویم رہ دیوانگی
سایہ را پیوستہ باشد جستجوئے آفتاب

گر زدم لاف محبت با غمت معذور دار
ذرّہ را عیبی نباشد آرزوئے آفتاب

رفت مصحفی شعلۂ آہ تو بس بر آسمان
شد نہان در برق آتش موبموئے آفتاب

برفگن از شمع حسنت اے مہ خوبان نقاب
تا بصد منت نہد بر پائے تو سر آفتاب

در فراقت زندگانی چون کنم یارب کہ شد
غم قوی محنت فزون دل ناتوان حالم خراب

انچه حاصل کردم از سودای عشق است و بس خوگرفتم باغم عشق تو باید بعد ازین	دل کباب و سینه چاک و جان حزین چشم پرآب گریه بیحد ناله بیحد سینه بریان دل کباب

کامرانی گر کنی مخفی تمامی عمر خویش
هر نفس سالی بود پیش تو در روز حساب

دل چو بغم خوگرفت ترک دفا ز و طلب دل چو دعا خواه شد بر در یزدان پاک چند تاسف خوری بهر بقای وجود جانب آب حیات خضر گرت رهبرست چند به بستان روی خار بپایت شکست	غم چو بشادی نشست جور و جفا ز و طلب دست تمنا برآر ذوق دعا ز و طلب جام فنا نوش کن ذوق بقا ز و طلب از پی او باز گرد جام فنا ز و طلب رشک گلستان نگر نور و ضیا ز و طلب

در چمن آرزو شبنم اشکی بریز
مخفی دستان سرا نشو و نما ز و طلب

نیست گر ناله ترا با دل من راز امشب گشت چون داغ دلم از حد اندازه برون گل زند چاک گریبان و فغان بردارد باده بردار ز مجلس که ز بسیاری ناز	مرغ دل را ز چه روی سر پرواز امشب کاوش دیده کند گریه من باز امشب عندلیب ار شنود از لبم آواز امشب بزم را گرم کند شعشعهٔ من باز امشب

باده لبریز کن و داد فراغت بستان
گشت مخفی چو ترا کار خدا ساز امشب

ردیف تا

در طراوت هیچ باغی به ز باغ گریه نیست می کشان اشک ندامت زانکه هنگام برات دیدها لبریز خوناب ست و ز افسردگی	پرتو خورشید روشن چون چراغ گریه نیست نشهٔ آسودگی جز در ایاغ گریه نیست همچو ابر نو بهارانم دماغ گریه نیست

[illegible]

جستجو کردم بسے با عندلیبان چمن
یک گل خندان بگلشن همچو داغ گریه نیست

دیده چون ابر بهارم پر ز اشک ایام را
مخفیا از بے دماغیها دماغ گریه نیست

گرچه[1] من لیلی لباسم دل چو مجنون در هواست
سر بصحرا می زنم لیکن حیا زنجیر پاست

بلبل از شاگردیم شد همنشین گل بباغ
در محبت کاملم پروانه هم شاگرد ماست

در نهان خونیم ظاهر گرچه رنگ ناز کم
رنگ من در من نهان چون رنگ سرخ اندر حناست

بسکه بار غم بر دن انداختم بر روزگار
جامه نیلی کرد انیک بین که پشت او دوتاست

دختر شاهم و لیکن رو بفقر آورده ام
زیب و زینت بس همیم نام من زیب النساست

ز تاب آتش عشقت ستم بدن میسوخت
ز سوز شعله آهم دل سخن می سوخت

اگر نه آب دم تیغ غمزه ات خوردی
شهید عشق تو تا حشر در کفن می سوخت

بحال زار خرابم تمام شب امشب
ز دیده اشک روان شمع در لگن می سوخت

ز سوز سینه مرا مغز استخوان در پوست
بسان شمع بفانوس انجمن می سوخت

نه شمع بود بمجلس نه عشق پروانه
گر شمع اهل محبت در انجمن می سوخت

سحاب دیده نمی زد اگر بر آتش آب
ز سوز عشق دل و جان مرد و زن میسوخت

کجاست آتش عشقے که از حرارت آن
نسیم باد به اندیشهٔ وطن می سوخت

غلام همت بلبل که دوش تا دم صبح
ز برق شعلهٔ آهش گل چمن می سوخت

چه آتش ست محبت که روز و شب مخفی
نهان ز محرم و بیگانه کوهکن می سوخت

تا شیوهٔ نازت بدلم روز فزون است
فکرم همه رسوائی و اندیشه جنون است

ناصح ره خود گیر که مجنون غمش را
در راه طلب جیب بصد پاره شگون است

[1] این غزل در هر دو نسخهٔ قلمی که برای مقابله پیش نظر بودند یافته نشد ۱۲ مصحح

بس خون جگر ریخته ام از سر مژگان
وادی فراغت همه آغشته بخون است

چندانکه رفوے کنمش باز شود چاک
این زخم جگر از حد و اندازه برون است

بیهوده مکن سعی که مصحفی نه کند سود
آنرا که ز تقدیر ازل بخت زبون است

ناوک بیداد چندین غمزه را در کار نیست
گو دلے کز یک نگاه خشمگین افگار نیست

بسته حرفی که مجنون جانب لیلی ندید
باورم ناید که عاشق طالب دیدار نیست

حسن هر جا جمع آید با پریشانی زلف
چشم اگر آئینه باشد طالب دیدار نیست

هر که در بزم محبت باده بر لب نهاد
گر فلاطون زمانست تا ابد هشیار نیست

تا یکے در زاهدی مصحفی فریب خود دهی
نیستی مومن ترا گر سبحه و زنار نیست

می رسد مایهٔ صد ناز طلبگار کجاست
مے فشاند نمکے سینهٔ افگار کجاست

عقل مغلوب و جنون غالب و بس حوصله تنگ
گرم شد دار انا الحق کشش دار کجاست

من گرفتم که برافتاد نقاب از رخ دوست
کو دل و حوصله و طاقت دیدار کجاست

صبحدم باد صبا در چمن این گفت و گذشت
بلبل دل شده و رونق گلزار کجاست

باخبر دبار نگردد دل سودازدگان
سر که شد بار بدن قوت دستار کجاست

مالک قافلهٔ عمر بر دهر نفسے
یوسفے بر سر بازار خریدار کجاست

دل ز دستم شد و جان نیز بدنبالش رفت
بهر یک جرعهٔ مے خانهٔ خمار کجاست

هر که با سنگ ملامت همچو مجنون خو گرفت
پیش ارباب نظر چون گوهر آب رو گرفت

دام کس هرگز نه گیرد در بیابان وحش و طیر
دست اعجاز محبت گردن آهو گرفت

براندازم سر اگر صد خضر آید بر سرم
بسکه راهت چشم من از گریه بازانو گرفت

بادشاه حسن آخر شد اسیر قید زلف
تیره روزی آفتابی را بدام مو گرفت

آرزوی سایهٔ ما می کند فر همای
مرغ دل تا آشیان در سنبل گیسو گرفت

تاب پیچ و تاب خورشید جهانتابش نداشت
رفت چین زلف و جا در گوشهٔ ابرو گرفت

عاقبت از بیوفائیهای چرخ کج خرام
مخفی بیچاره رفت و از جهان یکسو گرفت

مژده ای دل که زغم وقت نجات آمده است
باز در خانهٔ جان شمع حیات آمده است

نیست اندیشهٔ انسان و ملک راگذری
پیش حسن تو پری پس بز کوه آمده است

گر دچاه ذقنت تشنه لب و سوخته جان
سبزهٔ خط زلبی آب حیات آمده است

شربت تشنه لبان جز لب شیرین تو نیست
این دهانت ز ازل حب نبات آمده است

چیست این سوزش من شمع صفت تا بسحر
شعله را بر جگرم گریه برات آمده است

لیک بر در دولت شرح نوشتم مخفی
عاجز از در دولت کلک و دوات آمده است

محنت در جدائی که زحد بیرون است
دیده لبریز سرشک و جگرم پر خون است

خوش فریبنده نگاهیست که در کشور عشق
هر گرامی نگرم کوهکن و مجنون است

نگسلد یاد ترا سلسلهٔ ناز و نیاز
آتش عشق من و حسن تو روز افزون است

ریخت خونناب دل از دیدهٔ مخفی چندان
در بیابان محبت که سراسر خون است

دیدهٔ کو که پر از حسرت دیدار تو نیست
سینهٔ کو که در آن مرغ گرفتار تو نیست

گر زخونناب جگر آب دهد آب حیات
رونق گل بجز از گوشهٔ دستار تو نیست

گر بود دیر حرم مامن ایمان نبود
رشتهٔ سبحه گرش رشتهٔ زنار تو نیست

بر نیاید ز خجالت ز پس کوه حجاب
آفتابی که پس سایهٔ دیوار تو نیست

جان و دل داده بسودای تو مخفی و گذشت
آدمی نیست هر آنکس که خریدار تو نیست

ز دانش نام بردن ننگ عشق است — جنون زینت ده اورنگ عشق است
چو حاصل شد مرا کام دل از عشق — سر صلحم کجا با جنگ عشق است
مزن فرهاد تیشه بر دل کوه — که آتش‌ها نهان در سنگ عشق است
ز بیرنگی مزن دم در محبت — که عالم گونهٔ از رنگ عشق است
قدم فهمیده نه مخفی درین راه — جهان یک میل از فرسنگ عشق است

ز سوز عشق تو زان گونه دوش تن میسوخت — که هر نفس ز تف سینه پیرهن می سوخت
حدیث عشق ترا تا نوشت می کردم — سپند وار نقط بر سر سخن می سوخت
درون سینه چنان در گرفته بود آتش — که آه در جگر و ناله در دهن می سوخت
شهید عشق ترا شب بخواب می دیدم — که همچو شعلهٔ فانوس در کفن می سوخت
ز آه نیم شب و نالهٔ سحرگاهی — ستاره بر فلک و غنچه در چمن می سوخت
ز سوز سینهٔ مخفی شد این قدر معلوم — که همچو خس مژه اش در گریستن می سوخت

آنکه در عهد جمالت عشق بی بنیاد نیست — در جهان یکدل ز قید زلف تو آزاد نیست
هیچکس از دست جورت در جهان دادی نیافت — آری آری در طریق خوبرویان داد نیست
تهمت عشق ست بر فرهاد و مجنون بسته اند — دام تزویرے بود عشقی که مادرزاد نیست
نازنینان را ولا شاه و گدا یکسان بود — در محبت امتیاز خسرو و فرهاد نیست
لب ز گفت و گو ببند ای دل که از گلزار عشق — بلبلان را حاصلی جز ناله و فریاد نیست
مرد مخفی از غم هجر و نگردی یاد او — یاد باد آنکه هیچ از دوستانت یاد نیست

بی گل روی تو یکدم زنده بودن مشکل ست — پیش تست ای شوخ ستمگر لب گشودن مشکل است
سهل باشد اشک ریزی همچو ابر نوبهار — خنده بر لب دیدهٔ خونبار بودن مشکل است

نیست مشکل همنشینی دلبران پر عتاب	پیش تیغ هجر او جولان نمودن مشکل است
بی وصال دوست دشوارست بر من زندگی	سوزن الماس را باید دیده سودن مشکل است
در طریق عشق رو کردن بوادی کار نیست	روبروی غمزهٔ دلدار بودن مشکل است

یک نظر دیدم ترا دیوانه و مجنون شدم
پیش چشم مست تو هشیار بودن مشکل است

منم که محنت و غم را از من جدائی نیست	به بزم عافیتم هیچ آشنائی نیست
صبا به بلبل شوریده گو که در ره عشق	مجال دم زدن و جای خودنمائی نیست
بمجلسی که نباشد شعاع رخسارت	گر آفتاب بود شمع روشنائی نیست
من و نجات ز دام ملامتت هیهات	که در طریق محبت گره گشائی نیست

مرو بصومعه مخفی برو به میکده
که نزد اهل حقیقت چو بینوائی نیست

امشب بخیالت دل من فکر دگر داشت	مانند سمندر همه شب جا بشرر داشت
پروانه صفت سوختم از آتش شوقت	با آنکه ز چشم تر من شعله حذر داشت
امروز نسیم سحری باد سموم است	چون دوش بوادی جنون تو گذر داشت
یعقوب صفت دیده به بست از همه عالم	هر کس نفسی روی تو در مد نظر داشت
تا حشر نمیرند شهیدان ز تمنا	آب دم شمشیر تو تاثیر دگر داشت
دی لطف نمودی که گذشتم ز کنارت	امروز بجز نم نگهت بسته کمر داشت

طی گردد به یک چشم زدن عالم هستی
هر کس که براه طلبت پای ز سر داشت

با غمت هموار بر من صحن گلخن گلشن است
آری آری بتکده پیش برهمن گلشن است

بسکه چون یعقوب گریم از غم و اندوه هجر

از سرشک دیدهٔ من جیب و دامن گلشن است
جای هر مو بر بدن صد داغ می باید ز عشق
زانکه داغِ عاشقی بر جان و بر تن گلشن است
نیست دل را آرزوی باغ و سیر گلشنی
طالب دیدار را وادی ایمن گلشن است

باغبان گر راهِ گلشن بست مخفی باک نیست
عندلیبان چمن را عکس گلشن گلشن است

هیچ کاری نازنینان را بجز از ناز نیست — زانکه شاهان را شکاری چون شکار باز نیست
پیش فانوس خیالت ره نیابد تا ابد — هر که چون پروانه با شمع غمت دمساز نیست
از طپیدن گر فرو ماند دلم نبود عجب — بلبل بی بال و پر را طاقت پرواز نیست
مژدهٔ وصل تو کار صد مسیحا کرد و لیک — در زمانت زنده کردن مرده را اعجاز نیست
در فراق تو چه گویم می گذارم با کسی — غیر دردت نیست همدم جز غمت دمساز نیست

مخفیا بیهوده است از غیر چندین شکوه چیست
دشمنی دیگر ترا چون دیدهٔ غماز نیست

باز امروز دلم سوی خراسان رفت است — رشتهٔ کفر بدست و با ایمان رفت است
ناله بر درد دلم محرم بیگانه کنند — گر بگویم که چه بیداد ز هجران رفت است
رشک بستان ارم گشت مرا دامن و جیب — بسکه خون جگر از دیده بدامان رفت است
نور پیدا نه کند چشم تمنا ز نسیم — بوی پیراهن یوسف تا سوی کنعان رفت است

هر جفای که بمن کرد فلک مخفی نیست
چاک باقیست مرا گرچه گریبان رفت است

مرغ دل من صید حرم خانهٔ عشق است — زنهار مپندار که بیگانهٔ عشق است
خوبان نگشایند بجز گره سر زلف — دست طلب شوق مگر شانهٔ عشق است

ای وای بر آنکس که لبالب نه ز درد است
ای وای بر آن دل که نه پروانهٔ عشق است

چندین سخن عشق که گفتند و گذشتند
در مذهب عشاق یک افسانهٔ عشق است

مخفی من و این گوشهٔ ویرانه که در دهر
معموره همین گوشهٔ ویرانهٔ عشق است

هر که در جام تمنا بادهٔ گلرنگ ریخت
بر سر اهل حسد از قصر عشرت سنگ ریخت

ناله را تاثیر دیگر بود باز امشب مگر
قطرهٔ از بادهٔ عشق تو بر آهنگ ریخت

پیش ارباب جواهر قیمت جوهر شکست
تا در معنی نگارم از دهان تنگ ریخت

گرچه خوبان جمله خونریزند اما غمزه ات
خون صد فرهاد و مجنون را بهر فرسنگ ریخت

بس به مژگان طلب کردم شگاف کوهسار
در دلِ خار از خون دیدهٔ مخفی رنگ ریخت

مرغ دل را گلشنی بهتر ز کوی یار نیست
طالب دیدار را ذوق گل و گلزار نیست

هر کرا در پای دل زنجیر از زلف تو نیست
گرچه آن منصور باشد محرم اسرار نیست

گرچه سر تا پای من درد است اما سینه را
مثل درد هجر از درد دگر آزار نیست

گفتم از عشق بتان ای دل چه حاصل کرده
گفت ما را حاصلی جز نالهای زار نیست

نه ز شادی شاد باشم نه ز غم آزرده ام
پیش اهل دیده فرقی در گل و در خار نیست

چند ریزی خونِ دل مخفی برای مهوشان
ریختن بر خاک گل را شیوهٔ عطار نیست

در طریق عشق آیین من و مجنون یکیست
از جنون درد دلم را نشتر و افسون یکیست

گر دخوار از بس دلم تا تلخی ایام هجر
در مذاقم زهر ناب و بادهٔ گلگون یکیست

بی سبب مجنون وطن در گوشهٔ ویرانه داشت
بر گرفتاران قضای خانه و هامون یکیست

ساقی و بزم و شراب و بادهٔ خونناب جگر
تشنهٔ جام محبت را شراب و خون یکیست

خواه در صحرا بود خواهی بدریا مسکنت
مخفیا اهل جنون را وادی و جیحون یکیست

یارب این پرتو خورشید زکاشانهٔ کیست | یارب این آفت جان همدم و همخانهٔ کیست
بادهٔ لعل لبت را که بما الفت نیست | بزم آرای که و بادهٔ و پیمانهٔ کیست
یارب آن ماه رخ و بادشهٔ کشور حسن | دوش بر دوش که او گوهر یکدانهٔ کیست
گفت افسانهٔ بسیار وندانست کسے | که درین انجمن آن مائل افسانهٔ کیست
دار دامروز بمن گرچه نگاہے کرمے | تا گرفتار که او مونس جانانهٔ کیست
عندلیبان به نگاہے دل خود باخته اند | یارب این دلبری از نرگس پروانهٔ کیست
شمع هنگامهٔ باخنده زنان گلریز است | میهمانی که هم صحبت پروانهٔ کیست
شد بامید همین خانهٔ عمرم ویران | گرز سر لطف بپرسی که تو پروانهٔ کیست

گفتمش مخفی سودازده دیوانهٔ کیست
گفت مخفی چه کس و عاشق و دیوانهٔ کیست

محرمی کوتا بگویم قصهٔ آن مکاره چیست | باعث چندین ستم بر خانمان آواره چیست
می رباید جذبهٔ عشق تو دل را از کفم | درجنون رسوا شدن جرم من بیچاره چیست
گرنباشد ذوق معشوقی و عاشق پروری | خوبرویان را لبوی عاشقان نظاره چیست
در دل گل گر ندارد نالهٔ بلبل اثر | درچمن این سرخی رخسار وجیب پاره چیست

گرنه ترک نازوا ولب تشنهٔ خون من است
مردم از تیغ نگه بیداد آن بیچاره چیست

من ماهی آبی که حبابش همه خون ست | لب تشنهٔ جامی که شرابش همه خون است
هرکس نه برد ره بسوے دشت محبت | اکلش همه زهرست و شرابش همه خون است
اے خضر تو و چشمهٔ حیوان که اسیران | نوشند ازان چشمه که آبش همه خون است
هر بوالهوسے را نرسد لاف محبت | باشبنم آن گل که گلابش همه خون است

بس ریخته خون دل مخفی تو زبیداد
هرجا که رود پا بر کابش همه خون است

حسنت نمکی تازه بداغ دل ما ریخت — سودای تو شوری بدماغ دل ما ریخت
زان پیش که روشن شود این شمع محبت — از عشق تو روغن بچراغ دل ما ریخت
مفلس شده ایام ز بس سودهٔ الماس — بر سینهٔ مجروح و بداغ دل ما ریخت
می داد چو ساقی طرب می بحریفان — خونناب حسرت به ایاغ دل ما ریخت
هر زهر که در ساغر غم بود مهیّا — دوران همه کام فراغ دل ما ریخت
مخفی ره وادی چو گلستان ارم شد — بس خون جگر غم بسراغ دل ما ریخت

باغ و بهار آب روان این شمار چیست — دلبر بکام و باده بکف انتظار چیست
فرصت شمر غنیمت و داد نشاط ده — حیران این مباش که انجام کار چیست
ممکن چو نیست دیدن آئینهٔ مراد — چندین شکایت از ستم روزگار چیست
بهر دو روزه عمر که این نیز مبهم است — اندیشه های باطل این کار و بار چیست
گر خون دل ز دیده تراوش نداشتی — سیلاب خون ز دیده مرا در کنار چیست
ای دل بدست محنت و غم گر زبون نهٔ — چون بیدلان ز درد و الم ناله زار چیست
مخفی بقدر طاعت ما گر عطا دهند — در روز حشر رحمت پروردگار چیست

باده نوشیم و ای از کف جانانهٔ مست — نشهٔ خاص دهد صحبت همخانهٔ مست
نیست در صحبت دیوانه رهٔ اهل طرب — عافیت می طلبی رو بر فرزانهٔ مست
همه افتادهٔ و مخمور خرابات شدیم — خبر کن ای ساقی هشیار تو پیمانهٔ مست
باغبان منت مهتاب مکش در شب تار — شمع گلزار بود نرگس مستانهٔ مست
پیش اصحاب خرد تا بکی از بیخردی — نقل مجلس کنی ای مست تو افسانهٔ مست
ز ملامت نمکی بر دل افگار زدم — بیشتر شور بود لازم بیگانهٔ مست
مخفی از فیض جنون شیوهٔ هشیار گرفت — تا خرد باز کند صحبت دیوانهٔ مست

دریاست بیکران وسفر غیر موسم ست — کشتی باشکستهٔ وطوفان مسلم است
در جستجوی شاد روانی بملک غم — ای دیده همتی که دل از سینه عازم است
ای اشک همتی که زدریوزه عار نیست — مفلس همیشه منتظر خوان منعم است

مخفی فریب گریه مخمور دیده باز کن
محرم بنکتهٔ زمقالات محرم است

از شعله های آه مرا خانه روشن است — روشن مکن چراغ که کاشانه روشن است
خواهی چراغ باشد وخواهی نه در چمن — گلها ز عکس نرگس مستانه روشن است
نازم بفیض باده که شبهای تیره دل — دلها ز عکس ساغر وپیمانه روشن است
افشای راز من مکن ای اشک زینهار — در دم به پیش محرم وبیگانه روشن است

تا آفتاب حسن بعالم طلوع کرد
مخفی چراغ عاقل ودیوانه روشن است

نیست محراب دلم را جز خم ابروی دوست — هرکسی را قبله باشد قبلهٔ ما روی دوست
مطلبی دیگر ندارم زآمد وشد در چمن — میکنم عمر گرامی صرف جست وجوی دوست
گوش کن ای دل زمن حرفی چو دُر در گوش کش — قوت روح آمد شنیدن حرف گفت وگوی دوست
در شکنج زلف مرغ دل چنان گیرد قرار — گر نسیم غمزه گرداند پریشان موی دوست

گر برنجد خلق وعالم از تو مخفی باک نیست
باشدت یکجو امید لطف اگر از سوی دوست

تا باد صبا را بگلستان گذری هست — مرغان چمن را بره گل نظری هست
نومید نباید شدن از گردش ایام — هر شام که آید زپی آن سحری هست
بنشین نفسی بلبل شوریده که امروز — با ناله زاری دل من هم اثری هست
گر شربت وصلت بلب تشنه نداند — بیمار غم عشق ترا چشم تری هست
چشم بره قافلهٔ بوی وصال ست — در کوی تو از باد صبا تا خبری هست

بیداد مکن این همه بر جان اسیران
اندیشه نما غیر تو هم دادگری هست

آن غنچه که نشگفت بباغش هوس ماست
مرغی که ندیده رخ گل در قفس ماست

مادر دکشان ره عشقیم درین راه
آن ناله که جانسوز بود در جرس ماست

نے روے به پس گشتن و نی رفتن پیش است
بگرفت ز لبس محنت و غم پیش و پس ماست

هان همنفسان ما سگ عشقیم که دائم
زنجیر جنون زینت طوق مرس ماست

هر شام و سحر تیر دعا بر هدف از چیست
مخفی نه اگر مرغ دعا در قفس ماست

مرده باد آن دل که از جام بقا مدهوش نیست
بسته به آن لب که از گفت و شنو خاموش نیست

نو عروس عافیت هرگز نگیرد در کنار
دست خواهش هر کرا با سرو قد آغوش نیست

نیست یکجو هم اثر گر بنده پیغمبر بود
پنبه غفلت اگر بیرون ترا از گوش نیست

چند روزی با غم و محنت بساز و لب ببند
هیچ نیشی نیست مخفی کز پئے آن نوش نیست

رو بوادی چون نهادم عشق با کم بهتر است
نالهاے زار و آه درد ناکم بهتر است

دل که در راه محبت پیشه مجنون گرفت
دیده پر اشک ندامت سینه چاکم بهتر است

غم قوی محنت فزون و دل بغایت ناتوان
اے اجل زین زندگانی بس هلاکم بهتر است

منکه بیمار شرابم بر لبم شربت چه سود
جاے شربت بر لب من آب تاکم بهتر است

گشته ام چون از امید خویش مخفی منفعل
با هزاران حسرت اندر زیر خاکم بهتر است

آفتاب عشق شمع ما فسرد آتش است
سرخی رخسار ما از آب خورد آتش است

پرتو نور تجلی وادی ایمن بسوخت
عشق هر جا جلوه گر شد آب در آتش است

ساقیا در بزم مستان گرمی بازار چیست
انچه در مینا نشست از صاف درد آتش است

چون سمندر رجا با آتش کن که مخفی روز حشر
هر که رو آرد بجنت هیم خورد آتش است

مجنون ترا خانه بویرانهٔ عشق است
هر جا که وطن ساخت جنون خانهٔ عشق است

هر کس به تکلم لب رازی بگشاید
گر محرم راز است که بیگانهٔ عشق است

گر زهر بلا اهل خورد آن آب حیات است
آنرا که بدل نشئهٔ پیمانهٔ عشق است

تسکین ندهد آب حرارت کش می را
این شعلهٔ جانسوز ز میخانهٔ عشق است

هر ذرهٔ موجود که در ملک وجود است
در پرده همان بلبل و پروانهٔ عشق است

در انجمن شوق نیابد ره مقصود
دیوانه صفت هر که بویرانهٔ عشق است

از سینه برون آر و ته خاک برافگن
مخفی دل افسرده که بیگانهٔ عشق است

گو دلی تا تو کنم با ناله پیمانی درست
در چمن یک گل نماندم با گریبانی درست

چاک زد چندان صبا پیراهن گل را که نیست
عندلیبان چمن را آه و افغانی درست

بس تنور گرم همت سرد شد در روزگار
نیست ارباب محبت را ته نانی درست

دیده محو جلوهٔ خود دل اشکنج دام زلف
تازه میخواهد کند با کفر ایمانی درست

خون دل باید ترا نوشید مخفی همچو کوه
تا برآری گوهر سیراب از کانی درست

بسینه ز آتش عشقت چه داغهاست که نیست
بدل ز ناوک هجرت چه زخمهاست که نیست

مرا بسوی تو هر نامهٔ که باید هست
همین نوشته در انحراف مدعاست که نیست

ز هرچه یاد نمایم بعهد تو پیدا است
بدور حسن تو پیدا همین وفاست که نیست

بسی ز محرم و بیگانه با تو شد همراز
ولیک محرم راز تو آشناست که نیست

بزیر خاک نهانی ره تو خواهم دید
بچشم اهل نظر سرمهٔ حیاست که نیست

فسانهٔ غم مجنون بدهر مشهور است
دگر نه در خم زلفت ولی کجاست که نیست

زپا نمال حوادث گلے نشد خندان
بباغ عیش تو مصحفی رہ صباست کہ نیست

چشم بجا لبیست کہ آتش شرر اوست
خورشید جہان ذرہ از خاک در اوست

پروانۂ باز آتش فانوس بسوزد
افروختہ صد شمع نہان زیر پر اوست

محمل نکند گم بہ بیابان رہ مقصود
تا جذبۂ سودائے جنون راہبر اوست

آزردہ مشو از ستم یار کہ از ناز
بیداد در آئین محبت ہنر اوست

یک سوز میانش بہ کفم بخشش نیاید
عمریست کہ دست ہوسم در کمر اوست

جز خون نہ چکد اشک ز چشم تر مصحفی
تا حشر ز بس زخم سہم در جگر اوست

جستجو گم کن کہ راہ عشق را منزل گم است
لب مبند از گفتگو کانجا جرس را دل گم است

محمل لیلی نہ تنہا بر سر مجنون شتافت
راہ عشق است اینکہ در ہر گام صد محمل گم است

جان باعجاز محبت دہ کہ از تیغ نگاہ
ریخت خون عالمی واز نظر قاتل گم است

چشم معنی برکشا اے دل کہ مثل آفتاب
زیر ہر یک خرقہ صد مرشد کامل گم است

لاف دانائی مزن مصحفی کہ در وادی عشق
زیر ہر سنگی چو افلاطون لبی کامل گم ست

در مذہب ما دم زدن از ذوق حرام است
بیگانہ ز اندوہ شدن شیوۂ عام است

در گوشۂ ویرانہ وطن ساختہ گنجیم
چون چغد ندانیم کہ معمورہ کدام است

ساقی بدہان بادہ کہ از روز نخستم
لبریز ز خون جگرم ساغر و جام است

ما شیشۂ ناموس شکستیم حریفان
کوتہ نظر ست آنکہ گرفتار بنام است

در دہر ز قید تو نماند دلے آزاد
چون یاد تو صیاد و سر زلف تو دام است

دادیم بہ سودائے تو مردانہ دل خویش
ارباب خرد از جنون باز سلام است

مصحفی بستان کام دل از ساغر ساقی
امشب کہ ترا دلبر ایام بکام است

منم که پرتو حسنت روان جان من است — بجای مغز محبت در استخوان من است
همای همت شوقم چو بال بکشاید — صفای کنگرهٔ عرش آشیان من است
مبین بچشم حقارت مرا که وقت سخن — حدیث کون و مکان رائج از دکان من است
ز بهر نام چه جد و برای ننگ چه جهد — چو عنقریب ز نام ست ولی نشان من است
درون خانهٔ هستی چو نقش دیوارم — که مهر لا و نعم زینت مکان من است
زبان بشکوه گشودن ز غیر بیخردیست — مرا که دشمن جانی همین زبان من است
مبین رواج ز جنس کساد بازاری — که نقد کون و مکان رائج دکان من است
فغان بلبل شوریده در چمن مخفی — ز روی درد و الم صبح از فغان من ست

باز طوفان سرشکم ره صحرا برداشت — از دلم مشق جنون نقش تمنا برداشت
کودکان سنگ ملامت بکف آرند که باز — عشق زنجیر گرفتاریم از پا برداشت
آفتابیست محبت که بدستیاری آن — از ته زاغ توان بیضهٔ بیضا برداشت
حسن چون باغ جنان ست که در آن نگاه — هر که شد محو نگه فیض تماشا برداشت
سر فرو بردن آب ست که جز غواصی — چین ابرو نتوان از رخ دریا برداشت
سر گرانم ز خمار می عشقی که اجل — از گرانی نتواند سرم از جا برداشت
تهمت عشق نه پیراهن یوسف بدرید — پرده از عصمت ناموس زلیخا برداشت
سایه افگند همایش ز تمنا بر سر — هر که چشم طمع از دیدن عنقا برداشت
ره بمنزل نبرد تا به قیامت مخفی — هر که امروز نه زاد ره فردا برداشت

مرغ دل را در محبت قید صیادی بس است — طفل صاحب فهم را تعلیم استادی بس است
نشگفد گر غنچه و گل در چمن گو نشگفد — بهر افغان عندلیبان سرو آزادی بس است
گر بود مردی تصرف از برای شوهری — نو عروس دهر را دیدار دامادی بس است

طرهٔ حسن بتان را حاجت مشاطه نیست
شانهٔ گیسوی سنبل جنبش بادی بس است

از دیار دوستی در نامهٔ و پیغام نیست
دوستان را دوستی از دوستان یادی بس است

ضعف اگر غالب نباشد از هجوم غم چه غم
تشنه گر باشد جهان سیلی خور بادی بس است

نالهای کوهکن در بیستون از بید نیست
در هنرمند عشق را انداز فریادی بس است

چون بنای طاق کسری رو بویرانی نهاد
طاق ایوان هوس را طرح بنیادی بس است

گر تهید ستم ز اسباب جهان مخفی چه غم
حاصل کون و مکان عشق پریزادی بس است

شراب جذب محبت به محمل افتاد است
که ذوق دیدهٔ مجنونش در دل افتاد است

ز آب دیدهٔ مجنون نهان بهر گامی
هزار ناقه درین راه در گل افتاد است

چراغ شعلهٔ آهم بود جهان افروز
بسینه‌ام آتش عشقی مقابل افتاد است

میان آتش و آبم چو شمع و پروانه
ز سوز و گریه مرا کار مشکل افتاد است

نسیم غنچه کشا را مجال رفتن نیست
بصحن باغ ز بس مرغ بسمل افتاد است

گذشت فصل بهار و هنوز نرگس ما
بباغ مست غرور است و غافل افتاد است

چگونه صحبت مخفی بعقل آید راست
که خود پرست و تهید است و جاهل افتاد است

ای آنکه ز حسنت برخ شمع شعاع است
پروانهٔ سودای تو سرگرم سماع است

چون پنجه زند شانه دران زلف که از ناز
بس گشته مسلسل خط تعلیق و رقاع است

چون تیغ کشد عشق بخونریزی عشاق
هر کس که نهد سر بکف دست شجاع است

رو پنبه ز گوش و دهن شیشه برون کن
وانگه بگشا لب که دهن تشنهٔ صداع است

نقد آر زلیخا بکف شوق که بسیار
در قافلهٔ شوق ازینگونه متاع است

نازم بسر همت پروانه که در عشق
جان داده و پرسوخته و گرم سماع است

نور بصر و قوت پا رفت تو مخفی
در فکر سفر باش که هنگام وداع است

نرگس اسیر خواب ز نیم نگاه اوست سنبل به پیچ و تاب ز زلف سیاه اوست
بلبل ز عافیت بگلستان نشان مخواه باغیست باغ عشق که محنت گیاه اوست
نازم بحکم عشق که هر سوز افتخار بر مرگ سر نهاده شهانرا کلاه اوست
اندیشه را بدرگه ناز تو راه نیست از بس فتاده بر سر هم دادخواه اوست

کنعان دهر خانه خراب ست کز ستم
چندین هزار یوسف مخفی بچاه اوست

تا زلف تو پیچ و تاب بشکست رنگ از رخ آفتاب بشکست
حسنت نمکی بزخم دل ریخت پیمانهٔ خورد و خواب بشکست
ساقی طرب ز بزم ما دوش صد شیشه ز اضطراب بشکست
بدست من از تنک شرابی خمهاے پر از شراب بشکست
پاے طلبم بگل فرو ماند پس آبله بر سر آب بشکست
در موج خیال کشتی عمر مانند دل حباب بشکست

مخفی به هواے باغ تا کے
بازار گل و گلاب بشکست

باز امشب آتش شوق تو داغم کرده است بادهٔ عشق تو از نو در ایاغم کرده است
بوے سوداے جنون می آید امروز از صبا دوش گویا رهگذر بر طرف باغم کرده است
بیم تاریکی نه دارم در شب یلداے غم کاتش سوز درونم چون چراغم کرده است
آشنائی با غم جانان مرا امروز نیست در عدم این باده را غم در ایاغم کرده است

بر تنم بیداغ غم مخفی سر موے نماند
آتش غم هر نفس صد بار داغم کرده است

ز آتش عشق تو بر دل تازه داغم آرزوست در سوداے تو از نو در دماغم آرزوست
بسکه دود دل شعلهٔ عشق تو دارم شمع وار از بن هر موی روشن یک چراغم آرزوست

تا ز در هجر فریادے بکام دل کنم
دیده لبریز سرشک و صحن باغم آرزوست

زان شراب بیخودی خواهم که لاعقل شوم
کز شر و شور جهان یکدم فراغم آرزوست

نیست مخفی نشهٔ آسودگی در جام مے
پر ز خوناب جگر بر لب ایاغم آرزوست

زخم ست زخم عشق که مرهم پذیر نیست
زخم محبت ست بلی زخم تیر نیست

ذوق بهار وصل نیاید تمام عمر
آن بلبلے که در غم هجران اسیر نیست

بی اصل ست همچو کلوخ کنار کشت
خاکے که از شراب محبت خمیر نیست

اے کوهکن میا به بیابان که نزد عشق
خوناب دل بجوی روان کم ز شیر نیست

بستر ز بوریاے حقیقت نمے سزد
آنکس که در لباس شریعت فقیر نیست

مخفی ز گفتگوے حقیقت خموش باش
چون عندلیب گلشن عفت صفیر نیست

هیچ بلبل ز گلے بوے وفا نشنید است
بلکه این بو ز چمن باد صبا نشنید ست

دیده مگشاے بجز دیدن آئینهٔ صنع
که دران هیچکس از روے ریا نشنید ست

همتم بین که شد از دست مرا کار و هنوز
گوش دل از لب من حرف دعا نشنید ست

پیر شد عمر من و عشق تو گردید جوان
در خزان کس ز چمن نشو و نما نشنید ست

مخفیا جاذبهٔ شوق رساند به مشام
بوے وصل ارچه کس از باد صبا نشنید است

در دیکه در آئین وفا همره جان نیست
در دیست که این قابل پیدا و نهان نیست

از بخت سیه شکوه مرا نیست که چون ست
روز طرب هم همچو شب ماتمیان نیست

اے خاک بران سر که برادتو نشد خاک
اے واے بران دل که ز درد تو فغان نیست

گر قدر شناسی در اشک سحری را
زینگونه درے در صدف سینه و کان نیست

با زلف دل آشوب ز پا سلسله مگسل
کین قاعده در سلسلهٔ پیر و جوان نیست

تا چند زنی تیر نگه از خم ابرو
مجروح ترا حوصلهٔ تیر و کمان نیست

خوش باش دلا با همه غمها که درین دهر
شه را و گدا را ز دم مرگ امان نیست

رو سوی قفا پر شده از اشک ندامت
آن دیده گدا این که بحسرت نگران نیست

نومید مشو مصحفی و مردانه قدم نه
هر چند که از منزل مقصود نشان نیست

هنوزم ز آب دیده دجله هست
نهان در دود آهم شعله هست

سر هر خار مجنون را غزال است
بوادی تازه آهو گله هست

ز پا منشین که منزل شد نمایان
که از تو تا بمنزل پله هست

تهی شد گر ز اشکم کاسهٔ چشم
نهان از دیده در دل دجله هست

مکن مصحفی طمع در اطلس شاه
ترا از دلق کهنه حله هست

پروانه صفت ز آتش دل بال و پرم سوخت
چون شمع شب هجر ز پا تا بسرم سوخت

در بزم وصالت دلم از ساغر حیرت
نوشید شرابی که ز گرمی جگرم سوخت

بس آتش سودای تو سر زد بدماغم
در آب روان مردمک چشم ترم سوخت

بلبل ره خود گیر که در گلشن امید
کز بوی گل تازه ز آه سحرم سوخت

مصحفی ز شرر بوده مگر بادهٔ ات امشب
کز شعلهٔ آن مشت خس خشک و ترم سوخت

بروز واقعه صبر از کمال دانائی ست
نگه نه کار نظر کردن از شناسائی ست

نظر بعیب کسان از کمال بی بصری ست
بعیب خویش نظر کن که عین بینائی ست

بجستجوی ره محنت گزین که طالب را
مقیم کوه و بیابان شدن تن آسائی ست

در مراد چو بستند بجهد نگشاید
کلید قفل در آرزو شکیبائی ست

بهر دیار که مصحفی ز روی استغنا
جنون بجلوه درآید خرد تماشائی ست

باز در سینهٔ من نالهٔ و آوازے هست
عشق را با دل من خفیه مگر رازی هست

اے خزان دست ستم باز کش از رونق دل
که هنوزش بچمن زمزمه پردازی هست

مرغ دل باز نماند ز طپیدن بقفس
نیست گر بال و پری حسرت پروازی هست

دل عشاق بجز ساز و نوائی نه رسد
تا بقانون جرس زمزمهٔ سازی هست

ره نوردان ره عشق جنون را مخفی
نیست گر هیچ دگر دیدهٔ غمازی هست

باز مرغ دل بگل آشفتگی بو کرده است
مردم چشم ز گریه کار یگرو کرده است

در محبت شربت راحت مرا بر لب چه سود
عاشق آن باشد که باز هر بلا خو کرده است

زاهد خلوت نشین تا طرهٔ زلف تو دید
رشتهٔ زنار را تسبیح هندو کرده است

وا نشد از ناخن سعیم گره از تار بخت
تا گره از کار من آن چین ابرو کرده است

گاه فرهادم بکوه و گاه مجنونم بدشت
بیخودم مخفی چنین آن چشم جادو کرده است

ناز آتش غمزه آتش روے زیبا آتش ست
بو الهوس بنشین که آن بد خو سراپا آتش است

تا نه سوزد خویش را پروانه ننشیند زپاے
مرغ آتش خواره را آری تمنا آتش است

خواه در آتش برو پروانه خواهی رو در آب
از ثری سر عاشقان را تا ثریا آتش است

گر سمندر طینت ست و گر بود ماهی مزاج
در سر اهل هوس از عشق سودا آتش است

کے تواند چشم موسیٰ تاب دیدار آورد
گر تجلی شعاع کوه سینا آتش است

سر زند بس شعله در دل آتش سوداے عشق
بلبلان را در نظر تصویر گلها آتش است

دل کباب از سوزش او دیدهٔ لبریز آب
معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است

شعله می خیزد ز خاک وادی ایمن هنوز
بسکه آنجا در جگر از عشق موسیٰ آتش است

زد چنان مخفی محبت آتشے در دل مرا
کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

گر ز درد هجر چشم محتشم از گریه نیست / ناله درد دل اندر سینه کم از گریه نیست
خواه ریزد خون دل از دیده خواهی آب چشم / دردمندان محبت را الم از گریه نیست
هجر شد از حد فزون ای دیده اشک حسرتی / درد چون غالب شود بر مردم غم از گریه نیست
او سر ناخن چرا بر پاره‌های دل زند / دوستان گر ناله مرغ حرم از گریه نیست

نشگفد از سیر گلشن زان دل مخفی که هیچ
خنده گل نزد اهل دیده کم از گریه نیست

می روم راهی که هر سو را دران ره راه نیست / راه عشق است این دلا گنجائش همراه نیست
از چه رو بر خلق می بندد در بیت الحزن / پیر کنعان گر ز اسرار نهان آگاه نیست
خسروا از خسروی دور است بر فرهاد سنگ / در محبت امتیازی در گدا و شاه نیست
هر که سازد راز پنهان حقیقت آشکار / پیش اهل دانش از اسرار حق آگاه نیست

برفروزد آه عالم سوز مخفی شعله
کاتشی از بهر دشمن همچو برق آه نیست

دلم ز ناله فرو مانده آه من باقی است / بهار رفته و سرسبزی چمن باقیست
به پیش شمع رخت سوختم ز پروانه / هنوز طعنه ارباب انجمن باقیست
مقیم کوی تو جانان کجا رود چه کند / که گر بخلد رود دل لذت وطن باقیست
اگرچه گرگ صفت چرخ یوسف عمرم / ربوده از کف من بوی پیرهن باقیست

ز زخم ناوک مژگان منال ای مخفی
که تیغ غمزه جادو صف شکن باقیست

آفتاب حسن تو تا عرصه دوران گرفت / رونق بازار حسن از یوسف کنعان گرفت
بر سر هر خار مژگان دسته گل بسته است / بسکه خوناب جگر جا بر سر مژگان گرفت
بر فتاد از گوشه ابروی جانان تا نقاب / آتش شوق محبت شمع را در جان گرفت
ریخت خون بیگناهان بسکه تیر غمزه ات / چشم مستت رفته رفته مذهب مژگان گرفت

یافت مخفی در بساط زندگانی کام خویش
هر که کار دهر را بر خویشتن آسان گرفت

بت پرستانیم با اسلام ما را کام نیست
غیر تار زلف ما را رشتهٔ زنار نیست

پیش ازین ای عقل بر من طعن رسوائی مزن
زانکه مستان محبت را ملامت عار نیست

هوسی باید که پای دل نهد بر دار عشق
بوالهوس بنشین که راه کوچهٔ دلدار نیست

همدمی گر نیست آید دل روز محنت گو مباش
مونس زندانیان را بهتر از دیوار نیست

آشنایان را چه پیش آمد مروت را چه شد
گر وفا و آشنائی در جهان آثار نیست

لذت درد محبت را ز بیدردان مپرس
قدر صحت را نداند هر که او بیمار نیست

صبحدم باد صبا می گفت با مرغ چمن
ناله را تاثیر نبود گر دل افگار نیست

زادهٔ دردیم و از خون جگر پرورده ایم
کوه های غم اگر آید جوی آزار نیست

مخفیا گر وصل خواهی با غم هجران بساز
کاندرین گلزار عالم یک گل بیخار نیست

این دل غمدیده را از شب نوای دیگر است
وین سر شوریده را در سر هوای دیگر است

الحذر ای نوح از طوفان چشمم الحذر
کاندرین دریای ما طرز آشنای دیگر است

صد مسیحا عاجز آیند از دوای درد من
زانکه بیمار محبت را دوای دیگر است

نیست آئین شهادت فانی مطلق شدن
کشتگان عشق را هر دم بقای دیگر است

در سر راه محبت بر امید پیرهن
دیدهٔ یعقوب را هر دم ضیای دیگر است

گرچه دارند عندلیبان های و هوی در چمن
مخفیا مرغ دلت را های های دیگر است

ای حسن تو آرایش صحرای قیامت
وی ناز تو بر هم زن غوغای قیامت

گر چهره نمائی ز پس پردهٔ محشر
هنگامه شود گرم تماشای قیامت

چون وعدهٔ دیدار تو افتاد بمحشر
کار همه افتاد بفردای قیامت

بر سینهٔ هر کس ز غم عشق تو داغ است — سر دست بران آتش گرمای قیامت

هر روز قیامت گذرد بر دل مخفی — تا چند توان وعده بفردای قیامت

امشب بسینه مرغ دلم اضطراب داشت — باخود ز دوریت همه شب پیچ و تاب داشت

بنما بما جمال و برافگن نقاب خویش — تا کی بزیر پرده توان آفتاب داشت

تا کی توان ز دیده نهان در ضمیر خویش — لخت جگر بر آتش سودا کباب داشت

از اشک دیده شعلهٔ آهم نشان نیافت — امشب ز گریه بس بدویدن شتاب داشت

مخفی نشد آنکه دل بامید طرب مدام — در سر هوای گلشن و بر کف شراب داشت

ناقهٔ اهل دلان از دگران در پیش است — که بوادی طلب محمل شان در پیش است

بلبلان فصل بهارست غنیمت شمرید — که پریشانی گلها ز خزان در پیش است

ره بسر منزل مقصود برد هر که ز عشق — در پس قافله پیدا و نهان در پیش است

سود آن جمله زیانست و زیانش همه سود — هر گرا فکر و غم سود و زیان در پیش است

جستجو کرد بسی لیک بجاے نه رسید — در ره عشق تو مخفی که زجان در پیش است

هر دل که نه در سینه ز عشق تو کباب است — چون آبله بر کف پا دان که پر آب است

زلفی که بود بر همه رخسار مسلسل — در گردن خورشید جهانتاب طناب است

دل بند بنقاش که این نقش سراسر — چون نقش حباب است که بر چهرهٔ آب است

گر نقش نوشتست درینخانه بیندیش — این خانه بیک چشم زدن خانه خراب است

عمریست که در حسرت دیدار تو مخفی — پوشیده ز دل دیده و افتاده بخواب است

آن دم که خیال تو مرا پیش نظر نیست — با مردمک دیدهٔ من نور بصر نیست

معذورم اگر گوشهٔ دیرینه گزینم — یعقوبم و از یوسف من هیچ خبر نیست
از باد صبا بوی وصالت نه شنیدم — آن نکهت جان‌بخش بهمراه سحر نیست
بس ریدهٔ وآلوده بخون باد زلیخا — ای دوست که با دوست در آغوش اگر نیست
خون آر برون از جگر و بر لب دل ریز — ای دیده که در عشق بجز خون جگر نیست
تا شمع نگرید دل پروانه نه سوزد — در عشق و لیلی بجز از دیدهٔ تر نیست

مخفی مشو افسرده دل از محنت و اندوه
این محنت و اندوه تو میراث پدر نیست

غیر سفلی باوجود افلاک هرگز بر نداشت — مردم و نقش مرا از خاک سر هرگز بر نداشت
سوختم از آتش هجر و دو چشم اشک ریز — از دل من آه آتشناک سر هرگز بر نداشت
خون دل افشاندم و تخم محبت کاشتم — حاصل کشتم بجز خاشاک سر هرگز بر نداشت
عمر شد صرف دعا و طالع دون همتم — دست آمین در دعا مساک هرگز بر نداشت

هرچه کاری بدروی مخفی بهنگام درو
باغبان از انگبین تریاک هرگز بر نداشت

نی بهمجواری همین اندوه دوری دشمن است — هم صبوری دشمن و هم ناصبوری دشمن است
دوست گر گردد فلک هرگز نگردم کامیاب — بسکه با من از ولادت بیشعوری دشمن است
دوستی معنوی ای دوستان ناید بکار — بخت بد با هر که در آئین صوری دشمن است
آبرو ریزم به پیش هر کسی در احتیاج — از ضرورت با دلم فکر ضروری دشمن است

دشمنی با ما ندارد چرخ و بخت و روزگار
مخفیا با ما همین رسم کرشوری دشمن است

گر بهار انیست آخر تو بها خواهد شکست — عشق سودای جنون زنجیر پا خواهد شکست
در درون کعبه گر بندی تو احرام نماز — طاق ابروی بتان محرابها خواهد شکست

لے بروزن ضروری یعنی بازگشتن و دگر دیدن مراد از گردش افلاک ۱۲

چهرهٔ گلگون شیشهٔ مے راز خون دل بود
گر نگردد خالی دل تا رنگ ما خواهد شکست

بشگفاند گر صبا گل را ولیکن عاقبت
رونق این گلستان هم از صبا خواهد شکست

باده لبریز است و ما بدست و ساقی زود رنج
عاقبت از هستی ما شیشها خواهد شکست

بر سر من گر کشد لشکر غم دوران چه غم
شهسوار صبر و آهم فوجها خواهد شکست

حسن گرانیست روز افزون ز زلف پیچ و تاب
کفر دین هم کعبه و بتخانه ها خواهد شکست

مخفیا بیطاقتی کم کن که اندر دور خویش
شیشه ها بر سر نهم جاجا خواهد شکست

در آنخانهٔ ارباب دل که جا اینجاست
طریق مردم بیگانه آشنا اینجاست

بجستجوی مسیحا مرد که از سر صدق
هزار درد بود گر ترا دوا اینجاست

شگفتن دل بلبل بباغ ارزان باشد
که صبح و شام امید گل صبا اینجاست

کجاست اهل دلی تا بسامری گوید
مس عیار بیاور که کیمیا اینجاست

بجستجوی وصالت دلم بخانهٔ چشم
ز راه اشک در آید که نقش پا اینجاست

مجوز باد صبا دیده بوی پیراهن
که گرد قافلهٔ مصر توتیا اینجاست

مشو بکعبه روان از پی دعا مخفی
بیا بیا که اجابت گه دعا اینجاست

وه چه خوش باشد که بینم بار دیگر روی دوست
در سجود آیم بمحراب خم ابروی دوست

هر نفس از رشته کارم گشاید صد گره
پنجه گر یکره زنم چون شانه در گیسوی دوست

دیدهٔ یعقوب اگر روشن شود نبود عجب
دیدهٔ دل را کند روشن نسیم کوی دوست

غنچهٔ دل بشگفد در سینه چون گل در چمن
مژدهٔ وصلی که آرد قاصد از سوی دوست

باده را لبریز مکن ساقی و صحبت بر شکن
تا بکام دل نشینم ساعتی پهلوی دوست

جوی خون آرد بجای شیر مخفی کوهکن
نشنود در بیستون گر تشنه از بوی دوست

دوش آهم نالهای زار در دنبال داشت
بر لب از سوز دل من نالهٔ تبخال داشت

یار رقیبان چون نشستی دوش اشک حیرتم
تا سحر در زیر دست و پا مرا پامال داشت

گر نگفتم راز دل عیبم مکن هنگام وصل
خواهش دیدار وصل تو زبانم لال داشت

تا بجولان بود پای طالع من در رکاب
بخت بود از پی دوان دولت استقبال داشت

چون ز بزم وصل شد مایوس مخفی سوی دشت
نامهٔ بنوشت واز خون جگر ارسال داشت

با گلشن غم ساز که باغی به ازین نیست
خون خور عوض می که ایاغی به ازین نیست

پروانه تحمل مکن و مهتاب نشین باش
در خانهٔ مفلس که چراغی به ازین نیست

هنگامه کنم گرم من از نشئهٔ صحبت
در مذهب احباب دماغی به ازین نیست

معشوق و می و گلشن و جمعیت خاطر
خوش باش که اسباب فراغی به ازین نیست

سوز جگر شعله بفانوس بدن زد
بر سینهٔ عاشق گل داغی به ازین نیست

مخفی نه نهد گام برای که بود کام
در راه طلب هیچ سراغی به ازین نیست

منم که داغ غمت باغ و بوستان من است
بجای مغز محبت در استخوان من است

منم که در جدائی و محنت دوری
بهر کجا که روم یار همزبان من است

مرا ز مائدهٔ وصل تو گرچه دور انداخت
خیال روی تو در دیده میهمان من است

نهان ز دیدهٔ مردم ز تیر مژگانت
هزار زخم برین جان ناتوان من است

ببین بنالهٔ زارم که در چمن مخفی
نوای بلبل شوریده از فغان من است

مرهم زخم محبت غیر آه و ناله نیست
ای دریغا نالهٔ زار مرا دم بناله نیست

سوختم پروانه وار از آتش عشقت هنوز
از تپ گرم محبت بر لبم تبخاله نیست

جستجو کردم بسی مخفی چو در گرداب هند
نسخهٔ آسودگی جای بجز بنگاله نیست

گر نه در دآلوده این دیدهٔ نمناک چیست
ورنه دل آزرده این خاطر غمناک چیست

گر نمی نالد درون سینه دل این ناله چیست
ورنه میسوزد جگر این آه آتشناک چیست

کشتنم را دلبرا این چین ابرو بس است
اینقدر آتش مزاجی با خس و خاشاک چیست

عاشق و معشوق باهم با محبت همرهند
نیست گل را گر غم بلبل گریبان چاک چیست

ای دل غمدیده گر آه مرا تاثیر نیست
هر نماز شام پرخون دامن افلاک چیست

نیست گر آن نازنین را مقتضا قصد شکار
بسته چندین صید دل با دامن فتراک چیست

ما ئیم و گریه که بطوفان مصاحب است
مژگان دیده که بمرجان مصاحب است

مجنون صفت ز دوری وصل تو دور نیست
دست الم بچاک گریبان مصاحب است

بلبل هزار نالهٔ و زاری که بی نوا
مرغ دلم بزلف پریشان مصاحب است

خواهی حریر بستر و یا خواه بوریا
پهلوی تخت ما به مغیلان مصاحب است

زاد رهی بساز بباید براه عشق
عاشق همیشه بر سر و سامان مصاحب است

نازم بصبر و حوصلهٔ دل که عمرهاست
در تنگنای سینه بافغان مصاحب است

مخفی ز سوز آتش عشق تو سالهاست
با من همین دو دیدهٔ گریان مصاحب است

ترک نازت بر سر عشاق بر فتراک بست
نقش گل از خون مردم بر جبین خاک بست

از برای جستجوی کوکب حسن تو عقل
بر زمین شد تا رصد بر گنبد افلاک بست

صد گره از رشتهٔ لخت دل خونین گشاد
خدمتت را تا کمر مخفی ز عشق پاک بست

از خمار تو بمیرم بادهٔ گلگون کجاست
تازه میسازم دماغ و دیدهٔ پرخون کجاست

دل بتنگ آمد درون سینه از بیطاقتی
گریهٔ بی اختیار دیدهٔ پرخون کجاست

باغبان مرغ چمن در پرده می گوید بگل
ناز لیلی و نیاز خاطر مجنون کجاست

فروغ جلوهٔ حسنت نه جان آدم سوخت — جهان و هرچه در آن بود جمله درهم سوخت
بسوزش پر و بالے منازپروانه — که پیش شمع محبت تمام عالم سوخت
نگنده آتش عشقت بسینه ها سوزے — که کام تشنه لبانت ز آب زمزم سوخت
بسینه آتش عشق است گر حرارت آن — بروے داغ مرا پنبه هاے مرهم سوخت
ز سوز سینهٔ بلبل نهان بگلشن دوش — بروے سبزه وگل قطره هاے شبنم سوخت
کجاست شبنم اشکے که شعلهٔ بیداد — بسینه ام نفس و درد باغ من دم سوخت

بنوش باده زجامے که تیزیش مخفی — ادای ناز و نشاط و کرشمه و غم سوخت

آنرا که نه دل درگرو باده فروش ست — هم دشمن بیهوشی و هم دشمن هوش است
امروز نه گرم است ز مے صحبت مستان — این سلسله همواره درین جوش و خروش است
دل برنکنم از مے و میخانهٔ وستی — تا قطرهٔ میخانه ز آتش بر دوش است
درمجلس من راه نیابد اگر صبح — پر سوخته پروانهٔ پس دوش بدوش است
تا کے نه نهد بر لب ساغر لب مینا — مجلس همه افسرده و مطرب همه گوش است
در راه طلب یک نفس از پا نه نشینم — تا زمزمهٔ عشق مرا حلقه بگوش است

مخفی مکش از گوش خودی پنبهٔ غفلت — عمریست که این پنبه مرا حلقه بگوش است

میروم امشب ترا بیدار خواهم کرد و رفت — نقد جان را صرف یک دیدار خواهم کرد و رفت
بسکه گریم در فراقت همچو ابر نوبهار — وادی هجران گل و گلزار خواهم کرد و رفت
نشترے دارم نهان در سینهٔ هر نالهٔ — بس دل اهل ستم افگار خواهم کرد و رفت
دین اگر اینست و ایمان این و اهل قبله این — رشتهٔ تسبیح را زنار خواهم کرد و رفت
میزنم لاف انا الحق بر سر بازار عشق — تازه منصوری دگر بر دار خواهم کرد و رفت
چند روزے گر دهد فرصت مرا پیک اجل — فکر بر حال دل بیمار خواهم کرد و رفت

باغبانان بنشینید درین گلشن بکام دل که من / همچو بلبل نالهای زار خواهم کرد و رفت

درد دل را چون درین بازار درمان نیست یافت / درد دل ارزان درین بازار خواهم کرد و رفت

کی برون آید بافسون از سر سودای عشق / سر چو مجنون در سر این کار خواهم کرد و رفت

تا کنم حال دل روشن ز چشم اشک ریز / وقت رفتن گریهٔ بسیار خواهم کرد و رفت

چون بآسانی نمی گردد میسر کام دل / مخفیا بس ترک این دشوار خواهم کرد و رفت

بس عشق بتان خاک جنون بر سر ما ریخت / دل قطرهٔ خون گشت ز چشم تر ما ریخت

لب تشنه بسی بادیه گشتیم و لیکن / بر آتش دل آب دو چشم تر ما ریخت

بر تربت ما روشنی شمع محال است / پروانه ز بس بر سر خاکستر ما ریخت

صد غوطه بدریا چو زنم پاک نگردد / بس گرد نحوست بسر اختر ما ریخت

مجروح شد از بخت مرا پهلوی امید / تا چند توان خار برین بستر ما ریخت

ما بلبل عشقیم که در عالم پرواز / بگرفته هوای همه بال و پر ما ریخت

ساقی ز تو هنگامه که مخفی ز تو بینا / خوننابهٔ دل را همه در ساغر ما ریخت

رازیست مرا که گفتنی نیست / دین راز ز کس نهفتنی نیست

زان پنبهٔ غفلتم بگوش است / کان راز نهان شنفتنی نیست

پژمرده چو گشت غنچهٔ دل / از آب و هوا شگفتنی نیست

هر دم چه کنی چه خون ناحق / پنهان شدنی نهفتنی نیست

مخفی چو جرس بناله خو کن / این درد دل است رفتنی نیست

دشت پرورد جنونم سر پیکارم نیست / زهر آشام فراقم بوطن کارم نیست

شربت وصل کجائی که ازین پیش مرا / طاقت تشنه لبی با دل بیمارم نیست

یوسف مصر چو برگشتم واز بے ہنری
صد عزیز ست بہر شہر خریدارم نیست

مجمع زلف پریشان مکن از بہر دلم
کہ پریشانی زلف تو چو دستارم نیست

در تہ سنگ ملامت شدم از عشق ہنوز
نیست سنگے کہ درین راہ طلبگارم نیست

نخل اندیشہ ام و بار تفکر دارم
میوۂ تازہ تر از بار گرانبارم نیست

گر دلم گشتہ گرہ راز تو مخفی چہ کنم
کہ زبان در دہنم محرم اسرارم نیست

منم کہ پرتو خورشید دود آہ من است
چراغ شام ابد آہ صبحگاہ من است

قسم بکعبۂ حاجات واحمد مرسلؐ
کہ بیگناہی من باعث گناہ من است

رسید کار بجائے کہ ہر گدا طبعے
ز روے قدرت بیداد بادشاہ من است

ز درد خود نہ بگویم شکایت کہ کنم
کہ دشمن دل و جانم ہمین نگاہ من است

بجز زبونی طالع مرا گناہے نیست
درین معاملہ یک جو خدا گواہ من است

ز حادثات جہان یک دمم رہائی نیست
کہ حادثات جہان کہربائے کاہ من است

شہ ولایت عشقم وے مرا بر سر
بجاے تاج ہمین سایہ کلاہ من است

عمریکہ نہ بار و ے خوش و بادۂ ناب است
در مذہب ما خانۂ آن عمر خراب است

پیمانۂ دل پر کن و در جام نگہ ریز
کین گرمی ہنگامہ ز گرمی شراب است

غافل نشوی از مزۂ عشق کہ در عمر
ایام طفولیت و ہنگام شباب است

بنیاد ششش و چار دو عالم بحقیقت
چون موج حباب ست کہ بر چہرۂ آب است

پیریست کتابے کہ بود حرف تواریخ
مضمون حروفش ہمہ اجزاے کتاب است

گے خانہ نشین میشود مردمک چشم
بے روے تو اینخانہ چو بر موجۂ آب است

تا پیکر خیالت بنظر آمدہ مخفی
ہم دشمن بیخوابی و ہم دشمن خواب است

تا باد صبا را بگلستان گذرے هست
گل را نظرے جانب صاحب نظرے هست

هشیار ستمگر که بهر نالهٔ مظلوم
پوشیده ز چشم تو خدنگ اثرے هست

تا هست بر بستان جهان فیض سحابی
از شجرهٔ امید امید ثمرے هست

غم نیست اگر روشنی دیدهٔ من رفت
با چشم ترم شعلهٔ آه جگرے هست

مصحفی و ها همینا بر دل تو بار فراق است
هر جا پدرے هست فراق پسرے هست

ایکه سروے در چمن چون قد رعنائی تو نیست
ایکه در گلشن گلے چون روے زیبائی تو نیست

روشنی دیدهٔ هر دیدهٔ بینا توئی
کور بادا دیدهٔ هر کس که بینائی تو نیست

حیف باشد در درون سینه پنهان داشتن
حقهٔ هر دل که پر نقد تمنائی تو نیست

پر ز خاک پاس بادا زیر خاک آن سر نگون
کاسهٔ هر سر که پر از مغز سودائی تو نیست

چون نسیم ار بگذرم مصحفی بر اطراف چمن
خار محنت دامنم گیرد که این جاے تو نیست

کاروان عمر رفت و نقش پاے برنخاست
از درے فاقهٔ هستی صداے برنخاست

فتنه ننهاد پاے خویش جاے بر زمین
کز براے دردمندانت بلاے برنخاست

روزگارم از پی محمل بگمراهی گذشت
در بیابان تمنا رهنماے برنخاست

شد چنان کوته زبان همت اهل کرم
بر سر خوان مروت ها صلاے برنخاست

شد خزان فصل بهار عمر و بر شاخ گلے
یکشب از مرغ نشاط من صداے برنخاست

تیشه بر سنگے نزد فرهاد بر کهسار عشق
کز میان سنگ آهے مبتلاے برنخاست

آه مصحفی سوخت عالم را ولیکن آشکار
در جهان از گریه اش دودے زجاے برنخاست

دل که شد همراه جانان موی بدن بیگانه است
راز داران را درون جان سخن بیگانه است

در محبت صادقی از ما و من بیرون خرام
زانکه در بزم محبت ما و من بیگانه است

گر ز آهم نیست روشن خانهٔ دل باک نیست
در حریم خاص شمع انجمن بیگانه است

کشتهٔ عشق توام از خاک و خونم کن کفن
کاندرین محرم سرا با من کفن بیگانه است

حسن با بزم آرای شیرین گشت بر عکس مراد
خسرو آنجا محرم است و کوهکن بیگانه است

نیستم آزرده خاطر گر نه گردی یاد ما
آشنائی غربت از اهل وطن بیگانه است

کی شود باد صبا محرم چو از نامحرمی
با نسیم بوی یوسف پیرهن بیگانه است

با خیال دوست مخفی در دل شبهای تار
خلوتی دارم که شمع انجمن بیگانه است

گو دمی کز دل مرا آه پریشان برنخاست
از دو چشم خونفشانم موج طوفان برنخاست

گریه ام دست طلب از دامنم کوته نکرد
موجهٔ طوفان اشکم تا ز دامان برنخاست

پای سعی از کار رفت و دست کوته همتی
از برای خاطر چاک گریبان برنخاست

تا عنان اختیارم برده چشم اشک ریز
از برم هرگز کسی بی چشم گریان برنخاست

تا نشد از ناتوانی ناله ام در دل گره
در درون سینه از مرغ دل افغان برنخاست

دیدهٔ یعقوب کنعان در فراق از کار رفت
ای صبا گردی ز راه این بیابان برنخاست

شد بسی سرگشتهٔ وادی بی پایان عشق
ره نوردی همچو مجنون زین بیابان برنخاست

تا طلبگار سخن شد نکته سنج معرفت
همچو طالب طالبی از خاک ایران برنخاست

هر که چون مخفی بدشواری بکام دل نشست
با غم جانان ز جای خویش آسان برنخاست

من بو الهوس عشقم و با من هنری نیست
گم گشتهٔ این راهم و از من خبری نیست

خورشید جهان تابم و نشناخت مرا کس
افسوس که صاحب نظر از نظری نیست

روزی که زند موج محیط کرم دوست
نخجلت زدگان را ز معاصی اثری نیست

آنم که در آئینهٔ اسرار الهی
چندانکه نظر میکنم از من اثری نیست

بلبل بفغان کوش که در گلشن امید
از داغ درین باغ گلی تازه تری نیست

گاهی بجرس همره وگاهی بفغانم
در قافلهٔ عشق ز من بیشتری نیست

نومید نباید شدن از گردش افلاک
شامی بجهان نیست که او را سحری نیست

دل در قفس سینه کند سیر گلستان
هان مرغ چمن شوق کم از بال و پری نیست

ای دیده سرشکی که بهنگامهٔ عشاق
سامان نشاطی بجز از چشم تری نیست

افسرده و پژمرده چو گلهای خزان باد
از آتش عشقت که بهر کس شرری نیست

مخفی به تکاپوی هوس چند توان بود
حاصل ز جهان هیچ بجز دردسری نیست

سودای تو تا بر سر سودا زده جا داشت
خورشید جهانم بجهان قبله‌نما داشت

بخشید به یعقوب پی روشنی چشم
زان نکهت پیراهن یوسف که صبا داشت

بر یاد گل روی تو دوش از گل اشکم
در باغ خرد داغ جنون نشو و نما داشت

گر نالهٔ من پرده‌نشین بود ز تاثیر
در پردهٔ هر پرده دو صد پرده‌گشا داشت

شد جنگ میان غم و شادی بسرم دوش
شادی طرف شادی و غم جانب ما داشت

از دست بد و نیک جهان چند شکایت
هر صبح جهانتاب چو شامی ز قفا داشت

مخفی بدل حوصلهٔ صبر تو نازم
کین شیوه نه ایوب ع در آئین جفا داشت

مجنون جنونی ز تو این نام و نشان چیست
بی کام و زبانی ز تو این کام و زبان چیست

جان و دل و دین زلف و خط و خال تو بردند
ای بیخبر از خویش دگر دعوی جان چیست

شد تجربه صد بار که سود تو زیان است
ای دل دگر اندیشهٔ این سود و زیان چیست

بدرید ترا پردهٔ عصمت چو ز عصیان
ظاهر شده بر خالق و از خلق نهان چیست

مخفی غرض دوست گر اظهار کرم نیست
مقصود ز پیدائش این کون و مکان چیست

در چمن باز نگر نرگس بیماری هست
که اسیران چمن را سر گفتاری هست

باغبان دست ستم باز کس از چیدن گل
که نهان در کف گل هم بچمن خاری هست

نیست گر زلف ترا سبحهٔ اسلام بدست
بر کمر حسن ترا رشتهٔ زناری هست

مشو آشفته ز آشفتگی طرهٔ زلف
که نهان با سر هر موی گرفتاری هست

عیب مجنون مکن ای دوست که از عشق جنون
عاشق دل شده را گرمی بازاری هست

تشنه لب نیست کسی ورنه درین دشت سراب
شربتی نیست بهر جا دل بیماری هست

دیده گر گرد ز دیدار تو محروم مرا
شکر صد شکر که بدل حسرت دیداری هست

نیست گر هیچ دگر حاصل رسوائی عشق
گرمی معرکه در مجمع بازاری هست

نقد جان چند فروشی به تفاخر مخفی
این متاعیست که در هر سر بازاری هست

ای نیم و دیده که نظرها درو گم است
در دیده دجله که گهرها درو گم است

صبح امید گر نه گشاید نقاب خویش
شادم بشام غم که سحرها درو گم است

مجنون بزیر سایهٔ بید چه حاصل است
نخل جفا گزین که ثمرها درو گم است

تنها براه عشق نه فرهاد سر نهاد
راهیست راه عشق که سرها درو گم است

همچون جرس بسینهٔ عشاق می رود
همواره ناله که اثرها درو گم است

داغ عبث زمانه مرا در جگر نهد
داغیست بر دلم که جگرها درو گم است

مخفی مبین بعیب کسان دیده باز کن
بنگر بعیب خود که هنرها درو گم است

کدامی دل که پر از ریش غم نیست
وی آن ریش بر ریش الم نیست

نباشد غنچه در پردهٔ ناز
که جیبش چاک از خار ستم نیست

زبان در کام کش بلبل که امروز
گل مقصود در باغ ارم نیست

بیا بیهوده ای دیده و رنه
ز بحر دل در ناسفته کم نیست

بابر و برزند چین حاتم طی
که هنگام دهش ز اهل کرم نیست

پرادوش

بره نوردان ره عشق
رهی آسان تر از راه عدم نیست

چو عهد دوستی بستی وفا کن
که یار بی وفا در دهر کم نیست

برافشان دست همت را که هرگز
کف همت بلندان بیدرم نیست

قدم فهمیده مخفی نه درین راه
که بیگانه را ره در حرم نیست

دوش در چشمم خیال آن قبای گلگون گذشت
حیرتی دارم بروی آب آتش چون گذشت

می چکد خون جگر از دیده مینا را بجام
تا بدل آنرا خیال آن لب میگون گذشت

بسکه در راه طلب اشک ندامت ریختیم
موجه طوفان اشکم از سر جیحون گذشت

ریخت خون بیگناهان بس اجل بر خاک راه
از سپهر لاجوردی موجهای خون گذشت

ره چسان یابم که هرگز نقش پای بر نخاست
در بیابانی که بهر سیر صد مجنون گذشت

از سیه بختی نشد روشن چراغ من شبی
با وجود آنکه برق آهم از گردون گذشت

در سرای آرزو تا چند باشی منتظر
کاروان عمر مخفی از ره بیرون گذشت

باز عشقم مرهمی بر ریشها از نشتر گذاشت
در جنون تاج شهنشاهی مرا بر سر گذاشت

حسن را هر جا محبت برقع از رو برفگند
چشم زخمش را سپند دیده بر آذر گذاشت

ترک سر کن بوالهوس وانگه بوادی نه قدم
کاندرین وادی بجای پای باید سر گذاشت

پیش شمع بزم ما بال و پر پروانه دوش
نی نشان آتش و نی نام خاکستر گذاشت

در طریق رهروی بیگانه است از کفر و دین
هر که در دین پیروی آل پیغمبر گذاشت

مرغ فکرت را چه قدرت کاندرین ره پر زند
همچو جبرئیل امین مخفی درین ره پر گذاشت

دلم بسینه ز شوق تو بی طپیدن نیست
نصیب مرغ گرفتار آرمیدن نیست

چگونه سیر توان دید آفتابی را
که دیده را ز شعاعش مجال دیدن نیست

زبسکه آتش ما هم بسینه داغ نهاد
شگفته گلشن اُمید و دست چیدن نیست

نو بان ناطقه مگشا ز درد دل مخفی
که گفتگوے ترا طاقت شنیدن نیست

پیش ازان کز گل خزان را دست برد لاف نیست
جرعهٔ پر درد کن ساقی ترا اگر صاف نیست

عندلیب از شوق گل شد ناله پرداز چمن
باغبان گل چیدنت در باغ از انصاف نیست

سیم خالص را خریدارند در بازار عشق
سیم نا قلب ست مقبول دل صراف نیست

عارف اهل خرد این نسبتی در آن وجود
نون کن را نسبتی پیوستگی با کاف نیست

مخفیا آئینهٔ مقصود کے روشن شود
گر غبار و دود آن آئینه گر شفاف نیست

دریغ عمر عزیزم به بینوائی رفت
شبم بغفلت و روزم بجز دستائی رفت

ز قرب نسبت خویشم ز جمله بیگانه
چها که بر سرم از قرب آشنائی رفت

نشد ز ناخن سعیم گره ز رشتهٔ بخت
تمام عمر مرا در گره گشائی رفت

بطوف کعبه و دیرش چه حاصل ای مخفی
کسیکه بر در جانان بجبهه سائی رفت

هر کجا شیوهٔ نازست طلبگارے هست
هر کجا اهل نیازست ستمگارے هست

از ملاحت چو نمک بر دل افگار زنی
چشم اُمید مرا هم دل افگارے هست

طوق گردن ز کمند سر زلفت باید
ورنه بر سر هر کس رشتهٔ زنارے هست

بلبل دل شده در خواب نه بیند رخ خواب
تا برادر نگ چمن نرگس بیمارے هست

باز آرایش گلشن بکش اے باد صبا
گر چه بلبل چمن مرغ گرفتارے هست

شمع گر پرده نشین شد ز تو پروانه چه غم
شکر لله که آنهم پس دیوارے هست

مخفی از نقد دو عالم بکفم روز جزا
هیچ گر نیست دگر حسرت دیدارے هست

دائم اسیر درد زگردون دل من است   در بزم غم پیالهٔ پرخون دل من است

از جستجو نشان وصالت نه یافتم   وصلت مراست لیلی و مجنون دل من است

خون دلم گذشت ز جیحون و کم نه شد   از صد محیط قطرهٔ افزون دل من است

هر کس شنید نالهٔ زارم زهوش رفت   فرهاد عشق و بادهٔ گلگون دل من است

مخفی دلم بنغمهٔ شوق آشنا نه شد   بیگانهٔ شکایت و افسون دل من است

امشب که عنان می و مینا بکف تست   مستان ترا جملهٔ نظر بر طرف تست

از شست نگه ناوک نازی بمن انداز   عمریست که در سینهٔ دل من هدف تست

بر هم زن هنگامه مشو صبح که امشب   مائیم و نوائی که عنانش بکف تست

آن دُر گرانمایه که در سینهٔ کان است   ای دیده نهان از تو درون صدف تست

مخفی بکش از دامن غم دست طلب را   در عشق جفا و غم جانان شرف تست

تازه سازد گلبن امید را پیغام دوست   بشگفاند غنچهٔ دل زا نسیم نام دوست

گر غبار خاطری از دوستان بینی مرنج   گر دعای دشمنان بهتر بود دشنام دوست

نی خمار آرد نه بدمستی و نی دردسری   تشنهٔ آب حیاتی در سرم از جام دوست

در جفا افزون کن ای دل رسم آئین وفا   از برای دانه آید مرغ دل در دام دوست

چین اگر افگند در ابرو مرا من باک نیست   التفات محض باشد مخفیا ابرام دوست

بر رخ ماه محبت خط و خال دیگر ست   آفتاب عشق را روشن جمال دیگر است

لب ببند ای بوالهوس از گفتگوی درس عشق   درس عشق است این جوابی و سوال دیگر است

چشم هر کوته نظر را در نیاید در نظر   ابروان عشق را نازک هلال دیگر است

زخم ناسور محبت زان نیارد رو بهم   کز جفا معشوق را هر دم خیال دیگر است

بر سر بر سرو چون قمری بنال ای مرغ دل
زانکه بستان محبت را نهال دیگر است

از نگاهی که شود دل با غریبان آشنا
در گذرگاهی که در هر دم غزال دیگر است

تا گل رویت شگفته در بهارستان حسن
مخفی دیوانه ات را قیل و قال دیگر است

این چه حسن است که رونق باغ و چمن است
وین چه زلف است که زنجیر سراپای من است

این چه ابرو و چه چشم است که از غایت ناز
بالب دل شدگان زیر زبان در سخن است

این چه مستانه نگاهیست که از مستی ناز
هر طرف می نگرم سرخ ز خونین کفن است

این چه تابنده عذارست که از آتش او
داغها بر جگر سوختهٔ مرد و زن است

این چه خوییست که در هم شده بازار گلاب
این چه بوییست که بر همزن مشک ختن است

این چه رازست که کس واقف اسرار نشد
وین چه حرف است که افسانهٔ سر انجمن است

بندهٔ تیغ نگاهی که بهر معرکه
در پی فوج اسیران جفا صف شکن است

آن جفا دیدهٔ ایام خیالم که مرا
چاکها از ستم هجر بجیب بدن است

شعلهٔ آتش عشق است بفانوس خیال
که منور ز شعاعش شب تاریک من است

مخفیا چند بدل حسرت دیدار وطن
عنقریب است که در خاک فنایت وطن است

آب حیوان نه اگر در ته چاه ذقن است
طرهٔ زلف چرا بر لب آن چاه رسن است

همنشین چون بخیالت نشود مردم چشم
پرتو شمع رخت روشنی چشم من است

از سرم تا بقدم گشته همه جوهر تیغ
بسکه پیکان خدنگ تو نهان در بدن است

بعد مرگم به لحد خجلت عریانی نیست
کشتهٔ عشق ترا جامهٔ خونین کفن است

بعد ازین وصف رخ و زلف بتان خواهد کرد
مخفیا بر سر مویم که باعضای تن است

میان دیده و دل روز و شب همین جدل است
که کار هر دو ز افشای راز در خلل است

میان عالم و جاهل برابر از سر موے / تفاوتے نبود تا که علم بے عمل است
خیال خام برون کن ز سر برو لیلے / که مستی دل مجنون ز بادهٔ ازل است
بهار و باده و بزم طرب غنیمت دان / که روز حادثه و ایام عمر بے بدل است

ز آه و ناله ترا منع تا بکے مخفی
تسلی دل بلبل بصوت باغ ول است

در دمندان محبت را نشان دیگر است / کوکب کوکب شناسان را مکان دیگر است
مغز دانش میگداز از دار سر دانشوران / پرتو این آفتاب از آسمان دیگر است
گشت سامان زلیخا صرف یک سودای عشق / تاجران عشق را سود و زیان دیگر است
گر کند قصد شکارے بحیطا آرد بچنگ / باز صاحب دولتان از آشیان دیگر است
از محبت دم زدن با گلرخان بازیچه نیست / مزد این سودا از اقلیم جهان دیگر است
کشتهٔ تیغ محبت را نشان زخم نیست / زور بازوے محبت را کمان دیگر است
دردمندی را نباشد با فراغت الفتے / طالب این راه را ابررو نشان دیگر است
خواه خون دیده کن در شیشه خواهی خون دل / نشئهٔ مستی مے از زار مغان دیگر است
در محبت دیدهٔ باید چو ابر نوبهار / کین چمن را هر نفس از نوخزان دیگر است
بے خون می آید از گلهاے باغ عاشقی / بلبل این باغ را آه و فغان دیگر است
دست بر افتادهٔ را گیر و بر آور ز خاک / گوهر بالا خداوندان ز کان دیگر است
شهرهٔ آفاق شد منصور ورنه هر زمان / بر سر دار انا الحق گو جوان دیگر است
عکس آن روشن کند در شیخ راخ آفتاب / گوهر لعل لب جانان ز کان دیگر است

تاخن تاثیر بر قانون الیسا می زند
مخفی این بانگ جرس از کاروان دیگر است

درس عشقت را بیان دیگر است / این مدرس را زبان دیگر است
اختر اختر شناسان ترا / با فلک هر دم قران دیگر است

تا بکے سرگرم کار این جہان — این جہان را ہم جہان دیگر است
از شراب عشق می سوزد جگر — نقل این مے از دکان دیگر است
درمیان خلق می جویند و نیست — طالب حق را مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم — ہمرہے با کاروان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را — با غمت راز نہان دیگر است
کس نمی داند کہ منزل در کجاست — ہر کسے از کاروان دیگر است
در نیاید غیر چشم حق شناس — مرد میدان را نشان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار حق — این معلم را زبان دیگر است

پر تو اقبال صاحب ہمتان
مخفیا از آسمان دیگر است

این عشوہ بتان را نہ باندازۂ ناز است — وین رشتہ مسلسل شدہ ناز و نیاز است
از روے ہوس پنجہ مزن شانہ دران زلف — کاین سلسلہ ہر چند کشائی تو دراز است
چون عشق عنان گیر شود در رہ معشوق — محمود غلامے ز غلامان ایاز است
نومید مشو باہمہ عصیان ز خداوند — کاین خداوند جہان بندہ نواز است

مخفی بفغان گوش کہ در گلشن اُمید
دل مرغ گرفتار و ہوس چنگل باز است

سنبل بر روے آتش طرۂ گیسوے تست — فتنۂ در خواب مستی نرگس جادوے تست
یوسفا ما چہ یوسف بادشاہ ملک حسن — روشنی کشور دل ز آفتاب روے تست
گل ز سودایت گریبان چاک دارد در چمن — غنچہ را چشم تمنا بر نسیم کوے تست
خواہ سوے کعبہ باشد روے خواہی سوے دیر — طاق محراب گرفتاران خم ابروے تست

لاف دین تا چند مخفی در لباس کافری
شاہد حال تو در محشر سر ہر موے تست

روزگاریست که مقصود فراموش من است
مهر نشنیدن و گفتن بلب و گوش من است

نسبتم با غم هجران تو امروزی نیست
عمرها شد که خیال تو هم آغوش من است

پای دل آبله و ضعف قوی وه چکنم
بار سر سخت گرانبار برین دوش من است

تشنهٔ مستی مے را رد غم ببرد
زهر آن نیش که پنهان بدل نوش من است

مخفی از گوش مرا پند تو بیرون نرود
تا بود گوش مرا پند تو در گوش من ست

ای دل اندر عشق داد ناله و فریاد نیست
پادشاه عشق را آئین و رسم داد نیست

چه سے خون آرم برون از دل بسوی چشم خویش
در محبت محنت من کمتر از فرهاد نیست

تا بکی در آتش هجران شکیبائی کنم
بیمروت این دل من ز آهن و فولاد نیست

چند ترک عشق را تعلیم خونریزی کنم
شحنهٔ عشق هست او را حاجت استاد نیست

ناله کمتر کن ز غم مخفی درین دیر کهن
شادمانی و غم ایام را بنیاد نیست

ما اهل جنونیم بیابان وطن ماست
مجنون سر شوریده و دل کوهکن ماست

رشک گل و گلزار شود دشت قیامت
آغشته بخون دل ما بس کفن ماست

روشن نشود شمع مرادی ال شب قدر
جز آتش آن شمع که در انجمن ماست

بوئے که بیعقوب خبر داد ز یوسف
پنهان ز صبا در بغل پیرهن ماست

مخفی بجز آن ساز که در راه محبت
هر جا که بود خار مغیلان چمن ماست

گرم غضب گر نه چهره چو عناب چیست
نیست گرت قصد ما زلف چو قلاب چیست

گر تو نه ے خورده شب بهوای کسے
نرگس مست ترا وقت سحر خواب چیست

مخفی رسوای عشق گر نه چو مجنون شدی
دل همه تن غرق خون دیده پر آب چیست

زلفت که اسیر پیچ و تاب است / شرمنده ز روی آفتاب است
در سینه دلی هر آنکه دارد / از آتش عشق تو کباب است
مغرور مشو که چشم مستت / از جام غرور مست خواب است
ما مست شراب جام عشقیم / بد مستی ما نه از شراب است
بر روی تو طرهٔ پریشان / چون موجهٔ باد روی آب است
دنیا که نشیمن من و تست / بر موجهٔ آب چون حباب است
غافل نشوی که خانهٔ عمر / تا چشم گشوده خراب است

تا دم زده ز جذبهٔ عشق
مخفی سخن تو لا جواب است

در سلسلهٔ عشق چو قانون وفا نیست / خوبان جهان را بجز آئین جفا نیست
بر دیدهٔ او پرتو دیدار حرام است / هر کاسهٔ چشمی که پر از آب بکا نیست
یعقوب صفت دیده منه بر رهٔ امید / کان را نگهی لطف سحر راه صبا نیست
عاشق که نشد کشتهٔ تیغ نگه دوست / در مذهب عشاق بران گریه روا نیست
تا گشته سر زلف پریشان تو بر رو / جمعیت خاطر بدل باد صبا نیست
زاهد تو و تسبیح . من و رشتهٔ زنار / در بتکدهٔ دل که دران رسم ریا نیست
چون گشت پریشان سر آن زلف پریشان / بر چهرهٔ زیبا اگرش مکر و دغا نیست
جان در کف اندیشه و اندیشه پی جان / آشفته و لی در همه آفاق چو ما نیست
بر کس منه انگشت تعرض که نهانی / با هیچ کسی نیست که اسرار خدا نیست

مخفی منشین بر سر ره گوش بر آواز
در قافلهٔ عمر جرس را چه صدا نیست

عندلیبان وصل گل بی ناله و فریاد نیست / یک گل خندان بگلشن بی جفای باد نیست
تا نباشد کمترین شاگرد شاگردان چمن / نا تمام است از محبت هر که را استاد نیست

از پریشانی ما دشمن پریشان میشود
خون شیرین ریخت خسرو خون از فرهاد نیست

جمع گل را نسیم آخر پریشان می کند
زلف را برهم زنی چون سایهٔ شمشاد نیست

رنج و راحت را از آن مخفی تفاوت نشمرم
این فنا آباد را بنیاد جز برباد نیست

شب ز آهم خرمن انجم همه برباد رفت
هر چه بد در خاطر گردون بمن از یاد رفت

فهم صورت چون کند مجنون که دمورس جنون
صد هزاران معنی بکر از دل استاد رفت

رنگ ظلمت بس گرفت آئینهٔ عدل جهان
روشنی در رنگ ظلمت از دلِ فولاد رفت

میکشد آخر فلک از هر که باشد انتقام
دید خسرو عاقبت زان انچه بر فرهاد رفت

از گل این بوستان چشم وفاداری مدار
کاندرین گلشن بسی بر بلبلان بیداد رفت

رفت مخفی گر ز دستم نیم نانی باک نیست
چون بهشت جاودانی از کف شداد رفت

بسکه الفت گریه را با چشم خونبار من است
ریختن بر خاک ره خون جگر کار من است

باوجود آنکه آزارم ز سر تا پا هنوز
گردش گردون دون در فکر آزار من است

نیست در بازار راحت گرچه یکجو قیمتم
شکر لله محنت عالم خریدار من است

بار منت می نهد بیهوده بر گلزار ابر
رونق این بوستان از چشم خونبار من است

فتنه سر جا برآرد سر ز آغوش فلک
جستجویم دارد و در فکر آزار من است

کرده ام تا طوق گردن رشتهٔ زنار زلف
عقدها تسبیح را در دل ز زنار من است

مخفیا زنهار خودبینی و خودرائی مکن
کین پریشانی من بر من ز پندار من است

زلف چو خو با رخِ دلبر گرفت
دل ز مسلمان وز کافر گرفت

ناز تو با حسن چو شد دست باز
طرز ستم پیشگی از سر گرفت

آتش غم بسکه بدل شعله زد
از سر من تا بقدم در گرفت

عاشقم امادمے بے یار نتوانم نشست
مست جام عشقم وہشیار نتوانم نشست

غم گرانبارست ومن بیمار و دل جاے دگر
دوستان معذور اگر بسیار نتوانم نشست

گاہ سرشک از دیده ریزم گاه خونناب جگر
در غم ہجران دمے بیکار نتوانم نشست

آفتابم آفتاب کشور دیوانگی
ہمچو سایه در پس دیوار نتوانم نشست

راہب وبتخانه و حاجی وکعبه ننگ من
بعد ازین با صورت دیوار نتوانم نشست

دل اسیر دام غم سیر گلستان چون کنم
در حریم کعبه با زنار نتوانم نشست

این دل افسرده را خواہم برآرم از بدن
پیش ازین من بر سر بیمار نتوانم نشست

یا تو خواہی بود یا من یا غم جانان رقیب
ہمچو بلبل پیش گل با خار نتوانم نشست

داده ام دل با پری روے که مخفی یک نفس
در گلستان بے گل رخسار نتوانم نشست

خو کن بگل و لاغ که باغے به ازین نیست
گم شو ز پئے خود که سراغی به ازین نیست

نور نظر خانۀ دل شعلۀ آه است
ہجران زده را چشم وچراغی به ازین نیست

مینا مے گلگون صنم و سبزه و ساقی
در خانۀ تاریک فراغے به ازین نیست

لب بر لب پیمانه و سر بر سر مینا
مستان ترا ہیچ و بلاغے به ازین نیست

گر شیشه تهی گشت ترا از مے گلگون
خون دل خود خور که ایاغی به ازین نیست

بشگاف بناخن دہن داغ که مخفی
بر سینۀ ما پنبۀ داغی به ازین نیست

در چمن خار جفایش ہمدمی با گل گرفت
آتش حسرت ز غیرت بر دل بلبل گرفت

مرغ دل را پرتو حسنت چنان بیتاب کرد
کز حرارت آشیان در سایۀ سنبل گرفت

قطع با داد دست بیدردی که از روے ہوس
گاه سر زلف پریشان وگہے کاکل گرفت

وا نشد چون غنچۀ دل در بہارستان ہند
رفت مرغ روح مخفی گوشۀ کابل گرفت

نہ ہر سر تاج وتخت سروری یافت
نہ ہر اسکندرے پیغمبری یافت

نہ در ہر چشمۂ آب حیات است
نہ ہر خضرے درین رہ رہبری یافت

نہ ہر جامے جہان جام جہان شد
نہ ہر آئینۂ اسکندری یافت

ردیف الثاء المثلثہ

چو نیست اہل کرم را کرم دعا باعث
عطاے دوست نخواہد بجز مخطا باعث

بغیر خواست کرم کن کہ نیست از ہمت
بہ پیش اہل کرم نالۂ گدا باعث

چہ باک دست مروت اگر زمانہ کشد
بکار سازی ما بس بود خدا باعث

وجود ما عدم آرا شد و عدم فرسا
در آفرینش ما بین چہ چیزہا باعث

بپاے سعی نیاید بدست چون دولت
محال عقل بود جستجوے ما باعث

ز روزگار شکایت نہ طرز انصاف ست
چو در غبار دلم گشتہ مدعا باعث

رواج سکۂ عشقم کہ برسر بازار
بس وجود مرا نیست کیمیا باعث

بروز واقعہ از ہمگنان مروت خواہ
وصال یوسفؑ و یعقوبؑ شد صبا باعث

زباز پرس قیامت چہ بیم اے مخفی
چو بہر عفو گناہ است مصطفےٰ باعث

ردیف الجیم

توئی در ملک خوبی صاحب تاج
بپابوس تو خوبان جملہ محتاج

بدست کس نیاید چین زلفت
رسیدہ پایۂ حسنت بہ معراج

سر حسن تو با زلف پریشان
متاع کفر و دین را کرد تاراج

اگر خواہی خراج از حسن گیری
بمنت یوسفؑ مصری دہد باج

اگر پابند عشقت دل نمی بود
ز اقلیم بدن مے کردم اخراج

بخون بے گناہان سعی کم کن　　مکن روشن چراغ ظلم حجاج

ز طوفان سرشک دیدهٔ مخفی
شد آخر دامن من بحر مواج

بے شبنم رویت بچمن نشو و نما هیچ　　بے پرتو رویت بُرخ شمس ضیا هیچ
روزیکه محیط کرمت موج برآرد　　برموجهٔ هر موجه دو صد کوه خطا هیچ
گر خون جگر در رهت از دیده بریزد　　بے حسن قبولت ز سمک تا بسما هیچ
بے روے تو کونین بیک جو نستانیم　　بے جلوهٔ حسن تو مرا هر دو سرا هیچ
رفتیم ازین غمکدهٔ و جز غم ایام　　در بدرقهٔ خویش ندیدم بقفا هیچ
آنرا که بجز روے تو روشن نشود چشم　　آوردن بوے و خبر باد صبا هیچ

مخفی بفغان کوش که در گلشن مقصود
بے زمزمهٔ مرغ چمن ساز و نوا هیچ

ناز و ستم یار خریدار دگر هیچ　　ما ئیم و غم و گوشهٔ دیوار دگر هیچ
شیرین دمی و خسرو عشرتکدهٔ مقصود　　فرهاد و غم و تیشهٔ و کهسار دگر هیچ
فرداے قیامت بکف از نقد دو عالم　　ما ئیم و همین حسرت دیدار دگر هیچ
از ما نستاند غم عشق تو اگر جان　　رسوائی ما و سر بازار دگر هیچ

بلبل بفغان است که زین باغ گل داغ
مخفی زده ام بر سر دستار دگر هیچ

ردیف الحاء المهمله

مشاطهٔ صبا چو گشاید نقاب صبح　　گردد خجل به پیش رخت آفتاب صبح
ما آبروے خویش نریزیم پیش غیر　　مشکل کشاے ما شده چشم پر آب صبح
چون خضر کے رود زپئے آب زندگی　　هر کس که یافت نشهٔ جام شراب صبح

یار و کرشمہ ناز و ادا و غرورِ حُسن
مصحفی و آه و درد دل و اضطراب صبح

تازه میسازد گل پژمرده را نام صبوح | روح می بخشد روان مرده را جام صبوح
غنچه تا کے خواب غفلت گوشهٔ چشمم بمال | دیده روشن میکند در باغ پیغام صبوح
باده را لبریز کن ساقی که بر میخوارگان | طرفة العینی بود آغاز و انجام صبوح
بهر صید عندلیبان احتیاج دام نیست | در گلستان برگ گل شد حلقهٔ دام صبوح
از فروغ روے شب خیزان بسان آفتاب ما | نور می بارد چو باران بر در و بام صبوح
بزم ما را نیست گر شمعے سحرگه گو مباش | طعنه بر خورشید دارد بادهٔ جام صبوح

کم نه از بلبلے مصحفی بر آ در ناله
بر خردمندان حرام ست خواب و آرام صبوح

دم مسیح بود در دم دمیدن صبح | حرام محض بود خواب و آرمیدن صبح
سزد که پهلو شوکت بر آفتاب زند | شب سیاه ز نور چراغ روشن صبح

شگفته بلبل عشقیم مصحفیا چو چمن
گل نسیم سحر چینیم از دمیدن صبح

ردیف الخاء المعجمه

چگونه نام تورا نیسم بر زبان گستاخ | که نام تو نتوان برد بر نهان گستاخ
طواف کعبهٔ امید از برون کردم | درون خانهٔ من شد چو میهمان گستاخ
بغیر قوت بازوے عشق قدرت نیست | که مرغ روح نشیند بر آشیان گستاخ
شب وصال نگهدار دیده پاس ادب | که عندلیب نباشد به گلرخان گستاخ
چه حکمت ست ندانم که با سپهر دو رنگ | ستارگان همه محجوب آسمان گستاخ
تو یوسفی و چه یوسف که مصریان یکسر | نثار حسن تو کردند نقد جان گستاخ

محال عقل بود عرض حال خود مخفی
بدر گھے کہ دران میست پاسبان گستاخ

برام زلف تو ز دنیجہ صبا گستاخ
ادب مجوز اسیران کہ از نہایت حسن
زچشم زخم خیالت چو بید لرزانم
ز انفعال شدہ زرد رنگ گلگونش

ز رشک دیدہ روان شد بروے ما گستاخ
بدور عشق تو شد دیدہ صبا گستاخ
کہ بید ریغ درآید بدیدہ با گستاخ
نہادہ روے بپاے تو تا صبا گستاخ

ادب ز مردم بیگانہ کسب کن مخفی
کہ بے ادب نشود باکس آشنا گستاخ

ز عکس روے تو شد چہرہ گلستان سرخ
تو آن گلے کہ بہ بستان عشق روز اول
قسم بہ نور جبینت کہ دیدہ خورشید

ز آب روے تو شد آبروے مرجان سرخ
ز رشک داغ تو شد لالہ گریبان سرخ
ندیدہ مثل لبت لعل در بدخشان سرخ

فشاندہ خون دل از دیدہ آنقدر مخفی
بجستجوے تو در رہ کہ شد بیابان سرخ

ردیف الدال المہملہ

باز عشق آمد و آرام و قرار از ما برد
دود آہم علم افراشت بایوان فلک
کشتی دیدہ تر اکار بطوفان افتاد
نیش اندیشہ رگ دیدہ سودا بکشاد

شوق سود لے جنونم طرف سودا برد
رتبہ کار مرا شوق جنون بالا برد
شوق این گریہ من کار تر ابالا برد
سیل خوناب جگر رہ بسوے دریا برد

مخفیا شعر دل آویز تو چون مژدہ وصل
تیر گیہاے دل از دیدہ نابینا برد

باز سوداے جنونم برد ما غم می خورد
ناخن آشفتگی بر زخم داغم می خورد

سیر و دبے اختیار از کف عنان اختیار
هر کجا یادِ محبت برد ما غم می خورد

رو بهر سو آورم از منجنیق روزگار
سنگ طفلان همچو مجنون برد ما غم می خورد

تیره بختی بین که اندر خانهٔ وهم و خیال
سیلی بادِ حوادث بر چراغم می خورد

بس ضعیفم کرد غم از من نمی ماند نشان
خون دل چندانکه در فکر سراغم می خورد

غنچهٔ اُمید من مصحفی چسان خواهد شگفت
جاے آب از دیده چون گلهاے باغم می خورد

ز زلف عشق بگردون طناب اگر باشد
چه باک بر رخ دلبر نقاب اگر باشد

بغیر پرتو حسنت نمی شود روشن
درون خانهٔ دل آفتاب اگر باشد

مباد دیدن وصلت نصیب دیدهٔ من
بدیده ام شب هجر تو خواب اگر باشد

آهے که ز دل بے اثر در دبر آید
گر آتش جانسوز بود سرد بر آید

گر خواهش پروانه ندارد ز چه رو شمع
در پیرهن سرخ چنین زرد بر آید

گر تخم طرب کاری واز دیده دهی آب
در باغ محبت الم و درد بر آید

گر پرده بزلف از رخ زیبات بر افتد
دود از دل خورشید جهان گرد بر آید

مصحفی جگر کوه شگافد دم صبح
آهے که نهان از جگر مرد بر آید

غم زمانه ندانم چه مدعا دارد
که روز و شب بتکاپو قفاے ما دارد

ز سینه نالهٔ زارم بلب نمے آید
شکسته بس بکف پاے خارها دارد

دلم ز گریهٔ بیداد و از جفاے فلک
نهان بدیدهٔ خونبار دجلهها دارد

ز گریه دیده ندارد تفاوتی شب و روز
مرا فراق ز وصل تو تا جدا دارد

ز زخم ناوک نازت نهان به پیر سوئے
روان ز خون دلم دیده چشمها دارد

دلم ز مژدهٔ وصلت شگفته می گردد
نسیم کوے تو خاصیت صبا دارد

چه مقصد است ندانم همه ترا مخفی
که خفیه سوی تو هر دم نظاره‌ها دارد

باز امشب نالهٔ زارم پریشان میرود
سیل اشکم دست در آغوش طوفان میرود

بسکه در راه محبت اشک حسرت ریختم
کشتی عمرم بروی موج طوفان میرود

غصه پیشاپیش محنت از قفا مجنون عشق
سوی وادی محبت خوش بیابان میرود

مهر یوسف کرده بینا دیدهٔ یعقوب را
ورنه کی از مصر بوی تا به کنعان میرود

باعث برهم زن جمعیت دل می شود
گفتگو هر جا که از زلف پریشان میرود

جذب عشق ست آنکه محمل از میان کاروان
بر سر مجنون مجرد در بیابان میرود

بسکه گشتم ناتوان از ضعف مخفی زیر لب
نالهٔ من با نفس دست و گریبان میرود

من و آن نماز شامی که زپی سحر ندارد
من و آه آه سردی که یکی اثر ندارد

ز سرشک دیده هر دم دُر لاله گون برآرم
چه کنم که بحر دیده به از این گهر ندارد

تو ز بوستان حسنی که نسیم ره نیابد
من و نالهای زاری که ز لب گذر ندارد

بروای سرشک دیده ز خیال ناله بگذر
که دگر ز ناتوانی هوس سفر ندارد

تو و شیوهٔ تغافل من و زخمهای تیغی
که بریخت خون خلقی و دمش خبر ندارد

دل من اسیر مخفی به بلای هجر تا کی
بجز از هوای وصلت گنه دگر ندارد

من و آن شعلهٔ آهی که شمع انجمن گردد
من و آن نالهٔ زاری که زیب صد چمن گردد

ز بس گریم شب هجران من تنها ز تنهائی
ز خون دیده دامانم باز رشک چمن گردد

پریشان خاطری دارم ز سودای سر زلفی
که چندان میکنم جمعش پریشان‌تر ز من گردد

تو ای آن شمع رخساری که هر جا چهره بگشائی
چو پروانه بلاگردان دل صد مرد و زن گردد

بگلشن عندلیبان را سحرگه در فغان آرد
دل غمدیده‌ام هرگه که همراز سخن گردد

چو نقطه از خط هستی قدم بیرون نزاے مخفی
دلت پرکار وش تا کے بگرد خویشتن گردد

دلم تا کے چو پروانه بگرد شمع غم گردد
شرار شعلهٔ آهم بفرق سر علم گردد

نیاید شمهٔ تحریر از شرح غم هجران
محرر بر سر انگشت گر مثل قلم گردد

نگردد راست اے مخفی نهال قامتی کز غم
بهنگام طفولیت چو مار زلف خم گردد

تو گر از روی معشوقی می اندر جام خواهی کرد
جهانی را بعاشق پیشگی بد نام خواهی کرد

کمند زلف گر دام است و آن خال سیه دانه
بسے مرغ دل و جان را اسیر دام خواهی کرد

اگر آئین ناز این ست و این طرزی که تو داری
تو کار صد مسیحا را بیک دشنام خواهی کرد

عنان ناز کمتر کش خدا را جانب وادی
که از جذب محبت وحشیان را رام خواهی کرد

غم مهجوری و دوری نمی گنجد بصد نامه
اگر مخفی تو همراهِ صبا پیغام خواهی کرد

بر زبان هر که سخن زان جامه گلگون میرود
در هوایش مرغ دل از سینه بیرون میرود

آن پری از ناز صید مرغ دلها میکند
هر طرف افگنده بر رُخ دام شبگون میرود

ریختم خون جگر چندانکه در وادی عشق
هر طرف بینی چو جیحون دجلهٔ خون میرود

می کشد جذب محبت ناقه را بی اختیار
ورنه کے از ناز لیلی سوے مجنون میرود

خواه افسون کن تو مخفی خواه داغم نه بسر
کے باینها از سر من عشق بیرون میرود

من و آن شعلهٔ آهی که در جان کباب افتد
من و آن نالهٔ زاری که در دل اضطراب افتد

نباشد جاے تعجب گر من از عشقت مضطرب گردم
حرارت آید اندر دل ز عکس آفتاب اُفتد

ز هر زنجیرهٔ موجے هلالی چهره بنماید
ز رخسارت اگر عکسی شبی بر روی آب اُفتد

گره بند دبهر تارے سر زلف پریشانی
بقصد صید مرغ دل چو اندر پیچ و تاب اُفتد

زند بر آتش ہجران پر اُمید پروانہ — بروی شمع ہر مجلس ز بر آن نقاب افتد
زبس آلودہ جرمم ازین آلودگی ترسم — کہ ہنگام سوال از من ملک اندر عذاب افتد
بذوق بزم مے نوشان سری از شعلہ افزاید — بر آتش قطرہ خونی کہ از سیخ کباب اُفتد
شکیبائی شکیبائی کہ در راہ طلب مخفی — کسے کو تیز رو باشد درین وادی شتاب اُفتد

باز از سودای عشقم کار از تدبیر شد — رشتۂ فرزانگی در پاے دل زنجیر شد
عشق را نازم کہ ہر جا سنگ زد بر شیشۂ — خون دل در شیشۂ سنگ حوادث شیر شد
شد حریم دل مرا رشک نگارستان چین — بسکہ نقش آرزو در خاطرم تصویر شد
کاروان عمر مخفی بار رحلت را ببست — سر بر آر از خواب غفلت موسم شبگیر شد

تا آتش سودای تو ما را بسر اُفتاد — جز نقش خیالت ہمہ چیز از نظر اُفتاد
شد رشک گلستان ارم وادی ہجران — بس خون دل و دیدہ کہ از چشم تر اُفتاد
نازم بخدنگ ستم یار کہ ہر گہ — از شست نگہ رفت درون جگر اُفتاد

دیگر

ہر کہ دم در عاشقی از نام و ننگی میزند — ہر نفس با نفس کافر کیش جنگی میزند
می رباید دل ز دست اہل دل ہر جا کہ ہست — ناخن آشفتگی بر تار چنگی میزند
گردشِ گردون دون گر زیر دست آز نیست — سنگ ناکامی چرا بر پای لنگی میزند
دعوے دانائی و از ابلہی طرز دگر — ہر نفس شیطان بہ نفست ریو و رنگی میزند
نغمۂ شادی سر آمد نشنود گر گوش ما — زخمۂ ہر جا کہ غم بر تار چنگی میزند
از محیط آرزو آرد برون در یتیم — ہر کہ چون غواص خود را بر نہنگی میزند
گر نہم تیر محبت را ہدف مخفی چرا — عشق پنہان بر دلم ہر دم خدنگی میزند

مریض عشقم و ترسم طبیب از نبض من گیرد — ز گرمی تنم آتش بدست خویشتن گیرد

ازان نبضم نمی بیند طبیب من که میداند — که از سوز جگر آتش مرا در پیرهن گیرد

مکن بیطاقتی چندی تحمل کن تو پروانه — که شمع از چهره افروزی نشاط انجمن گیرد

ز آهم می جهد برقی ز سوز سینه می ترسم — که چون برقی جهد از تیشه اندر کوهکن گیرد

بگوش از تربت مجنون رسد یا حسرتا لیلی — شهید عشق کے آرام در گور و کفن گیرد

سر جنگ ست با مجنون ازان اهل شریعت را — که در درس محبت نکته بر هر سخن گیرد

تنگ ظرفی بود ورنه شرار سینهٔ آهم — ره آمد شدن نظاره را بر مرد و زن گیرد

تو خواهی در فغان باشی و خواهی بسته لب بلبل — محال است آنکه گل را باغبان اندر سخن گیرد

زبان در کام کش مخفی و پای صبر در دامن — که آخر پنجهٔ شاه ولایت دست من گیرد

برباد تو شب سیل سرشکم جگری بود — در موجهٔ خون کشتی چشمم سفری بود

هر طرف که اندیشهٔ من ساخت شکستم — چون کار مرا عمر همین شیشه گری بود

از آتش غم گرم نشد این دم سردم — از بسکه بآهم اثر بی اثری بود

بگسیخت نفس سلسلهٔ آه وگرنه — این سلسله تا کنگرهٔ عرش بری بود

انگشت تاسف بگزیدیم و گذشتیم — بر عمر تلف گرده که در بیخبری بود

گر دیده مرا دیدهٔ یعقوب کجا رفت — آن بود که آغوشش نسیم سحری بود

مخفی برخت پردهٔ امید دریدند — از یاس چه کارت همه دم پرده دری بود

آن دلی باشد که گرم از نشهٔ‌هائی می شود — دل بود آن دل که گرم از ناله‌های نی شود

برنخیزد از زمین افسرده دل کز زنده دل — در می و عطش سراپا نعرهٔ یا حی شود

یک قدم از خواهش دنیا اگر بیرون نهی — بر سرت ترک کلاه فقر تاج کی شود

ره خطرناک ست و منزل دور مقصد ناپدید — آه یارب اینچنین وادی چگونه طی شود

از بنای عمر ریزد هر نفس خشتی بریز
بجز این خشت ریزی زین بنا تلکی شود

نشئهٔ راحت بر بخشد فی المثل گر ملک هند
ثانی اثنین هوای بوستان ری شود

مخفیا بزم مست نشئه گرم و گذشت هنگام دی
باز داری چشم خود را باز فصل دی شود

در دم ز درد کوهکن افزون نوشته اند
رزق مرا بدیدهٔ پر خون نوشته اند

از حرف مدعا ز سخنم نشان مخواه
کین راز سر بمهر بافسون نوشته اند

دیوانگیست سعی بتدبیر عقل و رای
آنرا که سرنوشت چو مجنون نوشته اند

نازم بقدرتی که ندانست هیچ کس
بر صفحهٔ زمانه چه مضمون نوشته اند

مخفی بدرد خو کن و درمان مجو ز کس
کین نکته در کتاب فلاطون نوشته اند

ز رویت سید پرتو نوری اگر بر آسمان اُفتد
فغانی ره ز رستا خیز در کون و مکان اُفتد

فروغ حسن اگر اینست و استغنا چنین باشد
باندک فرصتی آتش بجان انس و جان اُفتد

چو با اغیار بنشینی بکام خویش از غیرت
مرا آتش مثال شمع اندر استخوان اُفتد

کشید آخر برسوائی ز عشقم کار می ترسم
که آخر راز پنهان در زبان مردمان اُفتد

بصد افسوس و نومیدی ز عمر رفته یاد آرد
چو مخفی را نظر بر چشمهٔ آب روان اُفتد

باز از گریه مرا کار بطوفان اُفتاد
وعدهٔ وصل به بیداری هجران اُفتاد

چشم بر راه تو بس گریه کنان بربستم
لخت لخت جگرم از سر مژگان اُفتاد

گر گذر افتم ره وادی سلوکت چه عجب
کار مجنون ز تغافل به بیابان اُفتاد

مخفی از دام غم آزاد نگردد هرگز
هر که در حلقهٔ آن زلف پریشان اُفتاد

نه اگر سر بعشق سر زلف یار دارد
اگر سنبل پریشان ز چه تار تار دارد

بیکی نباخت نرد سر زلف بر دلها — بجز آنکه دادگیرے نه چنین قمار دارد
شب عیش باده کم خور بهواے کامرانی — که نماز شام مستی سحر خمار دارد
بچه خوشدلی بخندد لب غنچهٔ امیدم — که هزار خار حسرت بدل فگار دارد

بهواے شادمانی منشین شگفته مخفی
که هنوز محنت و غم بدل تو کار دارد

لب لعل تو خون ساغر و پیمانه میریزد — گل روے تو آتش بر دل پروانه میریزد
زخال و خط مهرویان مباش ای مرغ دل غافل — که صیاد از براے صید پنهان دانه میریزد
بمحفل ز آتش دل شمع زان مستانه میسوزد — که پنهان شعله از بال و پر پروانه میریزد
ز روے یار میدانم که قصد جان من دارد — که بر من ناوک بیداد را مستانه میریزد
نماند بعد ازین رونق بدریا ابر نیسان را — بدامان صدف از اشک بس دردانه میریزد

درین دیر کهن مخفی ز مجنون ست این آئین
که از هر سو ملامت سنگ بر دیوانه میریزد

در وفا آئین و رسم دوستداران را چه شد — من اگر دیوانه گشتم هوشیاران را چه شد
روز نومیدی نمی پرسد ز حال من کسے — همنشینانم کجا رفتند یاران را چه شد
ظلم و بیدادی این دوران دون از حد گذشت — منجنیق چرخ و طرز سنگباران را چه شد
در گلستان تمنا یک گل سیراب نیست — تازه کاریهاے ایام بهاران را چه شد
از زمین دل نمی روید گیاه خرمی — ابر رحمت را چه آمد پیش و باران را چه شد
نیست مجنونی که از روے رونق بازار عشق — طرهٔ شبگون و حسن گلعذاران را چه شد

از محبت نالهٔ و زاری نمی آید بگوش
مخفیا خاراشگاف کوهساران را چه شد

کسیکه عاشق خودبین و خودنما باشد — همیشه بر در معشوق چون گدا باشد
دریده غنچه ز بیداد صبح پیراهن — رواست مرغ چمن را که بینوا باشد
ز حسن روز فزون تو دیده می گویم — که گر نثار شود عالمی روا باشد

چہ باکہ بر تو کنم ثابت از ستمگاری
میانۂ من و تو حاکم ار خدا باشد

دل گرفتۂ مخفی شگفتہ مے گردد
زمانۂ کہ دران حرف آشنا باشد

بر سینہ زبس درد و غم ہجر جفا کرد
از نالہ فرو ماند دل و ترک وفا کرد

شب دیدہ بدل قطرۂ خونی نگہداشت
اے ہجر چہ گویم کہ بمن گریہ چہا کرد

در راہِ طلب ہمرہ ما کس نتوانند
غم بدرقۂ و غصہ قفا ہمرہا کرد

بلبل بچنین نالۂ حسرت زدہ دارد
گل باز نگر دست در آغوش صبا کرد

دیگر

از درد دلم مرغ ہوا را کہ خبر کرد
در باغ دلم باد صبا را کہ خبر کرد

بخت سیہ ام بود نہان از نظر خلق
شب را کہ نشان داد و غدا را کہ خبر کرد

با جور و جفا بود دلم راس لطفت
زین واقعہ ارباب وفا را کہ خبر کرد

برہم شدن زلف تو جمعیت دل بود
باشرم کہ این گفت و حیا را کہ خبر کرد

از روے ریائے کہ جفائے تو مرا بود
غماز کہ شد روے ریا را کہ خبر کرد

من بودم و اندیشۂ اقلیم قناعت
کہ عرض بشہ کرد و گدا را کہ خبر کرد

مخفی بتو در خواب نمودند دوائے
ہا درد چہ کس گفت بلا را کہ خبر کرد

دل کہ ہمدم شد بغم الفت بشادی کم بود
شادی غمدیدگان در حلقۂ ماتم بود

بر امید وصل عمری میتوان در ہجر زیست
گر بنائے عمر بے بنیاد و نا محکم بود

ناصحا از گریۂ بسیار منع ما مکن
کز سرشک دیدہ باغ آرزو خرم بود

بے پری روئے نباشد نشۂ در بزم مے
ے اگر آب حیات و جام جام جم بود

مخفی از غمہاے ہجران ناشکیبائی مکن
کز شکیبائی دل ناشادمان خرم بود

فتنه عشق بهر خانه درون مے آید / تیغ بیداد بکف از پے خون می آید
خانه دیده ازان ست منور که نهان / دمبدم شمع خیالت به درون می آید
دل که عشق توز من برد یقین دانستم / کز سر زلف بتان بوے جنون می آید
بهوائے گل روے تو بهنگام بهار / لاله با داغ دل از خاک برون می آید

مخفیا در غم ایام ز اغیار منال
هر چه آید بسر از بخت زبون می آید

شدم ز دست و دل دلربا نمی آید / اسیر در دم و تیر بلا نمی آید
نقو در وشنی دیده صرف دل کردم / هنوز بر سرم آن بیوفا نمی آید
شدم به کوی محبت ز خویش بیگانه / بگوش من سخن آشنا نمی آید
تمام عمر بکنعانم از جدائی رفت / ز سوے مصر نسیم صبا نمی آید
ز دم و خاتر ایام را بسے برهم / بچشم من سخن مدعا نمی آید
گشاده نافه زلف تو تا گره از زلف / نسیم صبح ز سوے خطا نمی آید

بعزم کعبه جانان سفر گزین مخفی
که مفلس از در شاهان گدا نمی آید

چه شد که اشک ز چشمم برون نمی آید / چه شد که ناله من از گلو نمی آید
بحیرتم که ز شوکت چه جیب چاک زخم / چه چاک سینه مرا صد فو نمی آید

خمار از سر مستان نمی رود مخفی
بمجلسے که مے اندر سبو نمی آید

بس ز درد هجر القاسم پریشان می شود / هر که بیند رویم از دیدن پشیمان می شود
مدعی از چشم گریان دلم غافل مباش / قطره قطره رفته رفته موج طوفان می شود
می رود خون جگر از بس ز راه دیده ام / گوشه ویرانه ام هر دم گلستان می شود
خانه عمر تو می ریزد شب و روز از فلک / تا بکے غافل نشینی خانه ویران می شود

مخفیا زنهار از درد پریشانی منال
کز صبوری کار دل آخر بسامان می‌شود

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود — غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
هر که پیش از وقت درمان خواه درد دل شود — گر حکیمش بوعلی باشد دوا دشمن شود
چون ز بلبل بخت برگردد بر غم باغبان — حسن گل را جنبش باد صبا دشمن شود
رو بسوی هر که آرم رو بگرداند ز من — بخت چون گردد زبون بر من قبا دشمن شود
بر مراد ما وزد دور هم اگر باد مراد — در محیط عافیت هم ناخدا دشمن شود

نیست مخفی در دل ما با کسی چون دشمنی
هر که با ما دشمن است او با خدا دشمن شود

هر کجا موج غم عشق تو شبخون دارد — پای خود عقل از آن سلسله بیرون دارد
لاف دانش نزنی کز غم نادانی خود — دل پر داغ ته خاک فلاطون دارد
گشت تکرار بسی نامهٔ عشق تو ولی — کس ندانست که این نامه چه مضمون دارد
ناقه گر گرد غلط راه حرم باکی نیست — فیض صد کعبه سر تربت مجنون دارد
روز و شب دور فلک دست در آغوش من است — الفت است این که بمن گردش گردون دارد
میرسد دم زدن از عشق کسی را که مدام — دیده از گریه بستانه چو جیحون دارد

دیده از اشک تهی زان نشود مخفی را
کز شب و روز نظر بر دل پر خون دارد

باز موج سیل اشکم دم ز طوفان میزند — چشمه سار دیده ام پهلوی عمان میزند
این سر شوریده سودای جنونی میزند — درین دل دیوانه ام دم از بیابان میزند
گه پری گاهم نشینم از پی برخاستن — خاطر آشفته ام دستی بدامان میزند
جمع جمعیت چه سود از دل که راه عاقبت — فتنه‌های گردش دوران پریشان میزند
بسکه دردآلوده ام پنهان بزیر پیرهن — بر تنم هر موی گوئی زخم پیکان میزند

بندۀ عشقیم کہ ہرگہ پاگذارد بر رکاب
بے محابا خویش را بر قلب ایمان میزند

آتش افروزان حذر از سینۂ مخفی کہ باز
آہ آتشناک آن آتش بدامان میزند

جانب اہل نظر گر نظرے بکشایند
از در غیب بروے تو درے بکشایند

طالبان بر ہدف چرخ زنند تیر دعا
از کمان خانۂ دل گر سحرے بکشایند

شاہبازان تو بر کنگرۂ عرش پرند
بہر پرواز اگر بال و پرے بکشایند

دوش میگفت خبر دار حرم در گوشم
کے در خانہ بہر بیخبرے بکشایند

گر در کعبہ بروے یم بکشاید مخفی
صبر دارم کہ بروے دگرے بکشایند

از جفا اہل وفا را نقض پیمان کے شود
جان سپار تیغ استغنا پشیمان کے شود

عاشقان از اعتنا ہشی جز خواہش معشوق نیست
تا گلستان نشگفد بلبل غزلخوان کے شود

تا پریشانی نگیرد در پریشانی کمال
جمع جمعیت بہم دست و گریبان کے شود

نیستی آمد وجود ہستی اہل وجود
کافر از حرف مسلمانی مسلمان کے شود

گریہ را داروے غم گویند حرفی بیش نیست
بر جراحت سودن الماس درمان کے شود

تلخی زہر شکیبائی کلید قفلہاست
کار بیسامان و بےصبری بسامان کے شود

تا نگردد شعلہ افروز آتش دیگ حسد
نرخ یوسف بر سر بازار ارزان کے شود

دندانی در نیاید تا طعام بے نمک
حاجت دست تطاول با نمکدان کے شود

لذت دردے اگر یابم بصد جان میخرم
جنس نایابست اے مخفی فراوان کے شود

چنانکہ در حرم خاص کس نمی گنجد
درون سینۂ تنگم نفس نمی گنجد

بہر دیار کہ فریاد عشق برخیزد
دگر نشستن فریاد رس نمی گنجد

گرفتہ تنگ چنانم غم تو در آغوشش
کہ مرغ روح مراد در قفس نمی گنجد

بذکر آن لب شیرین لب ادب بکشاد | که با حلاوت ایمان مگس نمی گنجد

دراز گردن محمل برآور آے لیلے | که در طریق محبت جرس نمی گنجد

نهاده پاے خیال تو تا بخانهٔ دل | مرا بدیده خیال هوس نمی گنجد

شراب عشق کشد برملا زمان مخفی | که در بلاد محبت عسس نمی گنجد

سرشک دیده ام امشب چنان مستانه می آید | که پنداری برون از تن دل دیوانه می آید

بخون آغشته دل چندان بزیر خاک پنهان شد | که بوی خون دل از خاک این ویرانه می آید

ازان بر دل مرا هردم شکستے بر شکست آید | که سنگ درد و غم بر سینهٔ دیوانه می آید

مشو مغرور جاه ای دل که هر سو گوش اندازی | صدای گنج قارون زین کهن ویرانه می آید

بپاے شمع شد عمرے نمی بینم پر و بالے | نهان از دیدهٔ مردم مگر پروانه می آید

ز بس شوق جنون دارد ز راه بیخودی هردم | بطوف مشهد دیوانهات فرزانه می آید

گرفتم آنچنان الفت بهم چشم غم مخفی | که در چشم خیال عافیت بیگانه می آید

بر مراد ما نه این گردون دون کم می رود | بر مراد دیگران هم گردن خم می رود

این دل آزاری فلک با ما نه تنها می کند | رسم و آئین ست کز دوران آدم می رود

نیستم آزرده خاطر چون بدور روزگار | شادمانی دست در آغوش ماتم می رود

نازنینان پا نهند از ناز هرجا بر زمین | همچو مجنون صد هزاران را فراهم می رود

نیست آن بیداد زخم عشق را لذت شناس | گر پی عیسی مریم بهر مرهم می رود

شیشه را بگشاد هین ساقی که اهل ذوق را | حیف می آید بران عمرے که با غم می رود

ترک خود رائی نما ای دل که در درگاه عشق | هر که می آید ز خود بیگانه محرم می رود

مخفیا نز ننگ اهل همت از دون همتی ست | هر زمان آنرا که ذکر نام حاتم می رود

بسکه بیداد و ستم بر من ز گردون سیرود
مرغ روحم از قفس هر لحظه بیرون می رود

خورده ام خون جگر چندانکه چون مینای مے
جای آب از دیده من اشک گلگون می رود

آنچنان جا کرده مهرت گز درون سینه ام
نے به پند و نے بجور و نے بافسون می رود

بی جراحت نیست یکدل اندرون سینهٔ
بسکه در دلها خیالت بهر شبخون می رود

آب حیوان گر شود دریا و خضرش ناخدا
کشتی بخت زبون در موجه خون می رود

مطلب از جاه و بزرگی دل بدست آوردنست
ورنه مصحفی در زمین هم گنج و قارون می رود

آفتاب حسن هر جا آتش افشان میشود
سایبانش طرهٔ زلف پریشان میشود

گر ز چشم تربیت بیند فروغ آفتاب
هر کجا سنگے بود لعل بدخشان میشود

یار قیبان ترک صحبت کن که در گلزار عشق
از هجوم عندلیبان گل پریشان میشود

از صبا بیهوده گلشن بار منت می کشد
خون چشم بلبلان زیب گلستان میشود

شد ز دست گریه آخر خانهٔ چشمم خراب
سیل چون آید بنای کعبه ویران میشود

حق بمجنون ست ترک کوی لیلی گر کند
عشق چون غالب شود مسکن بیابان میشود

غم که از حد شد فزون باشد نشاط و خرمی
خار چون همچشم شد با غنچه خندان میشود

گر بجوش آید تنور دیدهٔ غم دیدگان
ناخدا گر نوح باشد غرق طوفان میشود

مصحفیا چون عندلیبان از پریشانی منال
صبر کن کز صبر کار آخر بسامان میشود

چنانم دل ز بیم مدعی در سینه می لرزد
که طفل از روز شنبه در شب آدینه می لرزد

بوقت عرض اگر دست و دلم لرزید معذورم
که همچو دزد عشقه دار از عشقهٔ دیرینه می لرزد

ز باد فتنه در گلشن ز چشم بلبلان پنهان
درخت بید مجنون را دل تنگینه می لرزد

ز ضعف و ناتوانیها که از بخت زبون دارم
سراسر سال دل از محنت پارینه می لرزد

ز بس از گردش گردون دون همت هراسانم
دلم چون عکس آئینه درون سینه می لرزد

گرفت او گر ز بیداری بطرز دشمن وا دست — گره مفلس در پلاس و خرقهٔ پشمینه می لرزد

بزیر خاک اگر مخفی بیابد یکدرم مورے
ز عدل روزگار از تهمت گنجینه می لرزد

من آن سر که صد سودا ز جانان در بغل دارد — من و آن دل که صد ناوک ز مژگان در بغل دارد
ز دستت گر برون شد دل مکن اندیشه ای بلبل — بجای دل اسیر عشق افغان در بغل دارد
ملک را در فلک پنهان بدام عشق اندازد — ادا هایی که آن زلف پریشان در بغل دارد
تو بیرحم و جفاجو من آزرده می ترسم — سر آه سینه مجروح پیکان در بغل دارد
دو چشمم گریه آلود و دلم چون بید می لرزد — سرشک دیده مندان موج طوفان در بغل دارد
گل هر بوستانی را که بینی زیر پیراهن — گلستانی ز داغ یاس پنهان در بغل دارد

ز آهی سرد مظلومان حذر مخفی که هر آهی
بزهر آلوده صد پیکان پنهان در بغل دارد

راز تو کلامیست که تفسیر ندارد — ناز تو بهاییست که تقریر ندارد
بشکست خرد خامه و بگرفت دواتم — در کنه کمال تو که تحریر ندارد
مسجود کواکب شدن یوسف حسنت — روشن شده خوابیست که تعبیر ندارد
صد سال درین راه نکند مرحله ای طی — گر راهرو عشق تو شبگیر ندارد
رنجیدن معشوق بغیر گنه از ناز — تقدیر الهیست که تدبیر ندارد
سودای سر زلف تو در سینه نهانی — در پای دلی نیست که زنجیر ندارد
در مذهب ما دم زدن از عشق حرامست — مرغی که هوای گل کشمیر ندارد
یا عدل ترا گوش اجابت شنو نیست — یا ناله من پیش تو تاثیر ندارد
از جنبش بادی که ترا خانه خرابست — این خانه خراب این همه تعمیر ندارد

مخفی بجز آن ساز که بستان تمنا
چون نقش خیالیست که تصویر ندارد

محبت تا بوادی جنونم رهنما باشد
دلم در قید زنجیر سر زلف دوتا باشد

بریدم از وطن الفت بغربت زان گرفتم خو
که در تنهائی غربت خیالت آشنا باشد

گشاید دیدهٔ گل را که بیند نالهٔ بلبل
اگر بوی ز پیراهن بهمراه صبا باشد

زناکامی بدرد دل نه تنها من گرفتارم
بعالم هر کرا بینی بدردی مبتلا باشد

مکن اندیشهٔ ماضی مشو در فکر مستقبل
غنیمت دان همین دم را که این دم کیمیا باشد

چو تدبیر خداوندی برون از حد تدبیر است
اسیر فکر غم مخفی کسی چندین چرا باشد

بوی جان از نفس سوختگان می آید
که نسیم سحری مشک فشان می آید

سر ما ماند همه در دل غم پرور ما
راز شمع است که از دل بزبان می آید

نوح را معجزه آن وقت مسلم دارم
که ز طوفان محبت بکران می آید

دیگر

من و آن حلقهٔ زلفی که زنجیر صبا گردد
ولی آن پرتو حسنی که عالم را ضیا گردد

نیاید بوی پیراهن بغیر از جانب یوسف
همه عمری اگر یعقوب دنبال صبا گردد

بنازم زلف خوبان را که بهر سایه افگندن
گهی سنبل شود بر روی گهی بال هما گردد

نه با بیگانه بنشیند نه دارد الفت خویشان
ولی کو با سر زلف پریشان آشنا گردد

سپردم دل بسودایت که شاید با نوا گردم
چه دانستم کزین سودا دلم هم بینوا گردد

ز تاثیر جنون گشتم چنان مشهور در عالم
رسد با کیمیا چون مس وجودش کیمیا گردد

مکش داروی بینائی صبا بیهوده در چشمم
که در چشم گرفتاران غبار تو توتیا گردد

نه مجنون چنین مشهور عالم شد

بکام خویشتن مخفی محال ست آنکه بنشیند
کسی کز همنشین خود بناکامی جدا گردد

دلی که محرم درد تو دلربا گردد
چسان بمردم بیگانه آشنا گردد

بهر دیار که گردد بلا برانگیزد
مرا بدیدهٔ امید توتیا گردد

مکن تکبر جاه و مناز بر دولت
سر ازادلی مخالف غنی گدا گردد

زداغ در جدائی دل ملک سوزد
دران زمان که دلی از دلی جدا گردد

من و محبت و در سر هوای سودائی
که سایه اش بسرم سایهٔ هما گردد

دیگر

شب گذشت و شمع می روشن ببزم ما نشد
صبح شد در خواب غفلت چشم بینا وا نشد

بر خمار آلوده می آب است و بدست آتش است
آب و آتش جز ببزم میکشان یکجا نشد

ظاهر و پنهان زبهر خاطرم در روزگار
فتنهٔ کو کان مگر بر هر زبان پیدا نشد

بوی یوسف کرد بینا دیدهٔ یعقوب را
ورنه با باد صبا چشم کسی بینا نشد

بی مربی هیچکس در هیچ جا کاری نساخت
بی مددگاری ابری قطره دریا نشد

نی مرا آرام در شهر و نه در وادی قرار
همچو من در عشق مجنون دگر پیدا نشد

شد چنان مخفی ز دستم دل که چندان جستمش
در درون سینه زان نام و نشان پیدا نشد

غنچهٔ لعل لبت گر از تغافل نشگفد
بشگفم چون بلبلی کز دیدن گل بشگفد

گر صبا آرد شمیم پیرهن سوی چمن
غنچه را دل در درون سینه چون گل بشگفد

بر دماغم میخورد از بد دماغی بوی گل
خاطر آشفته ام از نشئهٔ مل بشگفد

غنچهٔ طبعم نمی خندد بشورستان هند
همچو یاران که از گلزار کابل بشگفد

پا بدامان محبت کش که مخفی عاقبت
در بیابان لاله را دل از تحمل بشگفد

نومید ز دیدار تو تا چند توان بود
تا چند بامید تو خرسند توان بود

لب تشنه و دل خسته و سرگشته و حیران
با درد و غم هجر تو تا چند توان بود

گر گفت و شنود غم هر روز نباشد
صد سال بزنجیر بلا بند توان بود

پیمانهٔ امید تو بشکست دلا چند
بیهوده ز اندیشهٔ پیوند توان بود

مخفی قدح توبه شکستن بر لب دل ریز
آشفته چنین چند ز سوگند توان بود

در دلم تا کی خیال جام و مینا بگذرد
بر سرم تا چند این آشوب سودا بگذرد

بگذرد هر گه خیال عاقبت در خاطرم
شعلهٔ آه دلم از سقف مینا بگذرد

گر محبت میفزاید بر سر بازار عشق
بر سر عاشق ز رسوائی چه غوغا بگذرد

شب شود هر روز بر امید فردا روز من
حیف زین عمری که بر امید فردا بگذرد

بعد ازین مخفی من و پاس دل فارغ ز غم
تا بکی عمر گرامی در تمنا بگذرد

ستم از حد گذشت آه سحر افروختن دارد
بزهر آلوده تیری ناله انداختن دارد

ستمگاران نمیدانم کرا غارت کنند امشب
سیاه ناله و آهم هوای تاختن دارد

دل افسرده ام تا کی درون سینه ام باشد
چو گل هر پرده شد ز دست خود انداختن دارد

اگر پروانه را سوز دیر و بالی عجب نبود
درین آتش سراپا شمع جان بگذاشتن دارد

بردی داد اول ای فلک از من دغا کردی
ز بهر امتحان یکبار دیگر باختن دارد

بنا می نهی هر روز بر قصر امل از نو
ز بهر دین محقر خانه هم ساختن دارد

ترا صرف غم دنیا تمامی عمر شد مخفی
بکار آخرت هم ساعتی پرداختن دارد

مستان شب مستی در میخانه به بندند
در را برخ محرم و بیگانه به بندند

تا راز نهان می و ما فاش نگردد
اول دهن شیشه و پیمانه به بندند

در بزم طرب شمع اگر نور نه بخشد
خاکستر من بر پر پروانه به بندند

ارباب سخن عمر گرامی بعبث رفت
تا کی سخن پوچ چو افسانه به بندند

تا عهد وفا صورت نقصان نه پذیرد
مخفی بتو غم عهد بزرگانه به بندند

دل ز دستم رفت یاران فکر جان و دل کنید
مرغ دل را یا بدست آرید یا بسمل کنید

پیش لا العقل ز دانش دم زدن دیوانگیست
گفتگوی عقل را با مردم عاقل کنید

دل درون سینهٔ از دل نمی یابم نشان
نکته سنجان معانی حل این مشکل کنید

زندگانی غافلان خواب و خیال بیش نیست
حیف اوقاتی که صرف صحبت جاهل کنید

بسکه بر دل داغ دارم لاله روید از زمین
بعد مردن گر مرا مدفون بزیر گل کنید

میکشان ساغر بدستم جمله پی در پی دهید
تا ز جام آرزویم مست و لا العقل کنید

شد تباهی کشتی عمرم بطوفان بلا
دیده و دل تا بکی اندیشهٔ ساحل کنید

من وحشی که گر زان آتش لب شمع جان من گیرد
من و دستی که خار محنتش دامان من گیرد

ز لیس اشک ندامت ریختم از دیده می ترسم
که عالم را مبادا موجهٔ طوفان من گیرد

چنان شد روشنی در دهر ناپیدا که در دیده
چراغم روشنی از ظلمت زندان من گیرد

غریق بحر اندوهم باین امید خرسندم
که شاید دست من بار دگر جانان من گیرد

ز سینه شعلهٔ آهی پریشان کرده ام مخفی
که شاید آتشی در خرمن هجران من گیرد

کدام دل که پی فتنهٔ نگه نرود
کدام دیده که آتش بخاک ره نرود

وسیله که جرعه کشش بادهٔ محبت شد
ببیر تبکده و طوف خانقه نرود

بآب زمزم و کوثر اگر بشویندش
ز روی بخت سیه گونه سیه نرود

بزور جور و ستم ملک دل خراب مکن
که بر ولایت ویران امور شه نرود

ز گفتگوی رقیبان مرو ز جا مخفی
کسیکه محو نگه شد ز جا نگه نرود

هیچگه باد صبا را راه بباغ ما نشد
تازه از بوی گلی هرگز دماغ ما نشد

خون دل چندانکه بلبل ریخت بر طرف چمن
یک گل خندان بگلشن همچو باغ ما نشد

بسکہ دارد تیرگی بخت سیاہ ما شبے
از برائے امتحان روشن چراغ ما نشد

نشئہ ہستی چسان باشد کہ از مینائے بخت
غیر خون دل شرابے در ایاغ ما نشد

مخفیا از بہر الفت در بساط روزگار
آگو غم و درد کہ اول در سراغ ما نشد

بسینہ آتش شوقی تو تا وطن دارد
دلم ز داغ محبت چہ چمن چمن دارد

ز تیغ غمزۂ جانان درون سینہ نہان
چہ زخمہا کہ دل ناتوان من دارد

ز دست جور حوادث دلم چو غنچہ شگفت
ہزار چاک بہر طرف پیرہن دارد

بزیر خاک تنم را چہ حاجت کفن است
شہید تیغ محبت ز خون کفن دارد

دماغ جان سخن تازہ می کند مخفی
میان زلف سخن نافۂ ختن دارد

گرفتارے کہ داغ دل بہ زیر پیرہن دارد
ز خون دیدہ داماں را بہ از رشک چمن دارد

و رخانۂ ماں چو بگذشتی چہ در گلشن چہ در گلخن
گرفتار محبت ہر کجا افتد وطن دارد

کہن زالیست این دنیا بکاری کہ از ہر سو
نہان در زیر سنگی ہزاران کوہکن دارد

سر صحرائے محشر را کہ رشک گلستان گردد
اجل پنہان بزیر خاک بس خونین کفن دارد

دل غمدیدۂ مخفی ز بار غم ہمی نالد
فغان از ناتوانیہائے جان خویشتن دارد

سودائے عشق گر ز دماغم برون کشند
یارب چسان ز گلشن و باغم برون کشند

گیرم کہ زخم سینہ بمرہم شود علاج
از دل چگونہ آتش داغم برون کشند

نے ہمدمم بہ بلبل و نے محرمم بگل
خواہی ز راغ خواہ ز باغم برون کشند

گشتم چنان ضعیف کہ از ضعف خویشتن
مخفی درون خانہ سراغم برون کشند

در تمنائے لب مینا اگر ساغر کشد
لخت لخت دل بیادت از دو چشم بر کشد

هر که بر یاد تو می نوشد بران باشد حلال
بسکه با پروانه دارد کینه در دل بازشمع
بوی خون آید ازان ما ولی سودای جنون
اگر درون کعبه مستی آید و ساغر کشد
گر بسوزد انتقام خود ز خاکستر کشد
سبزه گر از تربت من بعد مردن سر کشد

هر که لب بر لب نهد جام محبت بایدش
همچو مخفی می ز عکس شعله را در کشد

گر باد صبا صد ره پیغام بگوش آرد
گر بزم طرب این است گنجایش آن دارد
من بندهٔ آن زلفی کز سلسلهٔ آزادان
ساقی قدحی پر کن زان باده که از عکسش
بیهوش محبت را مشکل که بهوش آرد
خورشید صراحی را پر کرده بدوش آرد
در قید گرفتاری صد حلقه بگوش آرد
در سینه ز بدمستی دل را بخروش آرد

مخفی به درون دل از آتش مایوسی
تا چند تمنا را چون دیگ بجوش آرد

فغان بلبلان امشب بهر گلشن اثر دارد
نبینم من کمر بستر مگر این بخت برگشته
گهی پروانه میسوزد گهی شمع از جدائیها
بجانم کی شود حاصل بآسانی که شد عمری
مگر چشم است سرتاپای این چرخ جفا پیشه
شدم یعقوب هجران و نیامد بوی پیراهن
جفاجو یا ستمگارا حذر را ز آه مظلومان
مگر در درد دلم آهی بدنبال سحر دارد
که از روز دگر هر روز حالم را خبر دارد
بعالم هر کرا بینی تو داغی بر جگر دارد
ستم از روی قدرت دست با من در کمر دارد
که هر جا میروم این کج نهادم در نظر دارد
پسر را نیست آن مهری که در خاطر پدر دارد
که تیر آه مظلومان نهان در سنگ اثر دارد

بکار کس نمی آید هنر مخفی درین عالم
خر عیسی هنرمند است گر در کیسه زر دارد

دیده را با دل بگردش اتفاق افتاده بود
بر سر هر خار مژگان لختی از دل بسته بود
گر ز فغانم چرخ گردون در فراق افتاده بود
چاشنی درد هجر در مذاق افتاده بود

بسکه از درد جدائی بیقراری داشتم
دفتر دانشوری را من مرتب ساختم

نالهای زار من تا صبح طاق افتاده بود
ورنه این اوراق عمر بی سیاق افتاده بود

چشم خون آلوده مخفی ز اول شب تا سحر
امشب از بیطاقتی با طمطراق افتاده بود

تا ز خاکم بته خاک نشان خواهد بود
بر امید گل وصل تو بهر شام و سحر
نقد جان را بده و جنس محبت بر گیر
تا بود گردش ایام بهم ناز و نیاز
رفت هنگام بهار و گل داغم نشگفت
باغبان غره بخوبی گلستان نشوی
عنبر هیبست که از اشک اسیران ستم
بر سر راه فنا باش با میدِ بقا
آخر دور شد و نشه بما یار نه شد

چشم امید براهست نگران خواهد بود
مرغ روحم به بدن نعره زنان خواهد بود
تا بکی فکر و غم سود و زیان خواهد بود
همچو زنجیر و فا کشش بکشان خواهد بود
تا بکی غنچه درین پرده نهان خواهد بود
گذرِ موسم گل فصل خزان خواهد بود
سربسر دشت جهان آب روان خواهد بود
که برین راهگذر پیر و جوان خواهد بود
اگر این نشه بدور دگران خواهد بود

تا ز جان هست ز عشق در ره جانان مخفی
بندهٔ بندهٔ عشق از دل و جان خواهد بود

از انم مرغ دل امشب بسوی گلزار می آید
مشو آزرده دل مجنون ز سنگ کودکان هرگز
ز بس فرهاد زد تیشه به کوه بیستون عشق
سر آسودگی داری سر اهل ملامت شو
غم گر بر سرکوییت بزنجیر جنون آیم
زبون تر نیست گر هر روز از روز دگر طالع
گروه عافیت کیشان حذر از موجهٔ طوفان

که با باد صبا بوی ز زلف یار می آید
که زینسان بر سر عاشق بلا بسیار می آید
هنوز از بیستون آن نالهای زار می آید
که بر سر هر چه آید بر سر دستار می آید
برهمن هم بگبر و کعبه با زنار می آید
چرا چندی مرا امسال یاد از یار می آید
که از دریای چشم پر خون بسیار می آید

بطرف کعبهٔ لیلی از آن مجنون نمے آید
که لیلی هر نفس در دیده اش صد بار می آید
بسر دار محبت را شریعت دان مهیا کن
که منصور دگر اینک بپاے دار می آید
بوقت ناتوانیها ز بالینم مکش دامن
که قوت از عیادت در تن بیمار می آید

نمی دانم چه سرست اینکه در دیر و حرم مخفی
بگوش از هر طرف آواز استغفار می آید

گر سنبل زلفت بخریدار فروشند
صد جان بستانند و یکی بار فروشند
بیگانهٔ عقلند گروهے که مے ناب
در کوچه و بازار بدینار فروشند
بردار نقاب از رخ و شورے بجهان ریز
کین اهل نظر دیده بدیدار فروشند
زاهد بگسل سبحه و زنار بدست آر
کین مغبچگان سبحه و زنار فروشند
کوته نظران هست وطن اهل همم را
جائیکه غم و درد بخروار فروشند
تا چند صفت ساکن ویرانهٔ خویشم
گو خلد برین جمله باغیار فروشند

مخفی بجوے خلد برین را نستانند
آنانکه دل و دیدهٔ خونبار فروشند

فراقم تا بکے از دیده خوناب جگر ریزد
سرشکم چند چون آتش دراز راهِ نظر ریزد
مروت می کند با من غم هجران که بر زخمم
فشاند ریزهٔ الماس وانگه نیشتر ریزد
بر بلبل باد ارزانی گل و گلشن که پنهانی
گل حسرت بدامانم ز مژگان چشم تر ریزد
خم میخانهٔ صبرم ز خون دیده لبریز ست
تنکظرفی کند ساقی اگر جام دگر ریزد
بسینه آتشے دارم ز سوز داغ هجرانت
که از تاثیر مکتوبم شرر از نامه بر ریزد
تماشا کے توان کردن گلستان محبت را
که آتش از زمین روید و شبنم از شرر ریزد

غنودن تا بکے مخفی سرت بردار از بالین
که فیض عالم بالا در آغوش سحر ریزد

باز امشب نالهٔ زارم پریشان می رود
دست بے صبری من سوے گریبان میرود

تحفهٔ اشکی اگر داری بیار ای چشم تر
قاصدِ چاکِ گریبان سوی دامان میرود

دست قدرت کوته است و پای در زنجیر ظلم
فطرتِ دونان هم دنبال شوخان میرود

ناخدا اگر نوح باشد در محیط عافیت
کشتیِ بخت زبون در موج طوفان میرود

راز خود افشا مکن مخفی که در راه طلب
قاصد زندانیان از خلق پنهان میرود

خانه غارت شده را شمع و چراغی نبود
مرد ماتم زده را ذوق دماغی نبود

نشگفد غنچهٔ دل تا نبود فیض چمن
باده زهر است اگر گوشهٔ باغی نبود

نیست آرام دل غمزده ام را فغان
در جگر تا که مرا سوزش داغی نبود

سرگرانی نه رود از سر او تا دم صور
هر که را دست بدامان ایاغی نبود

نیست بی روی تو در دیدهٔ من پرتو نور
به ز روے تو مرا چشم و چراغی نبود

زبس طوفان اشک از گریه ام در چشم تر پیچید
نفس در دل کند تنگی و آهم در جگر پیچید

برآرد دود آهم سر اگر از سر بکن تعظیم
که بیخود عشق پیچان در بهاران سحر پیچید

رضا را با قضا در ده که بس امر محالست این
که از تدبیر دست نارسِ دست قدر پیچید

ازان گردد نیاز من بشارت هر زبان افزون
که صید تازه زیر دام بر خود بیشتر پیچید

کند صید بسی دلها چو صیاد مه حسنت
بقصد صید بگشاید سحر زلف کمر پیچید

ز هند و بوے کنعر آید اگر در هر نفس خود را
به آب زندگانی شوید و در مشک تر پیچید

ز اشکم چهره گلگون شد نماز شام را ترسم
که مخفی شعلهٔ آهم بناگه در سحر پیچید

نشتری کو تا که ریش سینه را مرهم نهد
شادی و غم را دمی روی بروی هم نهد

نیست کام دل میسر در رهِ آوارگی
شاد باشد هر که دل در حلقهٔ ماتم نهد

در گلستان تمنا هر سحر بر روے گل
از سرشکِ بلبلان باد صبا شبنم نهد

نالهٔ بی تاثیر گردد چون برون آید ز دل
گودی تا در هجوم درد لب برهم نهد

غزل

دفتر امید را گیرد چو مخفی در کنار
هر که بند صبر را بر پای دل محکم نهد

باز جمع اند بگرد تو پریشانی چند
لاف عشق تو زنند بی سر و سامانی چند

تا بکی شمع صفت گرمی بازار کنی
محو دیدار تو اند عاجز و حیرانی چند

بسکه در هجر تو لخت جگر از دیده فشاند
آورم تحفه بگلزار تو دامانی چند

تا ابجو ر تو نه دارند خدا را بگذر
باز دیگر ز سر جرم پشیمانی چند

رفت از دیدهٔ مخفی همه اطفال سرشک
راه کوی تو گرفتند پریشانی چند

خوشا آن دل که پابند سر زلف پریشان شد
چو غنچه دامنش پر خون چو گل چاکش گریبان شد

نکش ای دل ز دامان محبت دست همت را
که دست هر که کوته شد ازین دامان پشیمان شد

سر خود گوی میدان محبت کرده‌ام روزی
که حسن تو سوار اسپ و تار زلف چوگان شد

ز بس خون جگر در هجر تو از دیده می ریزد
بیا در کشتی چشم نشین جانان که طوفان شد

مگر دیدی بخواب امشب جمال دوست را مخفی
که هر کس دیدم امروزت تعجب کرد و حیران شد

دوش دود هوسم باز بسرم پر می شد
لب امید من از خون جگر تر می شد

باز سودای غم تازه جنون ساخته بود
نغمهٔ شوق تو تا صبح مکرر می شد

با غمت نالهٔ دل دست و گریبان شده بود
مشق سودای تو بر هر دو مظفر می شد

چون جرس مرغ دلم ناله پریشان می کرد
هر نفس دفتر انفاس من ابتر می شد

بسکه طفل آرزویم نوک خنجر می مکد
در گمان افتم که شاید شیر مادر می مکد

حرف شفقت بر زبان فکر هر کس بگذرد
از زبان شعله لذت چون سمندر می مکد

از لب شیرین جانان هر که شیرین لب کند
تا قیامت از لب خود شیر و شکر می مکد

در ره کوی محبت از ملامت خارهاست
ره نورد عشق نوش از نیش و نشتر می مکد

مخفیا گردد بدولت شهسوارے هم رکاب
کاب تیغ از دیده خوناب جوهر می مکد

دلے کز غم هراسد او مروت را نمی شاید
ندارد زخم دل هر کس شهادت را نمی شاید

بحشر هر کرا نبود ز تار زلف زنارے
بود بیگانهٔ دین و شفاعت را نمی شاید

نخواند هر که از عشقت سبق در مکتب معنی
امام عصر اگر باشد امامت را نمی شاید

بخون آغشته گر نبود کفن در خاک عاشق را
شهید اکبر ار باشد زیارت را نمی شاید

ره عشق است ای مخفی مجرد بایدت رفتن
که گر عیسی بود همره رفاقت را نمی شاید

بناکامی بغربت رو نهادم تا چه پیش آید
عنان دل بدست هجر دادم تا چه پیش آید

بسے گردم بتگاپوی و نبردم ره بمقصودے
بگرداب محبت اوفتادم تا چه پیش آید

خریدم درد عالم را به نقد زندگی آخر
متاع دل درین سودا نهادم تا چه پیش آید

شدم مجنون و سرگردان ز بخت واژگون آخر
درین وادی بجان نامرادم تا چه پیش آید

نشد گر تازه کام من بجام عافیت مخفی
بجام غم بسے بر لب نهادم تا چه پیش آید

هر که روے طلب از خاک درت برگیرد
خاک گردد به کفش گر گل زر گیرد

تا بحشر بود از بادهٔ شوقت بیهوش
هر که یک جرعه بیاد تو ز ساغر گیرد

سوزش سینه دلا از اثر آه مپرس
که بیک شعلهٔ آن کون و مکان در گیرد

خواهم از سوز فراق تو نویسم ترسم
کاتشے در سخن و نامه و دفتر گیرد

مخفیا نیست دگر تاب و توانائی غم
ولے گر چرخ ستم را بمن از سر گیرد

ز استغنا نگاهی گر ترا بر ما نمی افتد
نمی رنجم ہمارا سایہ چون ہر جا نمی افتد

خیال عشق از چشمم نمی آید از ان بیرون
کہ در عالم ز مجنون بجز دریا نمی افتد

چو از شست نگہ ناگہ کشائی ناوکِ نازی
درون سینۂ ما جو کہ دیگر جا نمی افتد

ز ہجران شد قد مخفی مثال حلقۂ قوسی
ولی از قوت شوقت ہنوز از پا نمی افتد

ترا ہر گرہ از طرۂ طرار بکشاید
دل با د صبا را عقدہا از کار بکشاید

نمی دانم چہ سحر سامری دارد سر زلفت
کہ گر بندد برہمن رشتۂ زنار بکشاید

بہار از خود چہ می نازی کہ خون چشم فرہاد است
کہ گل با داغ دل در دامن کہسار بکشاید

نہد بر پاے افغانم سر تسلیم را بلبل
ز درد عشق اگر مرغ دلم منقار بکشاید

تو و گلزار اے بلبل کہ مستان محبت را
گل مقصود از لعل لب دلدار بکشاید

ز لوحِ دل فرو شوید حدیث عشق را مخفی
کسے کو نامۂ درد ترا یکبار بکشاید

تا بگلزار جہان آن گل رعنا سر زد
رونق عشق فزون گشت و تمنا سر زد

در عدم روز ازل طنطنۂ حسن تو بود
کہ بمیدان جہان اینہمہ غوغا سر زد

جلوۂ حسن تو بر دامن کہسار گذشت
آب و آتش ز دل سینۂ خارا سر زد

ز ہمین در کفِ موسیٰ بود اعجازِ عصا
صد چو اعجاز عصا زان ید بیضا سر زد

پرتو حسن ترا دید چو خورشید از دور
بر در و بام برآمد بہ تماشا سر زد

غنچہ سان تا لب میگون تو خندان گردید
لعل از سنگ و ز یم لولوی لالا سر زد

تا تو گردی بچمن نغمہ سرائی مخفی
نرگس و سنبل تر از دل غبرا سر زد

شب مرا زہر غمت در استخوان جا کردہ بود
درد واے درد من کار مسیحا کردہ بود

ہمچو پروانہ دلم بر گرد فانوس خیال
تا سحر می گشت دیدارت تمنا کردہ بود

از محبت دور باشد در طریق عاشقی — آن ستمهاے که یوسف با زلیخا کرده بود
در سر کوے ملامت راه ساطی کرده ام — دشت پیمائی همین مجنون نه تنها کرده بود

دوش شد همبزم من آن نازنین مخفی ولے
فتنه هاے تازه را از ناز برپا کرده بود

تا چشم تو فتنهٔ جهان شد — تیغ ستم تو جانستان شد
شد سینهٔ عاشقان نشانه — تیر نگهت چو در کمان شد
جان گشت اسیر شحنهٔ عشق — دل بند کمند مهوشان شد
بشگفت ترا چو غنچهٔ لب — مرغ دل و روح در فغان شد
بے روے تو نوبهار ایام — در دیدهٔ آرزو خزان شد
از بسکه ز هجر ناله کردم — هر موے مرا سر زبان شد

گفتی که ز غم بمیر مخفی
المنة لله آنچنان شد

گردت چو بروے ما نشیند — آتش بدل صبا نشیند
تیرے که ز شست چرخ آید — در دیدهٔ بخت ما نشیند
خارے که بدشت دهر روید — در پاے امید ما نشیند
هر دل که بدرد آشنا شد — حیف است ز غم جدا نشیند

مخفی چو دلے اسیر غم شد
آزاد دگر کجا نشیند

بسینه گر غمت را جا نباشد — بعالم همچو من تنها نباشد
چراغ زندگانی از تو روشن — چنین شمعے بمحفلها نباشد
بیا در چشم من چون نور جا کن — که بے تو مردمک را جا نباشد
بدرد عشق اے شوخ جهانسوز — کسے را عقل پا برجا نباشد

زبس نالم ز درد هجر مخفی
چو من مرغی بگلشن‌ها نباشد

گر سحر بوی از آن زلف دوتا برخیزد — دل عشاق چو بلبل به نوا برخیزد
هر که در حلقهٔ دام سر زلف تو فتاد — تا قیامت نتواند که زجا برخیزد
گر بر آنی نه روم از سر کویت هرگز — هر که بنشست بمقصود چرا برخیزد
رفت اگر دیده چو یعقوبؑ دل از پا ننشین — بو که یکبار دگر باد صبا برخیزد

خرمن انجم و افلاک بسوزد مخفی
آه سردی که نهان از دل ما برخیزد

هر که از عشق راز می گوید — حرف سوز و گداز می گوید
نالهٔ زار عندلیب چمن — از اداهای ناز می گوید
شرح شوق تو میکند تقریر — هرچه در پردهٔ ساز می گوید
جذبهٔ عشق با دل محمود — شرح زلف ایاز می گوید
دام زلفت نهان بمرغ دلم — قصهٔ کبک باز می گوید

مخفیا راز عاشقان باشد
هرچه بانگ نماز می گوید

بیا بیا که مرا تاب انتظار نماند — عنان دل ز کفم رفت و اختیار نماند
نشست ناوک بیداد بر دلم چندان — که چشم اهل قلم را سر شمار نماند
صبا بیا بتماشا که در حدیقهٔ ما — ز باد حادثه اش غنچهٔ و بهار نماند
فشاند خون دلم آنقدر که اندر خاک — که باغ عیش مرا حاجت بهار نماند
ولا ز گردش ایام بیقراری چیست — چو دور خسرو و شیرین بیک قرار نماند

ز گلستان محبت نشان مجو مخفی
که غیر داغ دل و سینهٔ فگار نماند

بیا که بی گل رویت بدیده آب نماند ز سوز آتش هجرت بسینه تاب نماند

ز بسکه خون جگر خوردم از پیالهٔ چشم به بزم عافیتم لذت شراب نماند

صبا ز زلف تو بوی بصحن باغ آورد ز شوق روی تو یک غنچه در نقاب نماند

نشست بر گل روی تو چون عرق ز حیا بریخت رنگ گل و رونق گلاب نماند

بیا بیا که ز بیداد هجر مخفی را
بسینه طاقت صبر و بدیده خواب نماند

یاد بلای که گلش حلقهٔ ماتم باشد نخل امید ز خون مژه خرم باشد

لب چیان در بغل خنده گشایم که مدام رونق کار من از اشک دمادم باشد

نروم از پی درمان و بمیرم ز الم گر دوا بخشش مرا عیسی مریم باشد

رنج بیهوده چو بلبل مکش ای دل هرگز بهر آن گل که در آن بوی وفا کم باشد

نه کشد منت پژمردگی از غم مخفی
هر کرا چشم تر از اشک چو شبنم باشد

ز قانون طرب امشب مرا صوتی بگوش آمد که از تاثیر آن مرغ دل من در خروش آمد

نشد ساقی میسر باده گلگون به آسانی ز بس خون جگر خوردم که این آتش بجوش آمد

ازان افتاد در گلشن ز مستی بیخبر نرگس که باد صبحدم امشب ز کوی می فروش آمد

فگنده به بود آن سر که از سودا بود خالی سر بی عشق نزد ما سراسر بار دوش آمد

ز جام غم چنان مستم که هر کس بیندم گوید
عجب دیوانه مخفی بکوی میفروش آمد

مرا اندوه و غم هر دم فزون از بیش میگردد زمانه بی سبب بر نه بساط خویش میگردد

بسینه آتشی دارم که گر نبض مرا بیند طبیب مهربان را دست حکمت ریش میگردد

مکن آزار من ناصح که مجروح محبت را ز کاوشهای هر ساعت جراحت بیش میگردد

فلک را با وجود اینقدر سامان خود آرائی اگر یکدم نگردد در بدر درویش میگردد

ندانم بعد ازین مخفی چه آرد بر سرم طالع
که اکنون نوش بر عکس مرادم نیش میگردد

در بزم دردمندان ذوق طرب نباشد
لذت شناس محنت راحت طلب نباشد

باید نهاد اول داغ غلامی عشق
هر ناصیه که آنجا اصل و نسب نباشد

خورشید عشق هر جا یکبار جلوه گر شد
تا روز حشر آنجا تاثیر شب نباشد

لب تشنه تا کی ای خضر سرگشتهٔ بیابان
آب حیات بهتر ز آب عنب نباشد

در راه عشق مخفی مجنون صفت قدم نه
کانجا مقام عشق است جای ادب نباشد

ناوک ناز تو گر بر جگر ریش رسد
جان غمدیده بمقصود دل خویش رسد

گر شود قسمت محنت ز دبیران فلک
کوکب بخت مرا از همه کس بیش رسد

شکوه ام نیست ز بیگانه که بر جان و دلم
هر جفائی که رسد از طرف خویش رسد

طی کنی گر همه عالم ز پی حشمت و جاه
نیست ممکن که ز مقسوم ازل بیش رسد

رو نتابم بخدا از در غم گر همه عمر
جگر ریش مرا کام دل از نیش رسد

گر کند کلک قضا قسمت روزی از تو
حصه خونناب جگر باز بدرویش رسد

بهر روزی مکن اندیشه که مخفی آخر
رزق مقسوم رسد گرچه پس و پیش رسد

گر بگلشن بوی آن زلف پریشان بگذرد
گل شود شرمنده و بلبل ز بستان بگذرد

هر که بیند شمع روی و سنبل زلف ترا
واله و شیدا شود از کفر و ایمان بگذرد

بسکه در هجر تو گریم زار چون ابر بهار
جای اشکم خون دل از جیب و دامان بگذرد

بیم رسوائی عشق این عار از دل هستی
هر که صید عشق شد باید که از جان بگذرد

مخفیا آه و فغانت چیست چندین لب ببند
حیف باشد ناله کز چاک گریبان بگذرد

مرا از گلشن وصل تو هر گه یاد می آید
دلم بلبل صفت در ناله و فریاد می آید

محبت چون زند بر دل شود احوال دل غافل
سر قصد صید دارد هر کجا صیاد می آید

ز شستِ غمزهٔ جانان اگر تیرے بروں آید
باستقبال جان دادن اجل چون باد می آید

نه پنداری که بعد مرگ خاموشم بیا بشنو
که از سنگ مزارم ناله و فریاد می آید

ز دامانِ شکیبائی شکستم پاے تحمل را
که مخفی بر سرم سلطان عدل و داد می آید

مرا بے تو نظر هر گه که بر گلزار می افتد
بدل آتش بسر سوده بدیده خار می افتد

بدین خوبی و زیبائی تو گر در چمن آئی
بپابوس تو گل چون بیخود و سرشار می افتد

نه گل باشد که می ریزد بصحن گلشن از گلبن
بود خون دل بلبل که از منقار می افتد

شود آزرده گر افتد گره در رشتهٔ کارت
چو راهب را گره در رشتهٔ زنار می افتد

دل مردے بدست آور اگر مرد رهی مخفی
که دلها را بدلها در حقیقت کار می افتد

تا مرا زنجیر در پاے دل دیوانه شد
دوست شد دشمن مرا و آشنا بیگانه شد

بسکه با ما کرد بیدادے جفاے روزگار
قصهٔ فرهاد و شیرین سر بسر افسانه شد

همچو مجنون کار ما آخر برسوائی کشید
عاقبت ما را وطن در گوشهٔ ویرانه شد

جانفشانی کرد پروانه که بار خسار شمع
شمع را هم عاقبت جانِ در سرِ پروانه شد

از خمار آلودگی مخفی نمے آید برون
سر که از روز ازل در دی کش پیمانه شد

ببوے دل شدگان گر ترا گذر افتد
بداغهاے کهن آتش دگر افتد

ز بسکه آتش شوق تو در نظر دارم
بجاے اشک مرا شعله در نظر افتد

ز بسکه از غم ایام خون دل خوردم
ز نوک هر مژه ام لخته از جگر افتد

من آن سمندر عشقم که گر بر آرم آه
ز سوز سینهٔ من شعله در سحر افتد

هزار ناله برآید ز تربت مخفی
نسیم کوی ترا گر بران گذر افتد

آنانکه بغیر از تو بهم خانه نسازند
با هیچکس از محرم و بیگانه نسازند

مجنون صفتان جز ره وادی نشناسند
در دهر بجز گوشهٔ ویرانه نسازند

ناصح ره خود گیر که مستان محبت
بیگانهٔ عقل اند بفرزانه نسازند

دست من و دامان کلالان به قیامت
گر خاک مرا ساغر و پیمانه نسازند

در عشق تو آتش بجگر زد دل مخفی
عشاق تو با شعله چو پروانه نسازند

معشوق اگر ز خوبی اندازه کم نمی کرد
صحاف عشق هرگز شیرازه کم نمی کرد

ساقی اگر بدادی ساغر بدست مستان
یکدل درین تمنا خمیازه کم نمی کرد

لیلی اگر نبودی خواهان وصل مجنون
راه حرم بوادی جمازه کم نمی کرد

رفتی ز سینه بیرون مرغ دلم شب هجر
اگر در هوای وصلت دروازه کم نمی کرد

نادان اگر نبودی در ملک هند مخفی
اجزای عمر خود را شیرازه کم نمی کرد

امید وصل اگر باشد ز غم دلریش کے ماند
گدا چون آشنا گردد بشهر درویش کے ماند

کسے کو شد گرفتار سر زلف پریشانی
دگر آن را چو مجنون فکر کار خویش کے ماند

جنون هر جا سخن راند ز سودای سر زلفے
مجال گفتگوی عقل دوراندیش کے ماند

تو خواهی سودهٔ الماس ریز و خواه مرهم نه
جراحت چون شود ناسور بیم از ریش کے ماند

کسے کز دست غم هر دم ز خون دل کشد جامے
چو مخفی هم قفس با عقل دوراندیش کے ماند

چه کنی تو قصد ملکے که بتاختن نیرزد
چه شوی تو گرم وادی که بشناختن نیرزد

بکن آشنائی اے دل بکسے که نزد دانا
دو سه روز آشنائی بشناختن نیرزد

شود از جهان مسخر چو سکندرم سراسر
نتهم بنای قصری که بساختن نیرزد

شوم ار چو شمع روشن به بساط زندگانی
بجز آنکه روشنائی بگداختن نیرزد

همه گوش شو تو مخفی ز من این ترانه بشنو
که بغیر ساز سینه بنواختن نیرزد

خیال گلشن وصلت چسانم در نظر آید
سر از گریه در اشکم ز خوناب جگر آید

سراپا شادیم هر شب بهر گلشن سراسیمه
که شاید بوی وصلت از دم باد سحر آید

ندارم آرزو جز این که بینم یک رهی دیگر
مرا دست هوس با تو در آغوش کمر آید

نظر بر ره چو یعقوبم گرفته دامن صحرا
که شاید نشئهٔ بوسی ز ره بار دگر آید

گل پژمرده مخفی شو ز رونق ده گلشن
نسیم وصل جانان گر مرا از رهگذر آید

من و آن جام استغنا که در کوثر نمی‌گنجد
من و آن بادهٔ عشقی که در ساغر نمی‌گنجد

مکن بیهوده آزارم نصیحت گو چه میدانی
که آب دیدهٔ عاشق به بحر و بر نمی‌گنجد

به پیش آن قد موزون نه من تنها شدم مجنون
ز عشقش شعلهٔ در سینهٔ آذر نمی‌گنجد

نه از دنیا خبر دارم نه بر روی کسی دارم
دلی دارم سراسر غم غم دیگر نمی‌گنجد

بهم در هر نفس داغی از آن بر دست دل مخفی
که سودای جنون دیگر مرا در سر نمی‌گنجد

مرا بی گلشن رویت گل و گلشن چه کار آید
بر از گلشن بود گلخن اگر بوی ز یار آید

فروغ دولت دنیا دو روزی بیشتر نبود
شراب شام را آخر ز پی صبح خمار آید

غنیمت دان تو صحبت را که بعد از ما درین گلشن
بسی گلها شود خندان بسی فصل بهار آید

اگر نه مجنونم چرا ذوق جنونم داده اند
در محبت گریه چون از حد فزونم داده اند

گر نه افزون است عشق من ز فرهاد از چه رو
صد هزاران کوه غم چون بیستونم داده اند

نیست تسکین دلم را بے نوائے بلبلے
تشنۂ آسودگی از راہ غنونم دادہ اند

الفت ہمخانگی غم را بمن امروز نیست
آن سیہ بختم کہ جائے شیر خونم دادہ اند

شکوہ از بیگانگان و آشنایان چون کنم
مصحفیا روز ازل بخت زبونم دادہ اند

گرفتارے کہ منزل با نگارے متصل دارد
دل اسلوب محبت صد چو مجنون را خجل دارد

بدام سامری ہرگز نہ گردد صید صیادے
کسے کاندر سر زلف نگارے سرح دل دارد

ہوائے خوش گل و گلشن بما ہم باد ارزانی
گر این ویرانۂ ما ہم ہوائے معتدل دارد

ز نخل آرزو مصحفی امید ثمرہ باشد
نہال زندگی تا ریشہ اندر آب و گل دارد

نشئہ بادۂ عشقم ز دل آسان نرود
بلکہ این نشئہ ز دل تا بودم جان نرود

فکر سودائے تو از سر بجفائے نشود
جوہر تیغ بسائیدن سوہان نرود

از پریشانی دل جمع نگردد ہرگز
ہر کہ در سلسلۂ عشق پریشان نرود

از دل غمزدہ جز نالہ تراوش نکند
اشک بیواسطۂ از دیدۂ گریان نرود

غنچۂ گلشن یعقوبؑ نگردد خندان
تا نسیم سحر از مصر بکنعان نرود

خط کہ افتادہ پئے حسن تو دارد غرضے
خضر بیہودہ پئے چشمۂ حیوان نرود

می برد سیل سرشکم بہ بیابان مصحفی
ورنہ کس بے سببی سوئے بیابان نرود

چند نخل آرزو ویم خار غم بار آورد
تا بکے این گلستانم جائے گل خار آورد

ہمچو یوسفؑ مرد و بدیوارم درین زندان غم
غمگساری کو کہ بامن رو بدیوار آورد

نالہ کے خیزد بغیر از نشئہ روز ازل
زخمۂ مضراب قانون را بگفتار آورد

بسکہ کردم نالہ امشب زخم دل ناسور شد
کو مسیحا تا دوائے درد بیمار آورد

در ازل تقدیر یوسفؑ با زلیخا رفتہ بود
ورنہ شاہے را گدائے کے ببازار آورد

وادی آوارگی مصحفی گلستان میکنم
بسکه خوناب جگر چشم گهر بار آورد

شد بهار و غنچهٔ از گلبن ما سر نزد
بلبلے جز مرغ دل در گلشن ما پر نزد

پیش اهل دانش و بینش چو نابینا بود
هر که بر چشم تمنائے طلب نشتر نزد

اشک حسرت ریختم چندانکه در باغ اُمید
غیر خار غم گیاہے زین گلستان سر نزد

گشت در زندان غم چشم اُمید من سفید
هیچ دست آشنائی حلقهٔ بر در نزد

مصحفیا در روز محشر بے نصیب از کوثر است
آنکه دست دوستی بر دامن حیدر نزد

جذبهٔ خواهم که بر قلب پریشانم زند
آتشے در پنبهٔ داغ دل و جانم زند

سینه بالا مال درد و دیده لبریز اشک
کو جنونی تا که دستی بر گریبانم زند

رو بهر وادی که آرم در ره آوارگی
از قضا اندیشهٔ دستی بدامانم زند

کشتی عمرم رود در موجهٔ دریاے خون
ناخدائی کو که دم از موج طوفانم زند

وه چه خوش باشد که برق تیشهٔ فرهاد عشق
آتشے در خان و مان کفر و ایمانم زند

جان فدائے نرگس مستانهٔ کز روے ناز
بر جگر از یک نگه صد زخم پیکانم زند

هر زمان مصحفی خدنگ غمزهٔ طناز من
در درون سینه بر دل زخم پنهانم زند

کسے که آتش عشق تو اختیار کند
سزد که خانهٔ در سینه چنار کند

بباغ رفتن و گل چیدن از مروت نیست
مرا که دیدهٔ گل اشک در کنار کند

بیا دگلشن رویت بسان مرغ چمن
درون سینه دلم نالهاے زار کند

بجاے غنچه برآرد سر از زمین پیکان
بهر زمین که خدنگ غمت شکار کند

تو باحیا و نگه بے حیا ازان ترسم
که صحبت تو با و بےحیا برآر کند

زبان حوصله باد ابریده آنکس را
که پیش غیر شکایت ز روزگار کند

گذشت آنکه نگاهم ز رشک اشکم را
بسان قطرهٔ سیماب بیقرار کند
تو میروی و بهمراهی تو می خواهد
که نور مردمک از دیده ام فرار کند
هزار ناله مرا در دل است می ترسم
که ناله ز میان در دل تو کار کند

غلام حلقه بگوش تو گشت تا مخفی
بکائنات ازین فخر افتخار کند

مشق سودای جنونم باز دامنگیر شد
رشتهٔ دانائیم در پای دل زنجیر شد
قطرهٔ خون بود دل در سینه آهنم آب شد
همت یاران که دل را کار از تدبیر شد
بس بحیرانی نهادم روی بر دیوار غم
پیکر من ثانی آئینهٔ رخ تصویر شد
مژده ده باد صبا از ما بار باب نشاط
کز سرشک ما زمین هند چون کشمیر شد
شد چنان کوتاه عمر عافیت در دور ما
کز فراق دیدن روی جوانی پیر شد
شب گرو بودم بافغان از دل تنگ جرس
هر که پهلویم نشست از ناله ام دلگیر شد

مخفی امید رهائی تا بروز حشر نیست
خاک غربت هر کرا در هند دامنگیر شد

زخون دل جگر را وام کردند
شراب عشق آنرا نام کردند
دل و جان سگداز آتش عشق
هوسناکان خیال خام کردند
خمار آلودگان بادهٔ عشق
بجای باده خون در جام کردند
بقصد صید دلها نازنینان
سر زلف پریشان دام کردند
حلاوت دیدگان شربت عشق
ز زهر ناب شیرین کام کردند
محبت چاک زد دامان یوسف
زلیخا را عبث بدنام کردند
کسانی را رسد لاف محبت
که جان تسلیم یک ابرام کردند
سرشک دیده را با آتش دل
مرکب گرده هجران نام کردند
دگر مخفی چه ننگ و نام است
حریفان چون ترا بدنام کردند

دوش بر یادِ تو مارا صحبت مستانه بود — پُر زخونِ دیده و دل ساغر و پیمانه بود
عشق هر جا شمع اسرار محبت بر فروخت — قصهٔ لیلی و مجنون پیش آن افسانه بود
از ملامت شهرهٔ آفاق شد مجنون عشق — سنگ طفلان رونق بازار آن دیوانه بود
حیرتے دارم که حرف عشق مجنون را که گفت — در حریم خاص لیلی کاشنا بیگانه بود
شب بامید خیالت خانهٔ خلوت داشتم — شمع بزم آرائے من بال و پر پروانه بود

جائے حیرت نیست گر ریزد ز دل نقد سخن
گنج قارون سالها مخفی درین ویرانه بود

کس حسن چو یار ما نه دارد — زلفے چو نگار ما نه دارد
آئینهٔ ما ز عیب پاک ست — دست آئینه دار ما ندارد
پژمرده گلش ز خاک روید — ابرے که بهار ما ندارد
بے نور بود گو آفتاب ست — چشمے که غبار ما ندارد
ما نور دو چشم آفتابیم — خورشید عیار ما ندارد
قاصد که بنامه می کند فخر — مکتوبِ دیار ما ندارد
ما بلبل باغ آرزوئیم — این باغ بهار ما ندارد
رنگ از اثر حیا نگیرد — دستے که نگار ما ندارد
تا آب کنیم زهرهٔ شیر — این بیشه شکار ما ندارد
چون غنچه گل شگفته باشد — هر دل که غبار ما ندارد
خوبان ز نظارهٔ برنجند — این ضابطه یار ما ندارد
در کشور حسن اعتبارے — جز نقش و نگار ما ندارد
در باغ بهشت عندلیبے — صوتے چو هزار ما ندارد
با اینهمه زور رستم زال — دستے چو چنار ما ندارد
خاموش ز گفتگوے صفی — طالع سروکار ما ندارد

غم طاقت یار ما ندارد	عیش تو بکار ما ندارد
زاهد بنشین که لیلة القدر	نورِ شب تار ما ندارد
مائیم و کاسهٔ گدائی	گر شاه بکار ما ندارد
ششدر شدهٔ زمانه مائیم	کس تاب قرار ما ندارد
ما بیهده گوی و جنگجوئیم	دوران سر کار ما ندارد
در بانگ جرس اثر ندارد	چون نالهٔ زار ما ندارد
بس شعلهٔ آه ما چراغی	گر لوح مزار ما ندارد
شب بوس و کنار ما کند اشک	کس بوس و کنار ما ندارد
در راه وفا ز جا نجنبد	هر پای که خار ما ندارد
بس مرغ دلم بسینه نالان	گر نالهٔ هزار ما ندارد
دردِ سر بی دماغی آرد	هر می که خمار ما ندارد
دل داده بچیز لیک انصاف	افسوس که یار ما ندارد

مخفی من و گوشهٔ قناعت
چون بخت بکارِ ما ندارد

دوش آبی بر رخ زردم ز چشم تر زدند	از گل گلزار عشقم دسته بر سر زدند
زاول شب دیده و دل با خیال روی دوست	تا طلوع صبح از خون جگر ساغر زدند
مردم از لب تشنگی و تر نکردم کام و لب	جام استغنای من بردند و در کوثر زدند
تا بخوانم خطبهٔ عشق ترا پنهان ز خلق	در درون کعبهٔ دل بهر من منبر زدند
هر که چون مجنون بوادی محبت پا نهاد	بر سر خار مغیلان بهر آن نشتر زدند
بر دل ما در درون سینه از مژگان ناز	نازنینان ناوکی بر ناوکِ دیگر زدند
تا نگردد واقف راز محبت هیچ کس	شبروان زنجیر بر پای دل رهبر زدند
از در دیر و حرم از بسکه حاجت خواستم	قرعهٔ کارم بعکس مومن و کافر زدند

از درون کعبهٔ مقصود نشنیده جواب
در دمندان محبت حلقه‌ها بر در زدند

بسکه می‌نالد دلم در سینه از اهل ستم
داد من دادند و بر اعدای من خنجر زدند

از فروغ پرتو روی پریزادان حسن
آتش بیطاقتی در سینهٔ آذر زدند

کوچ کن مصحفی ازین وادی که ارباب همم
خیمهٔ وارستگی در وادی دیگر زدند

ردیف الراء المهمله

ای دل بیا دخانهٔ عمرت خراب گیر
بر یاد رفتگان دو سه جام شراب گیر

فرصت شمر غنیمت و دریاب فیض صبح
گلچین بزم بلبل و بلبل بخواب گیر

تا کی برای دانهٔ عیشی اسیر دام
این مرغ دل بر آتش حسرت کباب گیر

هر دولتی که چهره نماید حباب دان
هر محنتی که روی دهد موج آب گیر

بر کار و بار هیچکس انگشت رو منه
هر ذره که هست سه و آفتاب گیر

از گردش زمانه و گردون مشو ملول
این گشت زار تخم ندامت سراب گیر

بر روی خویش محنت ایام در مبند
هر مشکلی که رو بدهد فتح باب گیر

هر پرده که از رخ مقصود بر فتد
بر چهرهٔ مراد خود آنرا نقاب گیر

مصحفی بیا بعرصهٔ دیوان ملک هند
مردانه هر سوال که داری جواب گیر

ای زعشقت هر دمم در دل تمنای دگر
وی زشورت در سرم هر لحظه سودای دگر

بیزارم از فرزانگی مجنونم و خواهم ز دل
باشد بهر بازار غم هر روز غوغای دگر

بینم مه حسن ترا گر صفی المثل در آئینه
باید درون چشم من صد چشم بینای دگر

مصحفی بعشم تا کی توان بردن بسر در ملک هند
عمر عزیز از دست رفت اینجا نشد جای دگر

ای نرگس مست ترا در هر نفس نازی دگر ‌ ‌ وی طرهٔ زلف ترا با حسن تو رازی دگر

آسان نباشد عاشقی ای دل ترا قانون صفت ‌ ‌ باید بتار هر رگی آهنگ و آوازی دگر

ناصح مکن آزار من پنهان نماند عاشقی ‌ ‌ آید برون در هر نفس از دیده غمازی دگر

از شوق گلزار رخت باشد بر افغان چمن ‌ ‌ هر لحظه مرغ روح را در سینه پروازی دگر

مخفی چه بیم از حسرت هردم چو در زندان غم
داری ز هجر دوستان انجام و آغازی دگر

گر طالب شوقی سر زنجیر ستم گیر ‌ ‌ مجنون جنون باش و ره وادی غم گیر

خواهی که غباری بدلت راه نیابد ‌ ‌ منت مکش از شادی و جام از کف غم گیر

صبح طرب و شام غم دهر مساوی ست ‌ ‌ برخاسته چون آتش و بنشسته چو نم گیر

بر هر ورق دفتر مقصود قلم کش ‌ ‌ اوراق تمنا همه افتاده ز هم گیر

چون باد مرو بر در هر ناکس و هر کس ‌ ‌ گر مرد رهی شیوهٔ ارباب همم گیر

چون دست در آغوش خزان ست چمن را ‌ ‌ در گوشهٔ ویرانهٔ خود باغ ارم گیر

در بزم طرب بوالهوسان راهزنان اند
مخفی به الم خو کن و دامان الم گیر

محرمی در بزم جانان خویش را بیگانه گیر ‌ ‌ دست دل بردار آنگه دامن جانانه گیر

بهر آب تلخ ساقی منت ساغر مکش ‌ ‌ پر ز آب دیده کن جامی و چون پیمانه گیر

عمر شد صرف بت و بتخانه ای هندی نژاد ‌ ‌ از برای امتحان یک روزه راه خانه گیر

شمع دل را بر فروز و سر بباغ گریه کن ‌ ‌ ناله و سوز جگر را بلبل و پروانه گیر

در ره دانش اگر داری جوی فرزانگی ‌ ‌ خویش را بیگانه دان فرزانه را دیوانه گیر

گشته‌ای چون صید صیاد اجل ای بیخبر ‌ ‌ عالمی را در میان دام آب و دانه گیر

فکر آبادی درین ویرانه مخفی تا بکی
این کهن ویرانه را آخر تو هم ویرانه گیر

رہ نوردِ عشق را با کوہ و با ہامون چہ کار
عاشق سرگشتہ را با گردش گردون چہ کار

چو دراے کار وان عشق مینالیم زار
بلبل باغ طرب را با دل پر خون چہ کار

دل جدا می نالد از غم دیدہ می گرید جدا
مردمان خانہ را با مردم بیرون چہ کار

چہرہ دام ز آشفتگی گر نیست گلگون باک نیست
مردم آشفتہ را با چہرۂ گلگون چہ کار

عاشق دیوانہ ام بیگانہ افسون و پند
سامری دیوانہ را با نشرہ افیون چہ کار

گر عتاب و گہ خطاب و گہ تغافل کردن است
ناز لیلی را با آزار دلِ مجنون چہ کار

منکہ مخفی روز و شب مثل قمر در عقربم
طالع نحس مرا با طالع میمون چہ کار

دریغ درد و لم چشم اشکبار دگر
کہ داد خویش ستانم ز گریہ بار دگر

بہار عمر گذشتہ چو نونہال چمن
مرا ہمیشہ بود چشم پر بہار دگر

بروزگار دلا ہیچو دیدہ اُلفت گیر
کہ فصل عاقبت آید بروزگار دگر

نہ یار خویش بود آن نہ یار بیگانہ
کہ پیش یار شکایت کند ز یار دگر

ہزار شیشہ تہی کرد از ہوس مخفی
ہنوز در دل من ہست خار خار دگر

اے دل بیا دقصر امیدت خراب گیر
دست شراب ہر دو جہان را بر آب گیر

ساقی چو بزم بادہ کشان را خمار نیست
پر کن ز آب شیشہ و پر از شراب گیر

چون در قفاے پرتو ہر نور ظلمت است
دنبال خویش سایہ پر آفتاب گیر

ہر شبنمے کہ سبز نشین شد بہار وان
ہر گل دماغ تازہ نماید گلاب گیر

بنیاد ہستیت چو نسیمے کند خراب
نقش وجود خویش چو موج بر آب گیر

اے بیخبر ز وعدۂ فردا غنیمت است
امروز را تو وعدہ کہ روز حساب گیر

فصل بہار و بادہ و مخفی شگفتہ طبع
مطرب بحکم شرع محبت رباب گیر

می گشاییم هر نفس از صبر پیوندے دگر
بر شکیبائی تغافل میزنم چندے دگر

من اگر دیوانه گشتم حاجت زنجیر نیست
هر زمان عقلم نهد بر پاے من بندے دگر

تا قیامت گر نیاید سوے کنعان بوی مصر
جاے یوسف را نگیرد هیچ فرزندے دگر

خواه خونم را بریز و خواه جرمم را ببخش
کافرم گر باشدم جز تو خداوندے دگر

تو بہ مخفی نداری باور اے ظاهر شناس
میخورد اینک بخاک پات سوگندے دگر

دیوانهٔ عشقی سفر شام و سحر گیر
از دائرهٔ عقل برون راه دگر گیر

پابوس ره وادی عشق آبلهٔ پاست
فهمیده قدم در ره این مرحله در گیر

بے نیش الم لذتے از نوش نیابی
بر بستر غم پا نه و مقصود به بر گیر

زان پیش که آید بتو آن دور مسلسل
پیمانهٔ خود پر شده از خون جگر گیر

تا دامن لیلی ارادت بکف آری
مجنون صفت از هستی خود قطع نظر گیر

اجزاے وجودت به نسیم است پریشان
اسباب تعلق همه میراث پدر گیر

اقبال چو موقوف هنر نیست چو مخفی
دست طلب خویش در آغوش کمر گیر

میدهم رخش جنون را بار جولانے دگر
می زنم گوے محبت را بچوگانے دگر

بسکه غالب شد جنون بر من بزیر پیرهن
دست شوقم چاک میسازد گریبانے دگر

جان فدایش کردم و از دل تمنایش نرفت
وه چه خوش بودے اگر بودے مرا جانے دگر

تا خجل شد آدم از عصیان خود بر روے ما
داغ خجلت می نهد هر روز عصیانے دگر

عاشقم عاشق بسان سایه از دنبال خویش
پر کنم از سنگ در هر کوے دامانے دگر

بر نیاوردم برون سر از حروف سر نوشت
سالها هر روز بودم در دبستانے دگر

همعنانے گو که گرداند عنان اختیار
از کف صاحب عنانان سوے میدانے دگر

صد فلاطون عاجز آید در دواے درد هجر
جز شکیبائی ندارد هیچ درمانے دگر

قطع باد ادست مصحفی جز نمکدان لبت
گر زند انگشت خود را بر نمکدانے دگر

اے منور از رخت ہر روز ایوانے دگر
وے جمالت ہر شبے شمع شبستانے دگر

صبح صادق را نماز شام از ایوان حسن
بر ہلال ابروت خورشید تابانے دگر

ناقہ گر گم کردہ راہِ کعبہ لیلی را چہ غم
کعبۂ دل را بود رہبر بیابانے دگر

پنجہ زد دست تمنا باز در زنجیر زلف
دل گرو کردم بہ پیش نامسلمانے دگر

آتش نمرودیان را لا احب الآفلین
بر خلیل اللہ کند ہر دم گلستانے دگر

ناخدا گر نوح و گر خضر ست در دریاے عشق
پیچ پیچش ہر موج باشد موج طوفانے دگر

لخت دل از بس گرہ گیرد بر مژگان من
بر سر ہر خار دارم رشک بستانے دگر

معجز پیغمبر حسن ست کہ ایمان آورد
در خم ہر تار زلفت کافرستانے دگر

کہنہ شد عہدے کہ بستم با غم جانان نخست
گو دلے تا نو کنم امروز پیمانے دگر

تا نشان از مصر ہستی ہست اخوانِ حسد
در چہ اندازیم ہر دم ماہ کنعانے دگر

بر دلم مصحفی سبک شد بار غم از آہ سرد
کاش مے بودے مرا آہ پریشانے دگر

اے مہِ حسن ترا طرۂ شامے دگر
وے مے عشق ترا ساغر و جامے دگر

خلق جہان را نظر بر در و بام فلک
حسن ترا جلوہ گاہ بر در و بامے دگر

قبلۂ اہل نظر طاق دو ابروے تست
نیست بدیر و حرم جز تو امامے دگر

نام ترا تا دلم ورد زبان کردہ است
نگذرد م بر زبان حرف ز نامے دگر

بر سر دریاے اشک از پے صید نگہ
چشمۂ ہر موجہ ایست حلقۂ دامے دگر

نیست اگر بیخبر از خود و از غیر چیست
شیفتۂ عشق را طرز کلامے دگر

گام طلب نیستم زانکہ نہان در طلب
در پے ہر گام ماست تلخی کامے دگر

رو بعدم دارم و با تو مرا آرزوست
در سفر واپسین یک دو سہ گامے دگر

مخفی اگر نیستی بوالہوس راہ عشق
از سر خامی مرو در پے خامے دگر

ردیف الزاء المعجمہ

روے بنما و جہان را بر دل ماتنگ ساز ‏ ‏ در محبت دیدہ و دل را بہم یکرنگ ساز
چرخ گر چیزے کند از جملۂ احسان شمار ‏ ‏ بخت اگر نامت برد دستور نام و ننگ ساز
رہ نورد وادی عشقے مجرد از دو کون ‏ ‏ نالہ را مثل جرس در راہ پیش آہنگ ساز
مفلس و منعم زجان فرمان بر حکم تو اند ‏ ‏ بادشاہ ملک حسنی تکیہ بر اورنگ ساز
جز حریم کعبۂ دل ہیچ جا جائے تو نیست ‏ ‏ خانۂ ابراہیم خواہ از خشت خواہ از سنگ ساز
از ادب دورست گفتن با تو از بیداد نیست ‏ ‏ گفتہ شد با بخت خود کائینہ را از زنگ ساز
بخت دشمن روزگارم مدعی مردانہ دل ‏ ‏ بر تن از داغ شکیبائی لباس جنگ ساز
منکہ بگذشتم زجان خود رگ جان مرا ‏ ‏ خواہ گردون رشتہ گردان خواہ تار چنگ ساز
مجتہدی در لغت از روے انصاف اے خرد ‏ ‏ ابجد عشق بتان سر دفتر فرہنگ ساز

در دل اہل دے شاید کند مخفی اثر
در نشاپورک نواے راست را آہنگ ساز

شد بہار اے دل زمے کام ایاغت تازہ ساز ‏ ‏ با حریفان سیر گلشن کن دماغت تازہ ساز
بلبل شوریدہ تاکے منت ابر بہار ‏ ‏ از سرشک لالہ گون گلہاے باغت تازہ ساز
گریہ بیہودہ تاکے دیدہ از کم فطرتی ‏ ‏ ناخن ہمت برآور زخم داغت تازہ ساز
تا نہ بینی رنج خود بینی و بینی خویش را ‏ ‏ در رہ افتادگی ہر دم سراغت تازہ ساز

مخفیا شب شد برآ از شیشۂ رشک آفتاب
روشنی مجلس و شمع چراغت تازہ ساز

سوختم چون شمع عشقم خام می گیرد ہنوز ‏ ‏ در تن بیجان دلم آرام می گیرد ہنوز

شد دماغم در سر سودا و تر طیب دماغ
در گلستان روغن بادام می گیرد هنوز

من بناکامی گرفتار و بزعمم بخت بد
بر من این را در حساب کام می گیرد هنوز

سوختم در عشق چون پروانه و مخفی مرا
شمع و فانوس محبت نام می گیرد هنوز

رفته از گلشن بهار و بلبل گلشن هنوز
با صبا از شوق دارد دست در دامن هنوز

نیست یعقوبے کہ یابد از دم باد صبا
ورنه می آید ز مصر آن بوے پیراهن هنوز

گشته از باد صبا دست و گریبان در نقاب
جیب گل دارد هزاران چاک تا دامن هنوز

بزم شادی گرم گشت و صحبت غم بر شکست
بیم غم دارد مرا در نالهٔ و شیون هنوز

نقد جنس من بغارت رفت از بیرون در
من درون خانه دارم چشم بر روزن هنوز

شعلهٔ آه دلم مخفی جهانی را گرفت
از سیه بختی نشد ویرانه ام روشن هنوز

رفتی به پیش دیدهٔ و من بے خبر هنوز
دارم خیال روے ترا در نظر هنوز

باآنکه چشم من ز تمنا سفید شد
دارم دو دیده بر ره باد سحر هنوز

اے گریه همتے کہ ز خونابه جگر
دارم هزار دجله بهر چشم تر هنوز

خاک وجود من غم هجران بباد داد
من در هواے وصل توام در بدر هنوز

مخفی اگرچه خانه خراب از هنر شدم
دارم هواے صحبت اهل هنر هنوز

گشادی تا ز مژگان ناوک ناز
نگه بر عاشقان شد ناوک انداز

اسیر حسن را نبود رهائی
کمندِ زلف دارد چنگل باز

نسیمے گر کند زلفت پریشان
بدام آرد همه مرغان جان باز

کند همچون کبوتر مرغ رد حرم
براے دانهٔ خال تو پرواز

اگر مخفی ز من پرسد غم یار
میان عاشقان گردم سرافراز

شد بهار از شعله آبی برگل و میخانه ریز
آب خون آلودِ غم در ساغر و پیمانه ریز

بر کشا دست جنون و جیب دانش چاک زن
بر سر فرزانگی خاکِ رهِ دیوانه ریز

گریه غالب گشت و دل پرخون مژه فواره داد
دیدهٔ خونناب دل بر سقف این کاشانه ریز

درنگیرد شمع بزم نار آتش بعد ازین
بر سر فانوس ما خاکستر پروانه ریز

در محیط گفتگو مصحفی لعبو اصلی فکر
در صدف چون ابر نیسان گوهر یکدانه ریز

مردم از ضعف خمار و تشنه کامم هنوز
مغز شد در استخوانم پخته و خامم هنوز

شهرهٔ آفاق گشتم در مصیبت داشتن
همچو طفلان در رحم در دهر گم نامم هنوز

در نوردیدم بیابان عدم را سر بسر
ماند زیر پردهٔ آغاز و انجامم هنوز

تا توانیها چنانم کرد کز ضعف بدن
داد صیادم نجات از مهر در دامم هنوز

شد تهی خمخانه و پیمانهٔ می پر شکست
من درین دور مسلسل زهر آشامم هنوز

دل ز دستم رفت سودای جنونم در سرست
تلخی کامم بکام و طالب کامم هنوز

آفتاب آید برون مصحفی من از بیم شمس
همچو دزدان دل جگر بر گوشهٔ بامم هنوز

ازان گویم سخن من گستر امروز
که دارم عشق دیگر در سر امروز

سمندِ همت خود کرده ام زین
فلک را می نهم جل بر خر امروز

چنان تلخی ایامم ربوده
که زهرست در مذاقم شکر امروز

نمی داند کسی قدرم وگرنه
منم آئینهٔ اسکندر امروز

زدم سر پنجه با طرهٔ زلف
ز تو گشتم مسلمان کافر امروز

همه خندان و من گریان درین بزم
مگر زائیده ام از مادر امروز

پس از عمری ببازی چهرهٔ بخت
برون می آورم از ششدر امروز

بیا مجنون که مصحفی از نظرها
منم در راه وادی رهبر امروز

ردیف السین المهملة

میکشان هنگامهٔ می گردش جام ست وبس
حاصل می خوردن تالخی کام ست وبس

صید هر صیاد گردد بلبل از بیطاقتی
دانهٔ مرغ محبت حلقهٔ دام ست وبس

عشق افروزد چراغ حسن را در شام زلف
روشنائی کفر را از نور اسلام ست وبس

شاد ازان گردم ز غم گر غم شود نامم بلند
مرد را مقصود از مردی همین نام ست وبس

کی ز بوی پیرهن چشم کسی روشن شود
روشنی چشم مهجوران ز پیغام ست وبس

شکوه از بیگانگان و آشنایان چون کنم
کانچه آید پیشم از تاثیر ایام ست وبس

مرد ره را اندرین ره زاد ره درکار نیست
دوری راه دو عالم حد یک گام ست وبس

درد چون غالب شود از ناله مخفی لب ببند
راز دل اظهار کردن شیوهٔ عام است وبس

زاد راه عشق مجنون چشم گریان ست وبس
عاشقان را مسکن و ماوا بیابان ست وبس

گر ز دبادی مرا دستی هم نیاید بر کنار
کشتی ما نامرادان موج طوفان ست وبس

می شنیدم حسن را سامان آن دل بردن است
چون بدیدم طرهٔ زلف پریشان ست وبس

سیم دست افشار هیچ خواهی که بهر امتحان
سیم خالص چهرهٔ زرد یتیمان ست وبس

گر نقاب روی و گاهی دام دلها می شود
حسن را جمعیت از زلف پریشان ست وبس

عندلیب از بیوفائیهای گل این شکوه چیست
شاهد گل در وفا چاک گریبان ست وبس

نالهٔ و افغان تو پوشیده مخفی تا بکی
زینت گل در چمن از عندلیبان ست وبس

ای بیاد روی تو شمع درخشان در قفس
ای ز هجران تو مرغ روح نالان در قفس

گر نبودی این تقید باعث آزادگی
آشیان هرگز نگردی مرغ زمران در قفس [رضوان]

پی بکنهت چون برم یارب که از بیدانشی
عقل حیران مانده چون طفل دبستان در قفس

عندلیبان در قفس این آه و افغان بهر چیست
میتوان بودن بامید گلستان در قفس

گر نمی بودی امید وصل مخفی یک نفس
مشکل از یکدم توانستی دل و جان در قفس

از دل غمدیده حال دیده پرخون مپرس
در درون خانه از مردم بیرون مپرس

هیچکس در هیچ گه از حال کس آگاه نیست
ناز لیلی بین و از حال دل مجنون مپرس

هرچه آید پیش من از قوت طالع بود
زین پریشانی من از گردش گردون مپرس

خانمانم رفت برباد ستم ای چشم تر
چون نمی پرسد کسی از من تو هم اکنون مپرس

رشک دریای محیط است اشک گوهربار من
دیده از من قصهٔ افزونی جیحون مپرس

روزگاری شد که من در دکش میخانه ام
مخفیا در بزم من از بادهٔ گلگون مپرس

در محبت گر نباشد بر مرادی دسترس
از رگ جان کن رفو اندر دل خود هر نفس

انتظام عالم این باشد که از شاه و گدا
هیچکس را بر مراد خویش نبود دسترس

ناله تا کی در چمن بلبل ز بربادی گل
ناله گر میکنی باری کجا فریادرس

از تهی دستی بروز محشرم اندیشه نیست
حاصل ایام عمرم حسرت دیدار کس

باغبان هم یک صبوحی سیر باغم آرزوست
تا بکام دل نسیم باغ آید یک نفس

از پی محمل مرو بیهوده راه کاروان
ناله گر تو پریشان نیست پابند جرس

لاابالی می روم مخفی و ساغر می زنم
کافرم گر باشدم اندیشه از بیم عسس

ردیف الشین المعجمه

پر شد ز خون دیده مرا تا سبوی خویش
دیدم بکام خویش رخ آرزوی خویش

مجنون و آه و ناله و فرهاد و تیشه
ما و غم فراق و همین گفتگوی خویش

پنهان زاهل قافله در سینه چون جرس / دارم هزار ناله گره در گلوی خویش

گشتم چنان ضعیف که من بعد بایدم
مخفی بزیر جامه کنم جستجوی خویش

گر نشاط عمر خواهی با همه یکرنگ باش / صلح کن با دیگران با خویشتن در جنگ باش

نیست چون نام و نشان را آئینهٔ اسکندری / گو نهان آئینهٔ مقصود مادر زنگ باش

نالهٔ افسرده دل را در دلی تاثیر نیست / هوبهو چون عندلیبان طالب آهنگ باش

شیشهٔ کز می تهی باشد بهنگام بهار / خواه بر روی گل و خواهی بزیر سنگ باش

در هوای نفس مخفی آبروی خود مریز
گر سبوی آرزو بشگفته زیر سنگ باش

ای دل اسیر دام هوا و هوس مباش / غافل ز یاد همنفسان یک نفس مباش

سرگشته روز و شب به تمنای ایجهان / با نالهای زار بسان جرس مباش

بر آرزوی باطل خود آستین فشان / در زیر بار منت هر خار و خس مباش

بگشا زبان بگفت و شنود هوای نفس / چو مرغ نکته سنج اسیر قفس مباش

خواهی که آبروی نه ریزی بزیر خاک / بر سفرهٔ زمانهٔ دون چون مگس مباش

مخفی ز نامرادی ایام ناله چیست
گر بر مراد خویش ترا دسترس مباش

ای ناله بیا همنفس آه جگر باش / رونق ده خوناب دل و دیدهٔ تر باش

تاچند توان غنچه صفت با دل پرخون / یکچند چو گل همنفس باد سحر باش

خواهی که ترا در نظر آید رخ خوبان / باروی نکو آئینه وش پاک نظر باش

گر طالب وصلی ز سر شوق چو یعقوبؑ / چشمی بره و گوش بر آواز خبر باش

زد طبل رحیل سفرت قافلهٔ عمر
مخفی منشین غافل و در فکر سفر باش

بچشمم شد خیالت را نظر دوش — باب زندگی گشتم ہم آغوش
کشیدم دوش بر یاد تو جامے — کہ بربود از کفم فہم و خرد ہوش
مرا باید ز غیرت زود میرم — کہ شد ہمراز با زلفت بناگوش

اگر مخفی کنم از رفتگان یاد
من از شادی کنم خود را فراموش

گر گر سودگی داری بغم ہمخانہ باش — از طریق عافیت مجنون صفت بیگانہ باش
نشئہ ذوقے اگر خواہی ز سودائے جنون — گاہ مست و گاہ ہشیار و گہی دیوانہ باش
ہر کجا بزم مصیبت گرم گردد در جہان — در تکلم بلبل و در سوختن پروانہ باش

نالہ در ہنگام محنت عافیت دون ہمتی ست
نیست یکسان کار عالم مخفیا مردانہ باش

بر آید گر ترا در گریہ اے شمع از جگر آتش — بجاے اشک میریزد مرا از چشم تر آتش
بسوزد عندلیبان را بگلشن ہمچو پروانہ — زند گر برق آہم در دل باد سحر آتش
ز گریہ میکنم خود را تسلی ورنہ کے میرد — باب افشاندن چشمم چو سر زد از جگر آتش

ز چرک معصیت مخفی ز بس آلودہ دامانم
نگیرد از خجالت دامنم را در سقر آتش

نیست دیدن گر میسر طالب دیدار باش — یار گر یارت نباشد تو بیارت یار باش
تا یکی باشد ازین محرم ترا بیگانگی — یار را در دل مبین و محرم اغیار باش
رہ خطرناک ست و منزل دور و قطاع الطریق — نقد ایمان می رباید گفتمت ہشیار باش
بر مرادت گر نگردد چرخ گردان گو نہ گرد — این دو روز زندگانی گو ترا دشوار باش

بست اگر مخفی در گلشن بروے باغبان
بر امید نشئہ بو در پس دیوار باش

ہو در بزم ادب راہ چو یابی با ادب باش — بکشا لب گفتار خود و گوش بلب باش

پروانه گرت خواهش پرسوختنی نیست — چون شمع درین سلسله بیگانه طلب باش
امشب شب وصل ست و بکام دل خویشم — ای صبح خدا را نفسی همدم شب باش

تا گرد ملالے بدلت راه نیابد — مخفی بنعمت خو کن و بیزار طلب باش

عاشقم عاشق مرا گر جان نباشد گو مباش — درد عاشق را اگر درمان نباشد گو مباش
هر بهارے را چو آسیب خرابی در پی است — غنچهٔ دل گر مرا خندان نباشد گو مباش
منکه چون پروانه بر آتش زدم خود را چو شمع — بر سرم گر محرمی گریان نباشد گو مباش
منکه دارم دل بسودای پریرویان هند — راز پنهانم اگر پنهان نباشد گو مباش
کشتی عمرم فنا شد در محیط آرزو — دیده ام را موجهٔ طوفان نباشد گو مباش
دل چو شد صید محبت در رهِ امید و بیم — گر بیابان مسکن مردان نباشد گو مباش
در فراغت دل ز دستم رفت جان هم میرود — در تن بیجان من گر جان نباشد گو مباش
در رهت خون جگر از چشم دل افشانده ام — گر بخون آغشته ام مژگان نباشد گو مباش

تا که محکوم سگ تقسیم مخفی این قدر — گر سگے را قدرت فرمان نباشد گو مباش

از آتش غم شد دل ما خانهٔ آتش — فانوس سر شمع شررخانهٔ آتش
هر لحظه زند شعله بدل آتش دوری — تا چند توان بود چو پروانهٔ آتش
بر واقعهٔ ما جگر سامعه سوزد — افسانهٔ من شد مگر افسانهٔ آتش
صحن چمن و بادهٔ گلگون حریفان — ما و غم تنهائی و پیمانهٔ آتش

ای دیده خدا را ز اثر آه که مخفی — بیگانهٔ آب ست نه بیگانهٔ آتش

اگر عاشق شدی دیوانه میباش — گهے بلبل گهے پروانه میباش
اگر در سر ترا سودای عشق است — چو مجنون از خرد بیگانه میباش

به بیگانه اگر در آشنائی — ز بزم آشنا بیگانه میباش
گلستان پر گل و مینا پر از مے — بر غم بلبلان مستانه میباش
نکش بار مے و ساقی و مینا — پر از خون جگر پیمانه میباش
بوادی محبت ز آتش عشق — گہے غافل گہے دیوانه میباش

گشاید هر کہ بندد در برویت
مخور مخفی غم و مردانه میباش

فلک آرد از آن گستاخ یوسف را بباز ارش — کہ دارد چون زلیخائی ز جان دل خریدارش
مہ حسن تو روز افزون اگر چندے چنین باشد — شود هر روز خورشید دگر آئینه بردارش
نه بیند دیده مجنون بغیر از دیده لیلی — نباشد غیر لیلے هم کسے دیگر طلبگارش
بیا لبریز کن ساغر چو مستان ساغر مے را — کہ در بزم طرب زین بیش نتوان دید هشیارش
به پیش برهمن زاده گرو کردم دل و دین را — کہ باشد طوق مرغان حرم زنجیر زنارش
طبیب اوقات خود ضائع مکن هرگز بدرمانم — کہ ذوق عافیت هرگز ندارد هیچ بیمارش

نه بیند روے آزادی ز قید خود پرستی ها
نباشد هر کہ چون مخفی ز جان و دل خریدارش

پرید مرغ تمنا ز آشیانهٔ خویش — کہ یافت دانهٔ خال تو به ز دانهٔ خویش
بدیده روشنی دیده در نمے آید — چو در فراق تو گم کرده راه خانهٔ خویش
گذشت فصل بهار و برفت موسم گل — هنوز بلبل طبعم پے فسانهٔ خویش
رقیب و بادهٔ گلنار یار و صحن چمن — من و صراحی چشم مے شبانهٔ خویش
ز بسکه عرصهٔ میدان عافیت تنگ ست — زمانه مهر نهد بر در خزانهٔ خویش
زمانه دشمن و طالع زبون و مردم دون — چه چیزها کہ ندیدم درین زمانهٔ خویش

به نقد جان نه فروشم غم محبت را
بعالمے نه دهم آه عاشقانهٔ خویش

بیا بیا و ز حسنت نقاب از بر کش
گذار خانۂ فکر و بگیر ملک نشاط
بعشوه آتش نمرودیان گلستان کن
بدست هر که دهی بادۂ محبت را

ز روے لطف بتقصیر ما قلم درکش
نشین بمسند عیش و شگفته ساغر کش
بغمزۂ همه نمرودیان بر آزر کش
بجام بادہ بگو کیمیاے احمر کش

ردیف الصاد المهملة

اگر مرد رهی مستانه می رقص
محبت هر کجا بزمے کند گرم
مشو از بهر دانه صید صیاد
لباس عافیت بیرون کن از بر
چو مجنون از وفا در جذبۂ عشق
به بزم مے منه بر لب لب جام
نه گردد گر ترا ویرانه معمور

به پیش محرم و بیگانه می رقص
بسان بلبل و پروانه می رقص
چو مرغان چمن بیدانه می رقص
چو عاقل پیش هر دیوانه می رقص
بهر ویرانۂ دیوانه می رقص
بیاد شیشه و پیمانه می رقص
هما آسا درین ویرانه می رقص

هر دو انه

مده مخفی ز کف جام محبت
میان عاشقان مستانه می رقص

ردیف الطاء المهملة

هر که گر مست با زلف پریشان اختلاط
گر درین گلشن بسر پرواز داری عندلیب
ره نورد عشق را دوری و نزدیکی یکیست
هر که را در سر فتاد اندیشۂ سودای عشق
کنج کاو زخم دل از بهر درمان تا کجا

نیست چون بیگانگان آنرا بخویشان اختلاط
بایدت با خار و گل پیوسته یکسان اختلاط
نیست مجنون را بوادی جز بجانان اختلاط
نیست آنرا جز بآهوے بیابان اختلاط
زخم تیغ یار را نبود بدرمان اختلاط

ناقہ سرگردان مکن لیلی کہ مجنون ترا
نیست در وادی بغیر از چشم گریان اختلاط

بیمروت این تغافل چند در درمان وصل
تا بکی باشد مرا با درد ہجران اختلاط

گرچہ درد آلودہ ام درمان نخواہم از کسی
نیست بیمار محبت را بدرمان اختلاط

عمر شد صرف فضولی مصحفیا بکشاے چشم
تا بکے باشد ترا با بوالفضولان اختلاط

ردیف الغین المعجمہ

بے توچہ کار آیدم سیر گلستان و باغ
زہر بود جام مے بے تو مرا در ایاغ

دین من ایمان من شمع شبستان من
نیست مرا غیر تو مونس چشم و چراغ

مشک فشانی کنم در ختن و در ختا
بوے سر زلف تو گر خورد م بر دماغ

داغ بر دل درون گشت یکی لالہ سان
چند توان مصحفیا داغ بہ بالاے داغ

ردیف الفاء

گرچہ با بخت سیہ دست وگریبانم چو زلف
در تلاش خویشتن بر خویش پیچانم چو زلف

بر رخ از اشک ندامت خط و خالی می نہم
چہرہ آرا ے رخ بخت پریشانم چو زلف

تا نگردد رنگ مہ گلگون حسن از آفتاب
سائبان چہرۂ خورشید تابانم چو زلف

تا نگردد چشم ایما و اشارت آشنا
پاسبان صورت زیباے خوبانم چو زلف

بہر تائید دلم دانائی در کار نیست
پاے در زنجیر ناز نو عروسانم چو زلف

غم فزاید بر دل غمدیدگان از صحبتم
دام دلہاے غم آلود اسیرانم چو زلف

نیست مصحفی خاطرم آزردہ از آشفتگی
سنبل لب تشنۂ چاہ زنخدانم چو زلف

ردیف القاف

آمد بهار و داد بگلشن ندای عشق	بلبل برآر نالهٔ ساز و نوای عشق
نشو و نما چو سبزه ز خاشاک بر دمد	یابد اگر ترشح آب و هوای عشق
بیهوده کاوش تو به نبضم طبیب چیست	درمان درد ما نکند جز دوای عشق
خواهی بصبر خو کن و خواهی بآب چشم	جز خون دیده هیچ نباشد دوای عشق
در بیستون بحسرت دیدار جان سپرد	فرهاد نامراد تو از نالهای عشق
مجنون ازان ز دیدن لیلی ز هوش رفت	کاید صدای درد ز بانگ درای عشق
کشتی اگر شکست نداریم بیم و غم	بر سر سلامت است مرا ناخدای عشق
محمود و بخت و ناز و نیاز غود و ایاز	مائیم و گوشهٔ و همین بوریای عشق

یاران و بزم و باده و بنگاه عافیت

مختفی و درد و محنت بے انتہای عشق

ای در خم زلف تو پریشان دل عاشق	وی پیش گل روی تو حیران دل عاشق
آبی که بصد خون جگر یافت لب خضر	دیدست دران چاه زنخدان دل عاشق
تا زلف تو سر رشتهٔ زنار بتان است	هرگز نشود مائل ایمان دل عاشق
تا گشت لب لعل تو همراز تکلم	خون دل خود کرد بدامان دل عاشق
خواهی بسر دار بر و خواه بپا ویز	از کردهٔ خود نیست پشیمان دل عاشق

ردیف الکاف

سوزد مرغ چمن را ماتم اشک	که گل خرم شود از شبنم اشک
نبردی ره بوادی محبت	اگر مجنون نبودی همدم اشک
زگریه دیده را هر دم خیالیست	عجائب عالم است این عالم اشک

مشو غماز اے دل نالہ کم کن — کہ نبود غیر دیدہ محرم اشک
بریزای دیدہ گر داری سرشکے — کہ خندد غنچۂ گل از نم اشک
بگریم ہمچو شمع از آتش دل — بنالم ہمچو بلبل در غم اشک

ز دیدہ اشک حسرت ریز مصحفی
کہ دارم بار دیگر ماتم اشک

تا زگریہ در درون دیدہ نگذاریم اشک — روز و شب از دیدہ ہمچون ابر میباریم اشک
این کہن باغ تمنا ہرگز آباد ان نہ شد — خون دل چندانکہ می باریم و میکاریم اشک
آتش دل از سرشکے دیدہ تسکینی نیافت — تا بکے در دیدۂ گریان نگہداریم اشک
روز و شب از گریۂ ہجر تو چون ابر بہار — بر سر مژگان ز خون دیدہ بشماریم اشک

ہمتے مصحفی کہ ہنگام تماشاے چمن
زاد رہ از دیدۂ خونبار برداریم اشک

ردیف کاف فارسی

بقتل عاشقان کردی چو آہنگ — جہان از ذوق شد بر عاشقان تنگ
خیالت تا درون سینہ جا کرد — برفت از آئینۂ مقصود دل زنگ
کشد چون غمزۂ تو تیغ بیداد — پرد از روے صیاد اجل رنگ
منم آن شیشۂ امید فرہاد — کہ ریزد بر سرم از آسمان سنگ

بہ بستان برادم لب شگفد گل
بود مصحفی درین گلشن صبا لنگ

ردیف اللام

اے روے زیبائے ترا رشک گلستان در بغل — وے قد رعنائے ترا سرو خرامان در بغل

هر چشم گریان مرا صد جوی خون در آستین — هر ناوک نازِ ترا صد تیر مژگان در بغل
نازم بتجسیم عاشقی کز گریه در زندان عشق — دارد ز اشک لاله گون رشک گلستان در بغل
بلبل بود سیر چمن کز اشک خون آلود من — در دیده دارم از صبا صد باغ و بستان در بغل
گر یوسف وقت خودی غافل ز اخوانت مشو — ویراکه دارند از حسد صد چاه کنعان در بغل
هر شعلهٔ آه مرا صد گونه شور اندر کمین — هر ناوک نازِ ترا صد نیش پیکان در بغل
مخفی بزندانِ جفا از دست بیداد غمت — چون غنچه دارد جیب دل صد چاک پنهان در بغل

در خون نشسته ام همه شب از آرزوی دل — دارم بآب دیده همه شست و شوی دل
از بس ز درد و محنت هجران گریستم — یک قطره خون نماند مرا در سبوی دل
گشتم چنان ضعیف که در تن نشان نیافت — چندانکه کرد پیک غمت جستجوی دل
سوز و نیاز حرز من غم را به یک نفس — سر بر زند چو شعلهٔ آواز گلوی دل
بس مرغ جان بگریه ز هجر تو خو گرفت — خواهم که روی دیده گزارم بروی دل
جانان و بزم باده و هنگامه با رقیب — مخفی و درد عشق و همان گفتگوی دل

باده بیرون میرود از دست چون هنگام گل — تازه کن بر عکس بلبل در گلستان کام گل
بلبلان را غنچهٔ دل بشگفاند آرزو — گر بگلشن آورد باد صبا پیغام گل
از تمنا در قفس بلبل در و جیب و بغل — بشنود هر جا که بلبل گفتگوی نام گل
بهیم ن
ناتوانی در گلستان باده را لبریز کن — چون ندارد فرصت آغاز را انجام گل
بشگفد مخفی اگر از داغ دل نبود عجب — باغبان را عید باشد موسم ایام گل

گر صبا آرد بگلشن مژدهٔ پیغام گل — بشگفد دل عندلیبان را چو گل از نام گل
ناله و زاری نمی آید بگوش اندر چمن — شد مگر بلبل اسیر حلقه هاے دام گل

باغبان فرصت غنیمت دان گلچین از چمن — کاعتمادی نیست بر آغاز و بر انجام گل
بشکند گر ساغر ما در چمن ساقی چه باک — میتوان نوشید می را هم شبی در جام گل
غنچه بگشاید چو بگشاید لبت در بوستان — در تکلم از تبسم تا حد انعام گل
شیشه بزم آرا و گل خندان و بلبل نغمه سنج — نیست هنگام حریفان بهتر از هنگام گل

گل به بلبل باد ارزانی و بلبل با چمن
زانکه یارا نیست مخفی طاقت ابرام گل

گیرم بدست خویش ازان در بهار گل — کاید برون بهار ز چوب و ز خار گل
تاکی در انتظار نسیمی توان نشست — تا کی توان مقیم ره انتظار گل
خواهی ایاغ پر کن و خواهی سبو ز اشک — مرغ چمن علاج ندارد خمار گل
هنگام گل گذشته و عالم چو گلشن است — بس داغ پاس کرده درین روزگار گل

بلبل بکام خویش فغان کن که نقد اشک
مخفی ز دیده کرد نهانی نثار گل

ای پرتو جمالت شمع هزار محفل — وی زلف تابدارت حل هزار مشکل
پروانه وار گردد بر گرد شمع رویت — بیند اگر رخت را هر آئینه مقابل

مقصد توئی ز کعبه ورنه نکردی مخفی
حاجی ز بهر خانه قطع اینقدر منازل

دردیکه بدرمان تو بیرون رود از دل — صد حیف که آن درد بافسون رود از دل
ارباب نظر را بیقین قطع حیات است — آندم که خیال لب میگون رود از دل
از بسکه بدل زخم ستم خوردم و رفتم — تا حشر ته خاک مرا خون رود از دل
گیرم که بسر هم بهم آید دهن زخم — آن لذت پیکان توام چون رود از دل

مخفی جگر چرخ شگافد ز سر درد
هر ناوک آهی که بگردون رود از دل

تو هم جانی و هم جانانهٔ دل — خیالت میهمان خانهٔ دل
زلیخا وار از تصویر حسنت — منقش کرده ام کاشانهٔ دل
محبت هر کجا بزمی کند گرم — توئی شمع و منم پروانهٔ دل
مکن ساقی دلم خون بهر جامی — که شد پر خون دل و پیمانهٔ دل

چو مجنون عاقبت مخفی بهر کو
مرا شد بر ملا افسانهٔ دل

ردیف المیم

گه چو مجنون ز جنون دامن صحرا گیرم — گه چو لیلی ز الم طرهٔ لیلا گیرم
گه ز تم پنجهٔ امید بسر پنجهٔ یاس — گاه دامان تمنا به تمنا گیرم
گه بناخن جگر حوصله را بشگافم — گه ز بی حوصلگی دست اطبا گیرم
گاه از آتش دل نور بظلمت بخشم — گاه از بخت سیه پر تو بیضا گیرم
گاه در بتکده زنار حمائل سازم — گاه در کعبهٔ دل روی مصلا گیرم
بر خلاف اثر معجزه ناسور کند — مرهم زخم جگر گر ز مسیحا گیرم
گه چو فرهاد دل سنگ بفریاد آرم — گاه چون تیشه بغل با دل خارا گیرم
گاه چون شمع ز سر تا بقدم میسوزم — گاه از خون جگر ساغر صهبا گیرم
گاه از نالهٔ دل کوه در آرم بفغان — گاه از گریه قرار از دل خارا گیرم
چه کنم بخت زبون چرخ جفا پیشهٔ من — از ضعیفی نتوانم رهِ عقبی گیرم
آبرو ریخته ام بس ز مذلت بر خاک — خواه آتش شوم و در همه اعضا گیرم
پیش ازین نیست مرا طاقت دوری ز درت — همتی ده که براهت سر سودا گیرم
از گدایان توام شاه خراسان مدعے — گه چو مرغان حرم در حرمت جا گیرم
نیست مخفی چو مرا قدرت گفتار بعبر — پا بدامان کشم و دامن مولا گیرم

جنونم میزند بر سر وطن ویرانه میخواهم ازین ناحق شناسان خویش را بیگانه میخواهم

بخون آغشته بال و پر بخاک راه می غلطم ادای غمزه زان نرگس مستانه میخواهم

بر آتش میزنم خود را ندارم بال و پر وازے بپیش شمع رویت همت پروانه میخواهم

گرفتم آنچنان الفت به لذتهاے زخم غم کر گوش عافیت را گر ازین افسانه میخواهم

برغم عقل یکچندے سر آشفتگی دارم درون سینه چون مجنون دل دیوانه میخواهم

سر بدمستی دارم به بدمستان این مجلس پر از خون در صراحی ساغر و پیمانه میخواهم

ز ابناے زمان مخفی چنان آزرده دل گشتم که پاک از مردمان دیدۀ خود خانه میخواهم

ما دل به عبث پیش تمنا نه نهادیم ما سر بهوس در سر سودا نه نهادیم

مجنون جنونیم ولی از ادب عشق گستاخ قدم در رهِ صحرا نه نهادیم

ما تشنه لبانیم درین بادیه اما بےچشم ترے روے بدریا نه نهادیم

ما جرعه کشان مے عشقیم که مخمور مردیم و لبے بر لب مینا نه نهادیم

هر جا که نهادیم قدم خار ستم بود بے آبلۀ پا بزمین پا نه نهادیم

مخفی بفغان کوش درین مرحله کامروز زادے زبراے ره فردا نه نهادیم

باز میخواهم که ترک دیر و رهبانی کنم رو بسوے کعبه و فکر مسلمانی کنم

تا بکے در خانۀ دل نفس سگ باشد مقیم در حریم کعبه پنهان چند سگبانی کنم

چند دست و پا بگل مانند طفلان خاکباز خانۀ آباد را ویران ز نادانی کنم

به صد ساله عبادت باشد از روے نیاز ناله گر صبحگاهی از پشیمانی کنم

حیف می آید مرا مخفی که در راه امید نقد عمر خویش را صرف پریشانی کنم

رنگ آمیز جنونم خانه رنگین کرده ام دُرد آشام غمم پیمانه رنگین کرده ام

پنجهٔ شانه نهم در پنجهٔ زنجیر زلف
دست رنگین پنجه رنگین شانه رنگین کرده ام

بر نهد شاید که پا بر دیده بهر مقدمش
بزم رنگین فرش رنگین خانه رنگین کرده ام

تا کند قصد شکارے گاه گاہے در چمن
باغ رنگین آب رنگین دانه رنگین کرده ام

بهر طفل آرزو مصحفی ز خونناب جگر
بر در ہر خانهٔ افسانه رنگین کرده ام

بار میخواہم ز تو ماتم سرائے خوش کنم
بهر تسکین جنونم خاکپائے خوش کنم

ناخن آشفتگی بر رشتهٔ جان می زنم
گز برائے مرغ دل ساز و نوائے خوش کنم

با یزید نفس میخواہم صف آرائی کنم
بهر آئین شهادت کربلائے خوش کنم

گر سماعِ کاروان مصر را شاید صبا
پیش من بهر فغان بانگ درائے خوش کنم

تا حنا بندم ز خون دست طلب از گریۂ
چون زلیخا دلبرے یوسف لقائے خوش کنم

بر تن من مو بمو از سوز دل افگار شد
بعد ازین باید مرا دار الشفائے خوش کنم

گاه در دیرم گہے در وادی دگہ در حرم
ما ہمچو مجنون ز جنون ہر روز جائے خوش کنم

در ره بیگانگی آئینهٔ دل شد سیاه
می روم مصحفی که طرز آشنائی خوش کنم

لب تشنه بمردیم و پئے آب نگردیم
چون خضر پئے آب بہ ہر باب نگردیم

با بلبل عشقیم و لے لب نه کشادیم
سوزیم چو پروانه و بیتاب نگردیم

ما گرم روانِ ره عشقیم چو منصور
از دار نترسیم و ز احباب نگردیم

تا قبلهٔ ما طاق دو ابروے تو باشد
نزدیک به بتخانه محراب نگردیم

آتشکدهٔ سینهٔ ما شعله نشین نیست
زان آب بجوئیم که سیراب نگردیم

ز اندازه برون بر دل اندوه و غمی دارم
در سینه بهر عضوے پنہان المی دارم

بس خون جگر آید از گریه بچشمانم
از ہر مژه خارے جوے ز غمی دارم

تا چند تواند دوخت جراح نهان زخمم
بر بر سر موز غم زخمے ستمی دارم

در قید کمند عشق افتادم و آزادم
در سایهٔ سروی ام گر پشت خمی دارم

امروز اگر کردی بر ما ستمے بگذشت
اندیشهٔ فردا کن من هم حکمے دارم

جان دارم و مرغ دل در پائے تو افگندم
بر سفرهٔ اخلاص ست گر بیش و کمی دارم

از دود کباب دل از اول شب تا صبح
افراشته بر گردون مخفی علمے دارم

بس محو نگه گشتم فراموش از نفس کردم
دو دست جان چو پروانه در آغوش هوس کردم

بیابان غم و محنت طراوت بخش بستان شد
بس خون دل از دیده بپای خار و خس کردم

ندارد خواهش گلشن دلم در کنج تنهائی
تو گلزار ای بلبل که من خو با قفس کردم

نشد خضرے درین وادی با بندگی رهبر
بسے لب تشنه و حیران فغان مثل جرس کردم

نزدم چون به مقصد ره زجست و جو اگر مخفی
نشستم با شکیبائی و از رفتار بس کردم

رندیم و عشق بازیم پروای کس نداریم
مستیم و لاابالی بیم عسس نداریم

رو از ستم نتابیم از درد و غم ننالیم
جز جان بغم سپردن در دل هوس نداریم

لبریز شد ز ناله کانون سینهٔ ما
فریاد بے تأمل مثل جرس نداریم

بلبل صفت دل ما با ناله خو گرفته
باغی و بوستانی به از قفس نداریم

مخفی بملک هستی بے یار و آشنائیم
جز صاحب حقیقت فریادرس نداریم

تا به حسن ترا خورشید تابان دیده ام
در لب لعل لبت لعل بدخشان دیده ام

بر رخ آئینه ات چشم نگه بکشاده ام
آب حیوان را در آن چاه زنخدان دیده ام

آرزوها را ز دل یکسر برون افگنده ام
یوسف مقصود را در چاه کنعان دیده ام

در محبت دست خود از کفر و ایمان شسته ام
مرغ دل را صید آن زلف پریشان دیده ام

گر نگیرد دست ما را ناخدا ای کو نگیر
بر جگر تا ناوک تار نگاهت خورده ام

کشتی امید خود را غرق طوفان دیده ام
بر بدن بر موی خود را نیش پیکان دیده ام

مخفیا در بند زلفت مال و جان بگذشته ام
محنت آباد جهان را جمله ویران دیده ام

شب از درد جدائی تا سحر فریاد می کردم
گهی پروانه سان بر گرد شمع آه می گشتم
هجوم غم شد امشب آنچنان بر خاطرم غالب
بدل نقش خیال دیدن روی تو می بستم
بر پیش شمع من امشب بیاد شمع رخسارش
چو مرغان قفس هر دم بیاد گلشن رویت
اگر در کشور خوبان کسی دادی

در پی بیخودی از روز وصلت یاد میکردم
گه از درد جدائی ناله چون فرهاد میکردم
که هر دم مرگ نو بر خود مبارک باد میکردم
بامید وصالت خاطر خود شاد میکردم
دلم بس مرغ تمنا از قفس آزاد میکردم
فغان تازه را در دل ز نو بنیاد میکردم
ز بیداد پریرویان هزاران داد میکردم

نبودی شور گر خوناب چشم از گریه ای مخفی
گلستانی بهر ویرانه آباد می کردم

در قافلهٔ شوقم چو ببانگ جرس افتم
از خون دل و دیده بدامان تمنا
بس داغ ز هجر تو نهادم برگ و پی
بی روی تو گر جانب گلشن گذر افتد

صد مرحله عشقم چو براه هوس افتم
صد رشک چمن دارم اگر در قفس افتم
ترسم که شوم آتش و در مشت خس افتم
چندانکه قدم پیش نهم باز پس افتم

مخفی بر تمنا و هوس چند درین راه
دریای خس و خار چو بانگ جرس افتم

ما از شراب لذت مستی گذشته ایم
بر ما غم و نشاط ندارد تفاوتی
تا برده اختیار محبت عنان ما

مجنون صفت ز عالم هستی گذشته ایم
بسیار ازین بلندی و پستی گذشته ایم
من مخفیا ز دیر پرستی گذشته ایم !

من آن پروانهٔ عشقم که برگرد شرر گردم
اگر بال و پرم سوزد بغیر از بال و پر گردم

بگلگشت گلستانش چو بلبل گر بیابم ره
نسیم آسا بگرد کوے او شب تا سحر گردم

برفتن آنچنان گرمم که وادی محبت را
اگر از پا فرو مانم به پهلو یا بسر گردم

بهر جا حسن راهنیم ز عشقش آتش افروزم
سپند آسا جهم از جا و برگرد شرر گردم

بمقصد چون نبردم ره همان بهتر بود مصحفی
که زین وادی بے پایان براه رفته برگردم

ما طریق عاشقی از حسن یار آموختیم
این پریشانی ز زلف آن نگار آموختیم

اختیار گریهٔ ما در کف اندیشه نیست
بیخودی از گریهٔ ابر بهار آموختیم

گر رسد صد فوج غم از جا نجنبد پاے ما
پاے در گل بودن از لوح مزار آموختیم

بال بکشائیم بصید زیر دستی همچو باز
از همائے اوج این طرز شکار آموختیم

گر خطائے رفت از ما دلبر امید وردار
رسم و آئین ادا از روزگار آموختیم

کے توان مصحفی ز دیده راز دل پوشیده داشت
ما که اول راز پنهان آشکار آموختیم

از عشق تو در سینه چه غمها که ندیدیم
در راه تو از گریه چه گلها که نچیدیم

از گریه ز دوری تو چون شیشهٔ پر مے
سر تا بقدم خون شده از دیده چکیدیم

عمریست که دل را ز غم سینه خبر نیست
هر چند ازین واقعه گفتیم و شنیدیم

هر زهر که در غمکده گردند مهیا
مستانه و مردانه گرفتیم و کشیدیم

صد زخم ز هر خار چو گل خوردم و آخر
چون غنچه به تن پیرهن صبر دریدیم

مصحفی نه گرفتیم عبث دامن غم را
جان داده غم دوست ز ایام خریدیم

ما اگر مستیم و گر هشیار و گر دیوانه ایم
هر کجا غوغاے عشقست بلبل و پروانه ایم

نیست جز محراب ابروے تو دل را قبلهٔ
گر امام کعبه و گر راهب بتخانه ایم

همره و همدم غمت بوده به بطن مادرم ‌ ‌ از ازل با این رفیق مهربان همخانه ایم
این خمار آلودگیها کی برون آید ز سر ‌ ‌ ما که در بزم طرب دردی‌کش پیمانه ایم

نیست گر معمور این ویرانهٔ ما گو مباش
مخفیا چون گنج پنهان ما درین ویرانه ایم

میروم تا راز دل از چشم پرخون بشنوم ‌ ‌ حرفی از راز درون شاید ز بیرون بشنوم
جوی خون از دیده می آرم بجای جوی شیر ‌ ‌ هر کجا افسانهٔ فرهاد و مجنون بشنوم
بس گرفتم خو بمحنت مژدهٔ آسودگی ‌ ‌ باورم ناید که از بخت همایون بشنوم
بسکه سودا کی پریشانی عشقم در هواست ‌ ‌ می روم مستانه هر جا نام مجنون بشنوم
در درون سینهٔ من غنچهٔ دل بشگفد ‌ ‌ از صبا بوی اگر زان زلف شبگون بشنوم
منکه دارم بر جگر صد داغ بربالای داغ ‌ ‌ داغ کی گردم اگر از داغ گردون بشنوم
میکنم سر دفتر دیوان خود توحید وار ‌ ‌ از زبان هر کرا زعشق تو مضمون بشنوم

دست در آغوش هردم همچو قمری در چمن
روز و شب مخفی که وصف قد موزون بشنوم

از هجوم گریه آهنگ فغان گم کرده ام ‌ ‌ مرغ زیر دام هجرم آشیان گم کرده ام
گشته ام سرگشتهٔ وادی واز لیلای خویش ‌ ‌ همچو مجنون از جنون نام و نشان گم کرده ام
برتنم شد شعلهٔ آهم لباس آتشین ‌ ‌ در لباس عافیت گر پرنیان گم کرده ام
در ره عشقم محبت ره بر و کج میروم ‌ ‌ حیرتی دارم که این ره را چسان گم کرده ام

نیستم دیوانه مخفی لیکن از سودای عشق
خویش را در زیر سنگ کودکان گم کرده ام

تا کی به آه و نالهٔ غم گفتگو کنم ‌ ‌ تا چند ز آب دیده لبالب سبو کنم
آلودگی ز دامن پاکم نمی رود ‌ ‌ صدره بآب زمزم اگر شستشو کنم
ناید سر الغیر جمال تو در نظر ‌ ‌ آئینه را اگر بنظر روبرو کنم

گر دید شامهٔ همه اعضاے من شوق
شاید گلے ز گلشن وصل تو بو کنم

رو بر نیاورد ز خروش فغان من
چندانکه چاک سینه و دل را رفو کنم

دستم نمی رسد چو بدامان وصل یار
مخفی ز روزگار به هجر تو خو کنم

بسے در آرزو با نفس کافر همرهی کردم
در اقلیم تمنا عمرها شاهنشهی کردم

چو جام سرنگون آخر تهی شد کاسهٔ عمرم
پس نقد حیات خویش صرف گمرهی کردم

بیاد دوستان امشب چو میناے می ستان
نهادم بر لب ساغر لب و قالب تهی کردم

دو دست خویش پروانه بحسرت میزند بر سر
بپاے شمع افتاده که آخر کو تهی کردم

نشد گر دست امیدم در آغوش طلب مخفی
بحمد الله که جان را نذر آن سرو سهی کرد

همتے ای دل گزین پستی قدم بالا نهم
یا بکام دل رسم یا سر درین سودا نهم

آتش عشق تو تا در سینهٔ من بر فروخت
شعله می روید بجاے سبزه هر جا پا نهم

جذبهٔ شوق محبت بسکه بر من غالب است
با جنون گردم رفیق و سر درین صحرا نهم

گلشن اشکم ز آب دیده چون سیراب گشت
بعد ازین خواهم که پاے دیده بر دریا نهم

دشت پیماے محبت چون شدم در راه عشق
بایدم مخفی درین ره سر بجاے پا نهم

ز خون دیده زندان را به از رشک چمن دارم
ز داغ غصه صد گلشن بزیر پیرهن دارم

بسان غنچه گر بستم لب از گفت و شنود اما
بخون دیده آغشته سراپاے بدن دارم

چو بلبل در غم گلشن ندارم ناشکیبائی
غریب و ناتوانم هر کجا افتم وطن دارم

بسان ابر نیسانی ز اشک دیدهٔ همت
کشیده در رگ جان صد جهانے در سخن دارم

ز اشعارم دماغ جان معطر می شود مخفی
چو گل چاک گریبان در نهان مشک ختن دارم

ز سوز سینه و دل آه آتشناک میخواهم
در آتش آشیانی از خس و خاشاک میخواهم

نمی گردد تسلی خاطر از پیغام و از نامه
گریبان صبوری همچو گل صد چاک میخواهم

ز درمان اطبا دفع درد من نمی گردد
خمار آلوده بزمم ز آب تاک میخواهم

نمی روید گیاه خرمی در باغ امیدم
چو ابر نوبهاران دیده نمناک میخواهم

نمی یابد دلم تسکین ز آه و ناله ای مخفی
چو گل جیب و گریبان فغان صد چاک میخواهم

برای دیدن رویت هوای زندگی دارم
وگرنه از زمین حیات خویش صد شرمندگی دارم

نگردم گرم گر سوزد جهان را شعله آتش
ز بس از گردش گردون بدل افسردگی دارم

چسان آزاده بنشینم ز فکر و غم دم دیگر
بپا زنجیر و در گردن چو طوق بندگی دارم

نگردد پاک دامانم به آب کوثر ار شویم
بچرک معصیت مخفی ز بس آلودگی دارم

ما گرفتاران عشقیم از جهان آسوده ایم
پای تا سر لذت دردیم از آن آسوده ایم

بزمگاه ما غمستان است و باده خون دل
مستی داریم گر ز کون و مکان آسوده ایم

گلشن ما خرم از خوناب چشم دل است
از جفای صرصر باد خزان آسوده ایم

اضطرابی در پریشانی بظاهر می کنیم
ورنه از استغنای همت در نهان آسوده ایم

گرچه پا زنجیر مخفی روید از آواز غم
شکر لله کز جفای همگنان آسوده ایم

دوش با گل صحبتی برپا دل بلبل داشتم
چون صراحی در گلو تا صبح قلقل داشتم

لخت دل میشد سرا بر آتش هجران کباب
غم انیسم بود از خون جگر مل داشتم

بسکه خون دیده افشاندم بر اطراف چمن
هر طرف از رنگ صد خرمن گل داشتم

می در آید هر نفس بر من غمی از جانبی
بهر محرومی عیش من تغافل داشتم

مخفیا رحمی بحال من که در اندوه و غم
بیش ازین من بیشتر صبر و تحمل داشتم

در عشق تو بی قرار گشتیم / رفتیم و بهر دیار گشتیم
بس داغ تو بر جگر نهادیم / داغ دل روزگار گشتیم
وادی فراق غرق خون شد / بس دیده اشکبار گشتیم
تا داغ تو بر جگر نهادیم / از مژه اعتبار گشتیم
بر دامن وصل یار ننشست / هر چند که چون غبار گشتیم

نگشاده در مراد مخفی
عمری پی روزگار گشتیم

یاد ایامی که دل در کوی یاری داشتیم / همچو مجنون پیش طفلان اعتباری داشتیم
جیب ما هم همچو گل زین پیشتر صد چاک بود / در میان اهل ماتم افتخاری داشتیم
آرزو را دیده اعمی بود در بزم امید / بر رخ آئینه مقصد غباری داشتیم
تشنه لب بودیم و آتش بود ما را در مذاق / چون سمندر در بن هر مو شراری داشتیم

نقش می بستیم مخفی گلشن امید وصل
در درون دیده از خون لاله زاری داشتیم

گو همدمی که نغمه داود سر کنیم / آه دلی بهمره باد سحر کنیم
شبنم ز ابر دیده فشانیم بر چمن / لبهای غنچه سرخ به خون جگر کنیم
از آه سرد خویش نه دیدیم چو کن اثر / آتش شویم در دل شمعی اثر کنیم
صد روز همچو شب شد و یک شب که وصل بود / نگذاشت روزگار که شامی سحر کنیم

مخفی قطار هفته ایام بگسلد
در کوی عافیت چو نسیم ار گذر کنیم

هر جفای را بجای زان ستمگر میخرم / می دهم کاسد قماشی را و گوهر میخرم
بسکه لذت یافتم از گریه شام و سحر / میفروشم نقد جان و دیده تر میخرم
نیست تجاری چو من در کاروان روزگار / صد جهان اندوه دارم بار دیگر میخرم

بر دل غمدیدهٔ من خواه نوش و خواه نیش ‌ ‌ ‌ در محبت درد و راحت را برابر میخرم

می نهم از آتش غم داغ بر بالای داغ
همنشینان خوش چنین سامان محشر میخرم

چند از خون جگر می در ایاغ دل کنم ‌ ‌ ‌ سر بزانو تا بکی فکر دماغ دل کنم
عمر شد صرف جنون و نیست از محمل نشان ‌ ‌ ‌ چند سرگردان درین وادی سراغ دل کنم
خون دل سیر بزم و ترتیب گلشن میدهم ‌ ‌ ‌ بر امید آنکه روزی سیر باغ دل کنم
بسکه دارد تیرگی از غم نه گرد دروشنی ‌ ‌ ‌ پرتو خورشید را گر در چراغ دل کنم

سوخت سر تا پا دل و دفع جنون ما نشد
بعد ازین خواهم که مخفی ترک داغ دل کنم

تا کی حدیث باده و جام و سبو کنم ‌ ‌ ‌ تا کی ز بزم باده کشان گفتگو کنم
مستی گذشت از حد و دیوانگی بیا ‌ ‌ ‌ ای دل ز آب توبه می در سبو کنم
آلودگی ز دامن عصمت نمی رود ‌ ‌ ‌ صد ره بآب دیده اگر شست و شو کنم
بکشا دهان شیشه و می در ایاغ کن ‌ ‌ ‌ تا تازه باغ دل گل وصل تو بو کنم

مخفی بغیر باده چو دل را دماغ نیست
برخیز تا بگوشهٔ میخانه رو کنم

گر رسد فوج غمت بر سرم از جا نروم ‌ ‌ ‌ جز در میکده جایی به تمنا نروم
گر شود هر سر موی بدنم نشتر غم ‌ ‌ ‌ عافیت جو نه شوم پیش مسیحا نروم
گوشهٔ محنت و غم را بگلستان ندهم ‌ ‌ ‌ همچو مجنون ز جنون جانب صحرا نروم
در قیامت اگرم جانب رضوان خوانند ‌ ‌ ‌ به تمنای دل از بهر تماشا نروم

یوسف طالع اگر جلوه نماید مخفی
به تماشاگه حسنش چو زلیخا نروم

تا نام ز حسن یار بر دیم ‌ ‌ ‌ ز آئینهٔ دل غبار بر دیم

از بسکه ز دیده خون فشاندیم
رونق ز گل و بهار بردیم

از آتش عشق چون سمندر
سر تا بقدم شرار بردیم

تا دیده رخت چو لاله رفتیم
داغ تو بهر دیار بردیم

مخفی بره وفا چو سیماب
از آتش دل قرار بردیم

تا بکی بر در امید چو سائل باشم
گه غبار نظر و گه الم دل باشم

التجا بر در مخلوق ز کوته نظریست
چند چون اهل صنم بر ره باطل باشم

منکه صد حاتم طے در نظرم مثل گداست
حیف باشد که گدا طبع و گدا دل باشم

هر نفس صد ره اگر آتش عشقم سوزد
باز پروانه صفت در پے قابل باشم

می رود کشتی عمرم چو بموج ای مخفی
شرط انصاف نباشد که بساحل باشم

بسکه در هجر تو خون دل بداماں کرده ام
پر ز گل داماں خود را تا گریبان کرده ام

مدعی طعن پریشانی مزن بر من که من
همچو ابر از گریه کار خود بساماں کرده ام

بر جگر از بس نهادم ز آتش هجر تو داغ
خانهٔ دل را به از رشک گلستان کرده ام

میکنم بلبل صفت فریاد ازان امشب که باز
همچو مستان بیخودانه یاد یاران کرده ام

مخفیا چندین منال از ناوک بیداد غم
کین دل افسرده را من وقف پیکان کرده ام

من آن پروانهٔ عشقم که در آتش وطن دارم
چو فانوس آتش دل را بزیر پیرهن دارم

دلم بلبل صفت از عشق تا گلغنت و شنو ز آرد
نهان در زیر حرفی گلستان گلخن دارم

نه پنداری که در هجرت سراسر مست و آرامی
ز افغانم غبار بر جان مرغان چمن دارم

بحشرم گر بپرسندم چه آوردی همین گویم
شهید خنجر عشقم گواه خود کفن دارم

اگر در گلشن عشرت ندارم راه ای مخفی
بحمد الله که باری گوشهٔ بیت الحزن دارم

زبس افسردگی دارم هیولای سردرا مانم
چنان کاهیده ام از غم که کاه زرد را مانم

گهی در دام غم افتم گهی صید بلا گردم
نه بینم روی آزادی اسیر درد را مانم

نشان پای محمل را ندیدم تا نهم چشمی
من آن سرگشته مجنون بیابان گرد را مانم

مرا هر کس که می بیند ز سویم چشم می پوشد
بچشم مردم از خواری غبار و گرد را مانم

گهی از درد دل سوزم گه از درد جگر نالم
نیم یک ساعت آسوده دل پر درد را مانم

بروی تخته هستی در آئین پریشانی
ز بدنفسی پریشان مهره های نرد را مانم

به بیرنگی و بی بوئی درین بستانسرا مصحفی
گل پژمرده گلهای باد آورد را مانم

دست در دامن آن سرو خرامان زده ام
چنگ در حلقه آن زلف پریشان زده ام

تشنه خون دل آبله پائی شده ام
تکیه بر نیش سر خار مغیلان زده ام

عزم تسخیر اقالیم جنون کرده دلم
خیمه لشکر غم را به بیابان زده ام

می توانم که کشم پای بدامان شکیب
منکه صد چاک بیک تار گریبان زده ام

از تو آتشکده عشق بر افروخته ام
آتش عشق بتان در سر و سامان زده ام

زورق دیده بغرقاب فنا افگندم
دیده برابر جگر موجه طوفان زده ام

کرده ام دیر شنو گوش مسلمانی را
بسکه ناقوس بمعبدگه گبران زده ام

در سر کوچه گبران ز تنگ ظرفی عقل
سنگ بی حوصلگی بر سر ایمان زده ام

آفرین بر جگرم باد که در کشور هند
سکه نقد سخن رائج ایران زده ام

چشم گریانم بپای از بهار آورده ام
نافه ام بوی خوشی از زلف یار آورده ام

نشه ای گل داغ غم پریشانی بود
تخم این گل را ز باغ روزگار آورده ام

از دیار عشق می آیم دیار من غم است
درد دل چندانکه خواهی زان دیار آورده ام

داده ام دل را بدست کافر بد کیش زلف
قطره خون جگر را یادگار آورده ام

اعتماد عشق را نازم که بر درگاه او
برده‌ام بے اعتباری اعتبار آورده‌ام

قطرهٔ خون جگر جائے دلم در سینه بود
وان هم از راه نظر بهر نثار آورده‌ام

بعد عمرے کرده قصد جان و مهمان من ست
مرغ دل را صید آن میر شکار آورده‌ام

سالها خون خورده‌ام کز موجهٔ طوفان غم
کشتی بیطاقتی را بر کنار آورده‌ام

هر طرف هنگامه گرم ست از غوغاے من
فتنهٔ مصحفی عجب بر روے کار آورده‌ام

من آن چشم غماز را می شناسم
من آن محرم راز را می شناسم

غمت دوش با من بسر جنگ داشت
من انداز آواز را می شناسم

ربانیدهٔ هوش و فرزانگیست
من آهنگ این ساز را می شناسم

مزن از تغافل بر ابرو گره
که من چنگل باز را می شناسم

بقتلم کمر بسته زود بشتاب
که من تیغ اعجاز را می شناسم

زه پیش چشم فریبے نیازم
که من شیوهٔ ناز را می شناسم

تواضع مرا بهر اعزاز باشد
من آئین اعزاز را می شناسم

بر اوج دگر می پرد مرغ امید
من این طرز پرواز را می شناسم

مگو پیش من از وجود و عدم بس
که انجام و آغاز را می شناسم

ز یکرنگی خویش مصحفی چه لافی
که من یار دمساز را می شناسم

همتے ارباب همت کز پے غم میروم
گیسوے آه پریشان بهر ماتم میروم

روزگارم گر زند زخمے بهر تار رگے
کافرم گر یک قدم دنبال مرهم میروم

بر سر راه اجل بنشسته بیم مرگ چیست
خلق و عالم رفته اند این راه من هم میروم

گرچه دنبالم ز همراهان درین ره باک نیست
میروم گر چند گامے بیش یا کم میروم

قد غم واماندهٔ محنت چیست این بیطاقتی
مصحفیا امروز فردا چون ز عالم میروم

دوش بر خاک درت پهلو به بستر داشتم
در طواف کعبه بودم حج اکبر داشتم

شعله ریز از آتش سودای عشقم از دماغ
خانه را در آتش دل چون سمندر داشتم

ساقی در دکشانم داد امشب ساغرے
گر خمارش طعنه بر خضر و سکندر داشتم

نیست پروانه ترا گر قدرت پرواز عشق
دل بر آتش نه که من هم پیش ازین پر داشتم

مخفیا امشب دماغ جان معطر ساختم
در سر زلفت سخن پیچیده عنبر داشتم

می روم تا بهر خود ویرانه پیدا کنم
واندران ویرانه از غم خانه پیدا کنم

دانه دانه اشک ازان ریزم که بهر مرغ دل
از سرشک دیده آب و دانه پیدا کنم

در بیابان جنون از بهر صحبت داشتن
نیست اگر فرزانه و دیوانه پیدا کنم

شیشه می گردد تهی و بزم آخر میشود
گر من از بهر طرب میخانه پیدا کنم

تا زنم سر پنجه در زلف پریزادان عشق
از سر انگشت محنت شانه پیدا کنم

شد بهار عمر و باغ آرزو خرم نه شد
مے روم تا گریهٔ مستانه پیدا کنم

ره نیابم پیش شمعے از برای سوختن
گر ز تو بال و پر پروانه پیدا کنم

بر غم بلبلان امشب لب از گفتار می بستم
ز خون دیده در دل نقش صد گلزار می بستم

ز گریه میزدم آبے بر آتش خانهٔ هجران
بسحر سامری امشب تب بیمار می بستم

چو مرجان شد خس مژگان مرا از لخت دل امشب
گل از باغ هوس می چیدم و بر خار می بستم

بیاد روے تو امشب بگرد شمع می گشتم
نظر چون عندلیبان بر گل رخسار می بستم

به تنهائی گرفتم خو چنان در کنج تنهائی
که در بر روے عکس سایهٔ دیوار می بستم

ز یکدیگر جدا شد عقد دل تسبیح می کردم
کمر یکره اگر در خدمت زنار می بستم

رخ امید را مخفی اگر اول چنین دیدی
ز آه آئنه دل را گل زنگار می بستم

سبکرو نیستم چون بو که دنبال صبا افتم
گرانبارم چنان از غم که گر خیزم ز جا افتم

سفر کردم که بگشاید دل از سیر جهان گردن
چه دانستم که در غربت بکام اژدها افتم

نهادم رو باین وادی ز ناکامی بنید انم
ز ضعف قوت طالع کجا خیزم کجا افتم

نجات از غم چسان یابم که هر سو میروم مخفی
چو مرغ بے پر و بال بدام صد بلا افتم

شب بیاد تو گل اشک بدامان کردم
همچو مرغان چمن ناله پریشان کردم

جیب دل چاک زدم بسکه ز سودای جنون
دست قدرت همگی صرف گریبان کردم

برگرفتم دل امید ز بیگانه و خویش
مشکلات دل خود را همه آسان کردم

خون دل بسکه برخسار تنگه افشاندم
سیرگاه نظر از دیده گلستان کردم

کاوش داغ کهن بسکه بناخن کردم
پنجهٔ دست چو سرپنجهٔ مرجان کردم

جذبهٔ عشق رساندی بسرم محمل دوست
من ز بیصبری خود رو به بیابان کردم

جان گرانمایه متاعی ست و لیکن مخفی
نرخ این جنس ببازار خود ارزان کردم

باز میخواهم که غوغای دگر پیدا کنم
از جنون در دل تمنای دگر پیدا کنم

رو بوادی مینهم باشد که از اعجاز عشق
همچو خود مجنون و رسوای دگر پیدا کنم

میگدازد دیده را سوز درونم تا بکی
بهر بوئی چشم بینای دگر پیدا کنم

نقد دانش میفروشم میخرم جنس جنون
تا بهر بازار سودای دگر پیدا کنم

سیل اشک دیده از بیطاقتی سر میدهم
تا بملک هند دریای دگر پیدا کنم

دیده ام ظلم و ستم چندانکه از ظلمات هند
میروم کز بهر خود جای دگر پیدا کنم

میتوانم چند گامی رفت مخفی بعد ازین
در ره امید اگر پای دگر پیدا کنم

در وفا چون شمع با غم جانگدازی میکنم
درد بیدرمان خود را چاره سازی میکنم

صید دام محنت و شیتار باغ کلفتم صیاد
باوجود بے پر یہا شاهبازی میکنم

در حریم کعبه باشد تا نماز من درست
جامهٔ خود را بخون دل نمازی میکنم

میکنم ویران بدست خود بنای عمر خود
مثل طفلان بر سر ره خاکبازی میکنم

می خرم داغ فراق و میفروشم نقد جان
مخفیا وقت سفر شد کارسازی میکنم

فصل گل رفت حریفان و شرابی نزدیم
بر لب تشنهٔ دل قطرهٔ آبی نزدیم

شد تهی شیشهٔ عمر از مے هستی و هنوز
بزم ما گرم نشد سیخ کبابی نزدیم

حیف صد حیف که در ضعف ز بی سامانی
بر در باغ و دل خود مشت گلابی نزدیم

کشتی عمر تباهی شد و در بحر وجود
دست در دامن خاشاک و حبابی نزدیم

عمر شد صرف می و میکده مخفی هیهات
بمراد دل خود بادهٔ نابی نزدیم

تا کے بگرفتاری دام هوس افتم
تا چند چو مرغان چمن در قفس افتم

تنگ ست ز بس بر دل من عرصهٔ ایام
خواهم که شوم شعلهٔ در مشت خس افتم

برکندن بنیاد من ای چرخ چه کار است
من کاه ضعیفم که ز باد نفس افتم

من محتسب و باده کشان دشمن جانم
این طرفه که بر عکس بقید عسس افتم

مخفی نه اگر خواهش سودای جنون نیست
در مجلس عشاق چرا چون مگس افتم

نه تنها سوز دل را من بشمع انجمن بردم
فغان تازه من از بهر مرغان چمن بردم

بمژگان کرده ام جوئے بکوه بیستون غم
بعاشق پیشگی زاد طلب از کوهکن بردم

ز ناسازی بخت آخر نهادم رو بدر غربت
دل پر داغ هجران یادگاری وطن بردم

بزیر خاک گر بینی دل آدم پر از داغ است
بدل داغ جدائی را همین تنها نه من بردم

غنیمت دان تو ای مخفی که هنگام سفر کردن
پر از اشک ندامت دیده با خویشتن بردم

نا اُمید و یاس را پیچیده باہم دیده ایم
صبح شادی را طلوع از شام ماتم دیده ایم

نیست دل آزرده گر شد طالع ما شسته‌ رے
نقش ہر دو پائے را در چہرهٔ ہم دیده ایم

خوبدرد و غم کن ایدل زانکه در آئین عشق
خویش را محرم به بزم عافیت کم دیده ایم

سبزهٔ ما کے شود سیراب وکے گردد بلند
ماکه در باغ ہوس از اشک شبنم دیده ایم

در بروے خنده مثل غنچهٔ گل بسته ایم
اشک حسرت تاروان بر روی آدم دیده ایم

دست و پا بیهوده ایدل بهر آسائش مزن
کین مطالب را برون از دور عالم دیده ایم

کے درآید در نظر مخفی لباس عافیت
ماکه نقش بوریا را مسند جم دیده ایم

ماکه چون مجنون زسودائے جنون دیوانه ایم
دوست با اہل جنون و دشمن فرزانه ایم

شیشهٔ ما خواه پر باشد ز مے خواہی تہی
ما خمار آورده جام مے جدا نا نانه ایم

بسکه دل آزرده ایم از صحبت اہل جہان
روز و شب در فکر ترک این کہن ویرانه ایم

تا خمار ستی شبہائے مستان دیده ایم
از صمیم قلب بدخواه مے و میخانه ایم

قدر گوہر نیست غواصی که ہر آرد برون
در نه ما ہم اندرین دریا دُر یکدانه ایم

شعلهٔ ہجر حجاب فر دز دار بحبت در جہان
از برائے سوختن ہم شمع و ہم پروانه ایم

صرف لہو و لعب شد عمر گرانمایه ہنوز
روز و شب مخفی چو طفلان گوش بر افسانه ایم

بسکه دارم سوز دل خود را بر آذر میزنم
سینه را بر شعلهٔ دل چون سمندر میزنم

شد بہار عمر در دور قدح خمار ما نشد
دوستان معذور گر مستانه ساغر میزنم

بہر آب زندگانی کے روم دنبال خضر
منکه استغنا بر آب حوض کوثر میزنم

آفتاب آسمان ہمتم زیر سحاب
تا بچشم آرزوے خویش نشتر میزنم

در لباس فقر دارم تاج سلطانی بسر
تا بچشم آرزوے خویش نشتر میزنم

نقد جعفر افغان معنی را رواج دیگر است
تا در اقلیم سخن من سکه بر زر میزنم

نیست گر بال و پر پروانه در کنج قفس
دست حسرت چون مگس پیوسته بر سر میزنم

پیش فانوس خیال حسن تو پروانه وار
بر امید شعلهٔ شب تا سحر پر میزنم

بر نیاید از درون خانه آوازے برون
عمرها شد من برین در حلقه بر در میزنم

دوستی با دشمن آل پیمبر کے کنم
منکه لاف دوستی با آل حیدر میزنم

بگذری یکسر اگر مخفی ازین دون همتی
در گدائی طعنه بر شاهی قیصر می زنم

ز جور اهل ستم دوستان چه چاره کنم
بغیر آنکه گریبان صبر پاره کنم

کجاست جذبهٔ دیوانگی و مدهوشی
که از میان جفا پیشگان کناره کنم

خمار بادهٔ مستی و چشم خواب آلود
به بزم باده کشان تا بکے نظاره کنم

ز توبه چون غرض تائبان پشیما نیست
ببزم تو به چه حاجت که استخاره کنم

میان مردم بیگانه راز پنهان را
چو نیست محرم رازے چه آشکاره کنم

شب فراق تو از بس بخاک ریزم اشک
تمام روے زمین را پر از ستاره کنم

زمانه بر سر آزار ماست اے مخفی
بیا که خانهٔ دل را ز سنگ خاره کنم

آتشے کو که بدل سوز دگر تازه کنم
این کهن داغ جنون را بجگر تازه کنم

منکه سودا زدهٔ عشق جنونم چه عجب
بر سر داغ اگر داغ دگر تازه کنم

هر شب از ناله بگلزار چو مرغان چمن
مژدهٔ آمدن باد سحر تازه کنم

باعث گریهٔ شام و سحر انیست مرا
که ز خوناب جگر باغ نظر تازه کنم

چند بر یاد سر زلف تو از شبنم اشک
بر لب جوے نظر سنبل تر تازه کنم

ترسم از گریهٔ من قیمت گوهر اشکند
ورنه از خون جگر رنگ گهر تازه کنم

مخفیا چند ز جور فلک شعبده باز
همچو یعقوب بدل داغ پسر تازه کنم

در واکه ز قید ستم آزاد نه گشتیم
یک لحظه زغمهاے جهان شاد نه گشتیم

تا بو و شگافنده خار امشره ما
محتاج دم تیشه فرهاد نه گشتیم

تا خوے بویرانه گرفتیم درین دهر
نزدیک بنزدیکی آباد نه گشتیم

تا پاے طلب در ره عشاق نهادیم
سرگشته درین بادیه چون باد نه گشتیم

هر جا که درآمد سخن از درس محبت
شرمنده زشاگردی استاد نه گشتیم

تا شیفته سلسله حسن تو گشتیم
پابند سر زلف پریزاد نه گشتیم

ما بلبل عشقیم گر بے واسطه مصحفی
صید قفس و حیله صیاد نه گشتیم

تا چند خوش نشستن بهر دماغ هر دم
تا کے توان گذشتن بر طرف باغ هر دم

صندوق سینه من رشک گل ست و گلشن
دارم بسے نهفته در سینه داغ هر دم

بیهوده چند مجنون سرگشته بیابان
لب تشنه و پریشان بهر سراغ هر دم

افسردگی فزاید ساغر بغیر دلبر
زهر ست نزد دانا مے در ایاغ هر دم

بر طبع اهل مجلس مصحفی گران شماید
پروانه جان فشاند گر بر چراغ هر دم

ره بوادی جنون با دل پر خون رفتم
نا امید از در امید چو مجنون رفتم

دیده از اشک تهی گشت و دلم پاره نشد
تشنه لب آخر کار از لب جیحون رفتم

ناخن سعی چو نگشاد گره از کارم
صد گره در دل ازین سلسله بیرون رفتم

ناله زار دلم چون بے اثر کار نساخت
همچو فرهاد دل آزرده و محزون رفتم

گر نیامد ز لبش پرده رخ فال مراد
سالها بر اثر بخت همایون رفتم

بر نیایم من از اندیشه این راز برون
که ندانم بهر چه و باز چنین چون رفتم

باش مصحفی تو درین خانه که از آتش دل
من چو فانوس دم صبح نه بیرون رفتم

ستم گر زخم غم خوردن خروشیدن نمیدانم
بجز خونناب دل جامے نیوشیدن نمیدانم

من آن پروانهٔ عشقم که گر سوزد مرا شمعم
ز استیلاے عشق او خروشیدن نمیدانم

زمانه جامهٔ محنت وهد زانم که میداند
لباس عافیت را طرز پوشیدن نمیدانم

مگو راز دولت با من که من از ساده پوچها
چو طفلان راز دل از غیر پوشیدن نمیدانم

نبردم ره بمقصودے درین وادی از آن مخفی
که در راه طلب آئین کوشیدن نمیدانم

اے دیده بیا تا بطرب نام بر آریم
سامان نشاط از قدح و جام بر آریم

بر زخم دل از غم نمکِ تازه فشانیم
دردے بدل سینهٔ خودکام بر آریم

مردانه در آئیم بمیدان محبت
نامے بجنون در صف ایام بر آریم

ماییم که از جذب محبت به تماشا
خوبان جهان را بدر و بام بر آریم

گر شیشهٔ ما گشت تهی از مے گلگون
خونناب دل از دیده بابرام بر آریم

تا بعاشق پیشگی ما نام بیرون کرده ایم
رونقی در کار و بار عشق مجنون کرده ایم

بسکه خونناب جگر بر خاک ره افشانده ایم
دشت و صحراے جنون را جلوهٔ خون کرده ایم

قامت سرو چمن دیگر نیاید در نظر
تا نظر بر قامت آن سرو موزون کرده ایم

انجمن آراے عالم گشته حسن آفتاب
تا لباس چرخ را از آه گلگون کرده ایم

مرد کارے مخفیا دیگر نمے آید برون
بر سپاه آرزو از بسکه شبخون کرده ایم

تا بغم همدم شدیم از محنت و غم فارغیم
با مصیبت تا گرفتیم خو ز ماتم فارغیم

پیش صبر ما گرفتاری و آزادی یکیست
همچو مجنون از بد و نیک دو عالم فارغیم

تا ز نشتر لذت درد جراحت یافتیم
با جراحت خو گرفتیم و ز مرهم فارغیم

با پریشانی و ناداری قناعت کرده ام
از چنین درهم کشید نهاے جانم فارغیم

بعیش و گم گر دیده چون قسمت بدیوان ازل
با تو گل پیشگان از بیش و از کم فارغیم

گریه و زاری مظلومان ندارد چون اثر
مخفیا صد شکر از اشک دمادم فارغیم

دوش اندیشه ز بتخانه چنین میکردم
خون دل تا بسحر نقش جبین میکردم

با فراز دل اغیار نیاید خبری
چون لب دل شدگان ناله حزین میکردم

از پی باد صبا بی سر و پا می رفتم
هر نفس یاد دم بازپسین میکردم

گفتگوی سخن عشق من امروزی نیست
مشق سودای جنون وقت جنین میکردم

شد بیکسو ز خرد هر که مرا مخفی دید
کاش سودای ترا پرده نشین میکردم

بیا ای دل که بر حال خراب خویشتن گریم
بسان ابر از چشم پر آب خویشتن گریم

بزم مے ز بدمستی نمیگریم من ای ساقی
بر انجام شب وصل شراب خویشتن گریم

باشک افشاندن چشمم نه گردد سوز دل کمتر
اگر هم خود برین جان کباب خویشتن گریم

گهی خود را چو پروانه زنم بر شعلهٔ آتش
گهی چون شمع در زیر نقاب خویشتن گریم

نزد صبح مرادم دم که آمد شام نومیدی
بیا مخفی که بر عمر شباب خویشتن گریم

می نویسم نامه و از غم شکایت میکنم
راز خود با غمگسار خود حکایت میکنم

می دهم بر باد هر دم دفتری از عمر خود
خانه خود را بدست خویش غارت میکنم

بسکه چون مجنون جنون عشق بر من غالب است
در حریم کعبه لیلی را زیارت میکنم

رو بآبادی نمی آرد دل ویرانه من
عمرها شد عمر صرف این عمارت میکنم

ای سلامت رو مزن سنگ ملامت بر سرم
کز سلامت خویش را من خود ملامت میکنم

رو بخاک آلودگیهایم ز گرد راه نیست
تا جدا ام از تو بر سر خاک حسرت میکنم

از ندامت اشک حسرت میکنم در دیده جمع
مخفیا سامان صحرای قیامت می کنم

پیر کنعانم زگریه چشم تر گم کرده ام
روشنی چشم از بهر پسر گم کرده ام

سوے کنعان میبرم از مصر بوئے پیرہن
از ہجوم شوق پیغام و خبر گم کرده ام

قطرهٔ خون داشتم در سینهٔ و دل نام بود
وانهم اندر موج طوفان نظر گم کرده ام

مرد میدان بلا ام از زبونیهاے بخت
ہمچو نامردان درین میدان جگر گم کرده ام

کے کنم پرواز بهر طعمهٔ مانند باز
منکه در اوج قناعت بال و پر گم کرده ام

گرمی هنگامهٔ خورشید را بیشم چه قدر
منکه از بخت سیه شام و سحر گم کرده ام

جستجو بیحاصل ست مصحفی برین گرداب هند
گوهر مقصود را جاے دگر گم کرده ام

ردیف النون

بهار آمد حریفان شیشه بر مے میتوان کردن
برغم بلبلان جام پیاپے میتوان کردن

امید وصل اگر باشد اسیران محبت را
بیک انداز گامے سر بسر طے میتوان کردن

چو در عشق غالب شد زبهر نغمه پردازی
بیادی تار قانون از رگ و پے میتوان کردن

چو جام جم نهی بر لب روے صدق دل یکره
بعلے بر روان خسرو و کے میتوان کردن

ترا آه دل مجنون چو دامن گیر شد لیلی
درین ره محمل خود را شبے پے میتوان کردن

زحد بگذشت اے مصحفی لبے شبهاے بدمستی
خمار آلوده هم یک صبح ہے ہے میتوان کردن

عاشقے باید بکوے یار بیمار آمدن
داغها چون لاله بر دل دیده خونبار آمدن

در طریق عاشقی بسیار دور ست از ادب
عندلیبان بے اجازت سوے گلزار آمدن

نیست آسان پنجه بر زلف پریرویان زدن
در درون کعبه می باید به زنار آمدن

عاشقی یعنے که کنج محنت ماندوه و غم
نے بسیر باغ رفتن نے ببازار آمدن

در محبت ترک جان و ترک دین شرط است
نیست مصحفی کار هر کس بر سر دار آمدن

دوش چون ماه جمالت بیحجاب آمد برون
والهٔ و شیدا ز هر سو آفتاب آمد برون

بوے روح افزا نمی آید مرا از آب و گل
بوے خون بلبلان مست کز گلاب آمد برون

هر دم از درد جدائی بسکه چون ابر بهار
جاے اشک از دیدهٔ من خون ناب آمد برون

بسکه کردم گریه در وادی هجران بعد ازین
جاے آب از دیدهٔ من خون ناب آمد برون

تا بکے زاهد عبث مخفی درون خانقاه
نشئهٔ ایزد پرستی از شراب آمد برون

تا گل رخسار آن مه از حجاب آمد برون
غنچه در گلشن ز حسرت از نقاب آمد برون

ماه من یکشب بر آمد تا به بیند ماه عید
هر که آنرا دید گفتم آفتاب آمد برون

با وجود گریه زان شب آتش دل تا سحر
لخت لخت دل ز دیده چون کباب آمد برون

بهر صید مرغ دلهاے گرفتاران حسن
طرهٔ زلف بتان با پیچ و تاب آمد برون

می دهد هر دم رواج کفر استغفار من
می فزاید رونق تسبیح را زنار من

عکس مینائے مے من خانه روشن میکند
طعنه بر خورشید دارد سایهٔ دیوار من

چشم من در خواب غفلت هم نه بیند روے خواب
دشمن خواب غرورست دیدهٔ بیدار من

حسن آزار دل و جانرا بنقد جان خرم
شاد می گردد دل دشمن چو از آزار من

پیش شمع حسن مه رویان من آن پروانه ام
گر خجالت آب گردد شمع از دیدار من

مرغ روحم چون سمندر بس با آتش خو گرفت
از حرارت شعله گردد دانه در منقار من

دیده ام آسودگی بس در تب افسردگی
داروے صحت نخواهد این دل بیمار من

بر جبین از بس پیش مخفی داغ رسوائی منست
داغ دل چندانکه خواهی هست در بازار من

بے گل رویت نخواهم زنده جان خویشتن
غیر گل بلبل نخواهد آشیان خویشتن

نیست باد صبح را در گلشن حسن تو راه
کرده تار زلف مشکین پاسبان خویشتن

گر برآید جان زتن مهرت نمی آید برون — داده ام چون مغز جا در استخوان خویشتن
برده ام گوے اجابت را بامید دعا — ساختم تا نام تو ورد زبان خویشتن
اشک چون ریزد ز چشمم در کنار آرزو — گر برون آرم ز دل راز نهان خویشتن

همچو مخفی هیچکس در عاشقی نردے نباخت
باخت اندر نرد بازی خان و مان خویشتن

کار معشوقان نمک بر زخم پنهان ریختن — کار عاشق خون خود در پای جانان ریختن
نیست آسان پنجه بر زلف پریرویان زدن — خون دل میبایداز دیده بدامان ریختن
گر نهادم داغ عشقت بر جگر معذور دار — باغبان را میرسد گل در گریبان ریختن
صحبت بیگانه زان دارم بتو لے آشنا — کابرو دشوار باشد پیش خویشان ریختن

دیدهٔ خود بر کشا مخفی دگر تا کے توان
نقد عمر خویش را هر سو پریشان ریختن

گر میل سخن داری دم از دم مستی زن — ور دم زدهٔ یاری از باده پرستی زن
در صحبت بدمستان چون مست شدی برخیز — بر شیشهٔ مے غافل مستی شده دستی زن
مردیم ز مخموری تا کے مے انگوری — یا توبه بکن از مے یا جام الستی زن
داری سر پروازے انداز بلندی کن — هر جا که فرومانی هر کوچه بلا پستی زن

اندیشه بکن مخفی برخیز سحرگاهے
بر لشکر اعدایت مردانه شکستی زن

بسکه شد خون جگر در زندگانی قوت من — بر نخیزد بعد مردن از زمین تابوت من
اقتباس نور از شمعم کند کسب آفتاب — طعنه بر خورشید دارد دیر تو یاقوت من

بعد مردن غم مخور مخفی که در آئین عشق
بلبل ویرانه گیرد پایهٔ تابوت من

نه سوے گلشن جنت نظر توان کردن — نه در حریم خیالت گذر توان کردن

نه با رقیب توان لحظهٔ بسر بردن — نه از دیار محبت سفر توان کردن
نه بر وفای تو بستن توان دل امید — نه از جفای تو قطع نظر توان کردن
نه راز عشق تو بتوان نهفتن اندر دل — نه سر خویش کسی را خبر توان کردن
ز گریه سوزش دل کم نمی‌شود مصحفی
مگر بصبر علاج شرر توان کردن

گر مرا شعلهٔ آهی ز دل آید بیرون — لخت لخت جگرم مضمحل آید بیرون
بسکه آغشته بخون ست دلم تا دم صور — قبرم گر بشگافند گل آید بیرون
درد چون گشت فزون شد دل غمدیده زبون — نالهٔ و آه بهم متصل آید بیرون
مهر نایاب چنان گشته که از غایت یاس — اشک از چشم پشیمان خجل آید بیرون
خواه در انجمن شاه بود خواه گدا — بی طلب هر که رود منفعل آید بیرون
مصحفیا در چمن از گریهٔ بلبل ترسم
جای گل بر سر هر شاخ دل آید بیرون

بزنه

در بهاران همچو گل رو خیمه در گلزار زن — با پری رویان نشین و ساغر سرشار زن
دفتر دانائی خود سر بسر بر باد ده — آتش نادانیش در خرمن پندار زن
مصحفیا تا مینوائی بر خلاف باغبان
گل بچین زین گلشن و بر گوشهٔ دستار زن

چو گل خندان بگلشن سیر گلشن میتوان کردن — چو بلبل بر سر هر شاخ شیون میتوان کردن
بهار آمد نشستن تا بکی در خانه ای مستان — بپای گلبنی یکره نشیمن میتوان کردن
ز دوران شد اگر گلشن گل در آئین وفا بلبل — گل خون جگر را هم بدامن میتوان کردن
مکن عیبم اگر گشتم بیابان گرد چون مجنون — وطن در بینوائیها به گلخن میتوان کردن
چو یعقوب از غم هجران در بیت الحزن بستم — بروی خود که تنها مشق مردن میتوان کردن
ز خاک من مکش دامن که از بهر خدا یکشب — چراغی بر سر خاک روشن میتوان کردن

بامید نگاہے رفت مخفی دل ز دست من
نگاہے از ترحم جانب من میتوان کردن

بلبل بفغان چند ز دیدار گلستان
اے دل بجفا ساز کہ در دیدۂ بلبل
بستند حریفان چو برویم در گلشن
پرواز کند مرغ دلم در قفس تن
گل چہرہ نماید بر نظارۂ بلبل
شد فصل بہار از چمن و فصل خزان شد

تا کے بود این رونق بازار گلستان
فرقے نبود در گل و در خار گلستان
چون سایہ نشینم پس دیوار گلستان
دائم بہواے گل و رخسار گلستان
خارے کہ بود بر سر دیوار گلستان
تا چند توان مرغ گرفتار گلستان

مخفی مکن اسرار نہان فاش کہ افغان
بیگانہ کند محرم اسرار گلستان

چند خوناب دل از دیدہ بداماں کردن
نیست اندیشہ ام از کوتہی عمر ولے
کاوش دیدہ مکن گریہ کہ در راہ طلب
خون پروانہ زہم ریختۂ بر سر ہم

تا بکے نالہ زبیداد پریشان کردن
باید مرا در ہجر تو سامان کردن
نامبارک بود آزار رفیقان کردن
باید اے شمع ترا شمع شہیدان کردن

کار مخفی شدہ و تیغ جفایت در کار
بیگنہ چند توان قصد اسیران کردن

بیا اے دل دمے یاد وطن کن
خدا را پردہ از رخسار بردار
چو گل اسے عندلیب از دیدن گل
گرفتہ چون زخسرو کام شیرین

چو قمری نالہ برسرو چمن کن
زشمع حسن روشن انجمن کن
ہزاران چاک در جیب بدن کن
دعاے بر روان کوہکن کن

چو گم شد یوسف عمر تو مخفی
وطن در گوشۂ بیت الحزن کن

زندگانی چیست در پای گلستان زیستن | با پریروی بکام خویش مستان زیستن
دعوی حسن و بروی خویش افگندن نقاب | آب حیوان خوردن و چون خضر پنهان زیستن
نیست کار هر کسی این شیوه موزونی ماست | خون دل نوشیدن و همواره خندان زیستن
از گلستان داشتن صحبت بنا جنسان بسی | نزد دانا بهتر ست پنهان بزندان زیستن
نوبهار عمر بگذشت و خزان شد این چمن | همچو گل تا چند باچاک گریبان زیستن
بسکه آب دیدهٔ من ریخت در زندان هجر | بایدم چون نوح اندر موج طوفان زیستن

مخفیا رسم ست ارباب خرد را از قدیم
بادل پر داغ چون زلف پریشان زیستن

ردیف الواو

ای ضیا خورشید تابان را زماه روی تو | وی مه عید اسیران گوشهٔ ابروی تو
دیدهٔ معنی و صورت کرد روشن همچو شمع | توتیای دیدهٔ کس گرد خاک کوی تو
دشت صحرای قیامت کرد مثل نوبهار | ریخت از بس خون مردم نرگس جادوی تو
صبح عیش عاشقان چون شام ماتم شد سیاه | تا نهاده زلف مشکین روی خود بر روی تو
از غم عشق تو یکدل در جهان آزاد نیست | یک جهان سر گشته مانند سر هر موی تو

با شهیدان غمت کار مسیحا می کند
می وزد هر گه نسیم صبحدم در کوی تو

دارم سری ولیک به پیش سبو گرو | دستانه گرسنه سر آبرو گرو
تا کی بآب دیده کنم شست و شوی رو | تا چند آبرو سر در آب جو گرو
در سر هوای باده و دل در خیال زهد | دارم دل ضعیف بصد آرزو گرو
مائیم و شانهٔ زمتاع جهان و بس | وان هم برای باد صبا بهر تو گرو
بگشا زبان ناطقه مخفی که یک جهان | معنی بود نهان بسر گفتگو گرو

زد شعلۂ آتشے بدل اے دیدہ آب کو
اے دیدہ سیل اشک ترا اضطراب کو

گر نیست عہد کیف جوانی چو کیمیا
آن نشہ ہاے مستی عہد شباب کو

خلقے ز ظلم بیحد گردون خراب شد
انصاف در سوال و زبانِ جواب کو

گفتم شبے بخواب بہ بینم رخِ مراد
اے چشم روسیاہ ترا بخت خواب کو

ہر دم علامتے و نشان قیامت است
مہرے و صبح صادق او آفتاب کو

شد نسخۂ حساب مصحفی بہ بیحساب
مصحفی کجاست اہل تمیز و حساب کو

فصل بہار میرسد بادۂ خوشگوار کو
بر سر رہ نشستہ گل زمزمۂ ہزار کو

گل بچمن کشاد دست چادر چرخ نیلگون
ساغر عیش کرد پُر غنچہ ز مے خمار کو

گشتہ ہولے بوستان توبہ شکن نہ نشنبمے
ساز نواے بلبل و ساقی گلعذار کو

گل بچمن کشاد در وعدۂ وصل میدہد
سہل بود نشستنم دیدۂ انتظار کو

بوالہوسان عاشقی بستہ حنا بسے بدست
دستہ حنا نگار نیست دست بخون نگار کو

گوشہ نشین دل کنم دیدۂ دل زمانہ را
بہر نمودن رخت قول کجا قرار کو

وعدہ بعشرتم دہی فصل بہار زندگی
گردش دور دون پرست اینہمہ اعتبار کو

آنکہ نوشتہ میدہی فتوے باختیار من
دست منست و دامنت رشتۂ اختیار کو

کشتی چشم عافیت بر سر موج فتنہ است
بادمراد در کجا روشنی کنار کو

مصحفی اگر چشیدۂ چاشنی شہادتی
روشنی چراغ کو لوح سر مزار کو

بسکہ نہادم بدل داغ تمناے تو
شعلۂ زد سینہ ام آتش سوداے تو

گشت چمن غرق خون بسکہ ز تیغ نگہ
خون اسیران بریخت نرگس شہلاے تو

جام صبوحے بیار وعدۂ بفردا مکن
نیست مرا بیش ازین وعدۂ بفرداے تو

در چمن انتظار داغ محبت بدل
صف زدہ لالہ ہا بہر تماشاے تو

از نظرت می رود عمر گرامی بباد
آه چه شد مخفیا دیدهٔ بینای تو

ردیف الهاء

دائم از گریه بود دیده بآب آلوده — ترک مستی نه کند لب بشراب آلوده
شیشهٔ من ز مئے خون جگر لبریز ست — من ازان مے نکنم لب بشراب آلوده
میرسد بوے دل از نالهٔ زارم بدماغ — بوے خونناب دهد سیخ کباب آلوده
سرگرانی نرود از سر او تا دم صور — دیدهٔ بخت چو گردید بخواب آلوده

مخفی هر لحظه من از بخت سوالے دارم
تا بیکبار کند لب بجواب آلوده

فروغ جلوهٔ حسنت چنان در دیده پیچیده — که زان آتش درون سینهٔ غمدیده پیچیده
شود یاقوت اگر بینم بچشم تربیت در سنگ — نگر خورشید را در حسن خود در دیده پیچیده
نگشته واقف مضمون ازان بر خویش مینالم — که مکتوب محبت را لب سنجیده پیچیده
نه با بیگانگان دارم نه با خویشان سر الفت — ز بس سودای عشقم در سر شوریده پیچیده
بپیچ و تاب نومیدی زپا منشین که در گلشن — گیاهے میرود بر آسمان پیچیده پیچیده
ببین دست زلیخا را که هر سو از غم یوسف — هزاران دست خود در بیخودی ببریده پیچیده

ازان بر خویش می پیچم ز سوز سینه اے مخفی
که در آتش چو چوب تر بخود پیچیده پیچیده

کے بے سبب ما را چنین از خاک پیدا کردهٔ — تو بر شناسائی خود این فتنه برپا کردهٔ
هم دین و هم دل بردهٔ هم قصد جانها کردهٔ — کین با کسے هرگز نکرد تو آنچه با ما کردهٔ
با آنکه رو ننمودهٔ از یک فریب وعدهٔ — در دیدهٔ هر دیدهٔ خود را تماشا کردهٔ
با آنکه از کون و مکان امکان ندارد جاے تو — در چشم هر صاحبدلی چون مردمک جا کردهٔ

نے طاقت نشستن و نے قوت برخاستن ‌‌ ‌‌ با این ضعیفیهاے ما مارا شکیبا کردهٔ

دیوانگان را ز ابلهی در قید عقل افگندهٔ ‌‌ ‌‌ فرزانگان را از جنون سرگرم سودا کردهٔ

از بهر یک بیگانهٔ بر آشنا در بستهٔ ‌‌ ‌‌ با بُت پرستی کافری چندان مدارا کردهٔ

گاهم پریشان میکنی گه مشق طوفان میکنی ‌‌ ‌‌ اے اشک روز افزون مگر آهنگ صحرا کردهٔ

فیض کرامت میکند هشیار هر دیوانه را ‌‌ ‌‌ مخفی در اعجاز سخن کار مسیحا کردهٔ

سنبل زلف ترا نسبت مو یعنی چه ‌‌ ‌‌ گل امید مرا نشئهٔ بو یعنی چه

من کجا و هوس بزم مسرت زکجا ‌‌ ‌‌ شیشهٔ بخت مرا راه گلو یعنی چه

دفع سوز جگر از گریه مستانه نشد ‌‌ ‌‌ آتش عشق ترا آب سبو یعنی چه

نیست گر قصد مه مهر طواف در تو ‌‌ ‌‌ رفتن شام و سحر کوے بکو یعنی چه

کرده تقلید خط حسن تو مخفی ورنه ‌‌ ‌‌ روز و شب هر دو بهم روے برو یعنی چه

تا بگرد روے تو از خط نشان برخاسته ‌‌ ‌‌ دود نومیدی ز جان عاشقان برخاسته

نکهت گل از حسنت تا صبا آورده است ‌‌ ‌‌ عندلیبان را ز جان آه و فغان برخاسته

چشم نیکوئی مدار ای دل ازین دون همتان ‌‌ ‌‌ کاشنائی و مروت از میان برخاسته

این خبر پیداست کز دست جفاے روزگار ‌‌ ‌‌ هر طرف چون روز محشر الامان برخاسته

زندگانی را چو لذت زگردون زینهار ‌‌ ‌‌ مخفیا کین نشتر از کون و مکان برخاسته

زبس باز در هجرانت غم و دردم فزون گشته ‌‌ ‌‌ زگریه کاسهٔ چشمم لبالب پر ز خون گشته

نه پنداری که در هجرت به پیغامی شدم خرسند ‌‌ ‌‌ برب کعبه سوگندی که دردم فزون گشته

چو مجنون اندرین وادی بازان دیوانه می گردم ‌‌ ‌‌ که قلاب سر زلف تو زنجیر جنون گشته

چنان بازم در مهجوری ضعیف و ناتوان گشتم ‌‌ ‌‌ که گاه غم مرا بر دل چو کوه بیستون گشته

ردیف الیاء التحتانیہ

چو چمن شگفتہ گردد ز نوائے عندلیبان — من و بادہ ہائے گلگون دل و نشہ ہای مستی
مے ازان بروز ہرگز نکشند مے فروشان — کہ ہزار چند دارد شب ہائے ہای مستی

شب و بادہ حریفان ہمہ را د خوشیش مخفی — تو و بادۂ خمارت من و گریہ ہائے مستی

اے بوالہوس چہ شیوۂ مجنون ہوس کنی — باید براہ عشق فغان چون جرس کنی
اے مرغ دل ز شبنم اشکم بہار شد — تا کے فغان و نالہ بکنج قفس کنی
از جور اہل جور چہ فریاد مے کنی — بارے بہ پیش عادل فریاد رس کنی
سر بر خط اطاعت و فرمانبری نہد — ساقی پیالہ را چو بکام عسس کنی

مخفی چو گفتگوے بجاے نمیرسد — بہتر گزین حکایت بیہودہ بس کنی

دل من ببرد شوخے بنگاہ دل فریبی — نہ بدیدہ ماند اشکے نہ بدل مرا شکیبی
بہ چمن نرستہ ہرگز چہ قد تو ہیچ سروی — نکشیدہ دست قدرت چو تو ہیچ جامہ زیبی

شب مستی وصالت ز خمار ہجر ترسی — مخفی قرین فراز بجہان بود نشیبی

پروانہ ز عشق امشب پرواز بسے داری — با شمع مقابل شو گر دست رسے داری
تا چند توان افغان در کنج قفس بلبل — صد شکر گزین عالم گر کنج قفسے داری
بیہودہ درین گلشن تا چند فغان بلبل — آتش بگلستان زن گر خار و خسے داری
آشفتہ و غمگینی پژمردہ و دلگیری — دانستہ شد امروزم کاندوہ کسے داری
با یار ہوس تا کے دنبال شکار ای دل — پرواز چہ خواہی گر دبال مگسے داری
درویشی و تنہائی شرط است بہم بودن — سلطان اقالیمے گر ہم نفسے داری

مخفی بچمن بلبل شد گرم طرب باگل
ہنگام بہار آمد خیزار ہوسے داری

نکردی یاد مہجوران بمکتوبی شد ایامے
اگر قاصد نمی آید بدست باد پیغامے

بیا اے مایۂ آرام دل آرام دہ دل را
کہ نبود پیش ازین بے تو مرا صبرے و آرامے

اگر از شفقت و دولت تو الطافی نمی سازی
نوازش میتوان کردن گدا یا نزا بدشنامے

بقصد دیدن مجنون مشو سرگشتہ اے لیلی
کہ نبود در رہ وادی ازان بیچارہ جز نامے

برآید آفتابی مہ برائے دیدن رویت
نماید گوشۂ ابرو اگر حسن تو در شامے

بیا ساقی لبالب کن زمے ساغر کہ میخواہم
بیے برلب نہم دل را بیادش برلب جامے

نمی دانم من اے مخفی سرانجامم چہ خواہد شد
بکار خود چو می بینم نمی بینم سرانجامے

دارد گلستان را من زبس گل پژمردگی
بلبل نیاید در فغان از غایت افسردگی

دشمن قوی و من زبون فریاد رس ظالم نہاد
باشد مرا زین زندگی بسیار بہتر مردگی

مخفی دمن فکرم ہمین کز چنگ غم آیم برون
غم را ہمین اندیشۂ از دست من دلبردگی

تو دسیر باغ گلشن من و کوے بینوائی
تو و عیش و شادمانی من و آتش جدائی

تو و حکم و کامرانی من و محنت اسیری
تو و طرز خودنمائی من و در بدر گدائی

تو و تیغ جانستانی من و زخم نا امیدی
من و دیر و بت پرستی تو و دعوی خدائی

چہ کنم چہ چارہ سازم بتو اے مہ ستمگر
من و داغ آشنائی تو و رسم بیوفائی

نہ کنم شکایت از تو مکن انچہ میتوانی
گر ز قید عشق خوبان نبود دگر رہائی

چو کمان ابروانت کہ نہد خدنگ جانم
بامید آنکہ روزے بغلط زدر در آئی

ہمہ عمر دیدہ مخفی برہ امید دارم
بامید آنکہ شاید بخیال او در آئی

بسوے خفتگان بگذر بہ آئینی کہ میدانی
وسوداے سر زلفت گرہ افتاد در کارم

اگر برخیزند از نوبت ز بالینے کہ میدانی
سرت گردم گرہ بگشا از ان چینے کہ میدانی

وے دارم سراسر خون شدہ در عشق ای مخفی
خدارا جانب این بین با آئینے کہ میدانی

اے صورت زیباے تو آئینۂ آسودگی
افسردہ میساز دمرا طرز تغافلہاے تو
مجنونم و دارم نہان صد داغ لیلی بر جگر
ہر گل کہ بینی در چمن دارد نہان داغ دلی

وے ناز استغناے تو ہر روز در بیہودگی
اے بیوفا تا کے توان در بلاۓ فرسودگی
باشد از ان چشمی مرا از کے بخون آلودگی
اے مرغ خوش الحان مجو داغ دل آسودگی

مخفی ز عصیان نامہ ام گردید چون روے سیہ
اے روسیہ شرمندہ شو دیگر ازین آلودگی

بسوے غم دلا مردانہ رفتی
سرشک دیدہ ماندی از دویدن
بجشنی کے شود ہشیار اے مست
بکامِ دل رسیدہ در رہِ عشق

بہ پیش شمع چون پروانہ رفتی
تو ہم آخر ازین ویرانہ رفتی
لبی گر بر لب پیمانہ رفتی
اگر رو بر کف جانانہ رفتی

برو مخفی بحمد اللہ کہ آخر
برہمن وار زین بتخانہ رفتی

ایکہ از زلف سیہ بر رخ نقاب انداختی
بیقرار ست موج سیماب رخت برابر دان
از نگاہت آب مے خاصیت آتش گرفت
تا چراغ گل ز عکس شمع رخ افروختی
در دل ویران من تخم محبت کاشتی
راہ خواہم زد خیالت در لباس شبروی

آتشے در سینۂ جان کباب انداختی
عکس رخسارت مگر بر روئے آب انداختی
خوش نگاہی دلربائی از شراب انداختی
بلبل و پروانہ را در اضطراب انداختی
چشم معموری بر این ملک خراب انداختی
از خیال عمر خلل در کار خواب انداختی

پرتو رخسارهٔ خورشید عالم گیر شد — سایه تا مثل هما بر آفتاب انداختی

معصیت وادی غفلت خرمن طاعت بباد — در خطایم عاقبت بهر ثواب انداختی

گشت مخفی عاقبت سیل سرشک از موجها — کشتی امید را در موج آب انداختی

مرغ دل دارد سر پرواز یاران همتی — غیر گل بلبل ندارد با گلستان الفتی

عندلیب گلشن عشقیم در بازار عشق — نیست بار منتی ما را ز ابر رحمتی

بلبل و گلزار باهم صحبت یاران اهل — کمتر از فیض گلستان ست فیض رحمتی

در حقیقت رتبهٔ عاشق کم از معشوق نیست — عشق را باید چو مجنون مرد عالی همتی

خندهٔ کافیست بلبل غنچهٔ مقصود را — در گلستان محبت چون ندارد آفتی

دل که شد سرگشتهٔ وادی ز تنهائی چه غم — با گدائی عشق باشد همچو شاهان شوکتی

دلربائی پیشهٔ عشقت تعجب هیچ نیست — گر بود وحشی بیابان را المجنون اُلفتی

جستجوی آرزوی دل نشان الفتیست — نیست چون اهل همم را دسترس بر دولتی

پیش ما طرز گرفتاری و آزادی یکیست — همت ما را بنا شد یا تمنا حاجتی

دولتی خواهی که باشد پایدار و برقرار — نیست این دولت میسر غیر کنج خلوتی

بهر شادابی گلزار محبت باغبان — شبنم و اشکی نباشد کم ز ابر رحمتی

صرف شد عمر گرامی و نکردم حاصلی — غیر افسوس و پشیمانی و اشک حسرتی

نالهٔ ات را چیست گر تاثیر مخفی غم مخور — عاقبت پیدا کند این چیز ارزان قیمتی

آغاز قطعات و رباعیات

من ز دل تنگ و دل ز من تنگ ست — صحبت ما چو شیشه و سنگ است

مخفیا کی رسم بمنزل دوست — راه تاریک و مرکبم لنگ است

ایضاً

بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا / بت پرستی کی کند گر برهمن بیند مرا

در سخن پنهان شدم مانند بو در برگ گل / هر که دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

ایضاً

دل بصورت ندهم تا شده سیرت معلوم / بندهٔ عشقم و هفتاد و دو ملت معلوم

واعظا هول قیامت بدل ما مفگن / هول هجران گذرانیدیم و قیامت معلوم

فرد

پروانه نیستم که بیک دم عدم شوم / شمعم که جان گدازم و دم بر نیاورم

آغاز قصائد

ز آب و گل این چمن ما همه بستان او / قوت دل میدهد بوی گلستان او

برق درخشندگی پرتو خورشید یافت / گشت چو بام فلک عرصهٔ میدان او

معجز پیغمبری مشعل دین بر فروخت / ظلمت کفر از جهان رفت بجولان او

طرفه بنای امل در دل من کرده بود / شکر که بر باد رفت این سر و سامان او

عمر تلف کرد نیست خوردن آب حیات / عمر ابد یافتست خضر بیابان او

تیر کمانهای ما چون نخورد بر هدف / گشته بخون جگر سرخ چو پیکان او

در ره هر آرزو صد خطر افزون بود / قصد دل و جان کند شیر نیستان او

هر که بدریای عفو روی خجالت نهاد / سر بفلک می کشد رفعت ایوان او

هر که بنای عمل بر سر همت نهاد / موجهٔ طوفان ندید کشتی عصیان او

عهد جوانی گذشت آتش ما هم گداخت / مغز دماغ و دلم در غم هجران او

طفل صفت تا بکی در پی این زال پیر / نیست بجز خون دل شیر بپستان او

چشم مروت ز چرخ داشتن از ابلهیست / قصد دل و جان کند ناوک مژگان او

بوے کباب جگرے خوردم بردماغ — آه که دل را گرفت آتش ہجران او
گر بچشد قطرۂ آب زتیغش اجل — رقص کنان جان دہد بر سر میدان او
دم زدن از حسن او عقل خطا می کند — دام دل و جان بود زلف پریشان او
رنگ خزان و بہار عقل جدا می کند — رونق باغ و گلت فصل زمستان او

مخفی ظلمت سرشت در پے نعت تو رفت
مطلع خورشید شد مقطع دیوان او

مطلع دیگر

برزده خورشید وار سر زگریبان او — ریختہ چون آفتاب نور بدامان او
از خطر آرد برون کشتی اُمید نوح — معجز پیغمبر یست موجۂ طوفان او
ہست نہان ہر قدم چشمۂ آب حیات — در رہ اندیشۂ خضر بیابان او
فتنہ بسے کرده بود کفر بہر گوشۂ — داد بباد فنا رونق ایمان او
شیوۂ آشفتگی از گل و سنبل برد — سر چو برآرد زخواب نرگس مستان او
روز قیامت چہ غم عاصی شرمنده را — ہست شفیع گنہ شرم گناہان او
روشنی دیده یافت کشور ہفت آسمان — تا ز نبوت نہاد پاے در ایوان او
گرچہ بہ پیری دین ہر دو جہان را گرفت — گر ز تعلق نیافت راه بدامان او
آه که در جستجو حوصلہ را باختم — او سر نومی شوم باز پریشان او

بر دل مخفی مگر زخم دگر خورده است
خون ز دل مے چکد باز ز افغان او

مطلع ثالث

شعر بود ہمچو تن معنی او جان او — گرمی بازار او رونق دُکان او

دایهٔ من شسته بود سینه بخوناب دل شیر ز خون خورده ام از سر پستان او
فیض سخن گوهریست ریختهٔ ابر کرم صیقل دل می کند جوهر پنهان او
رنج بسی دیده ام تا که به نیروی عقل پی به سخن برده اند قافیه سنجان او
گرچه سخن گوهریست از صدف بحر دل بسکه نه دریا بود یافتن امکان او
ابجد عشق مرا گر بسر آید ادیب روی بصحرا نهد طفل دبستان او
گل که به صحن چمن عطر فروشی کند سوده بجیب سخن گوشهٔ دامان او
نیست عجب گر شود چهرهٔ گل سرخ رنگ خون جگر خورده است غنچهٔ خندان او
اهل سخن ناخنی بیهده بر دل زند مرهم زخم دل ست گرد نمکدان او
ظلم و ستم پیشگان زد بدلم آتشی مغز سخن را بسوخت شعلهٔ سوزان او
وسوسهٔ خاطرم تفرقه دارد سخن آه که تاریک شد آئینهٔ رخشان او
مدت چل ساله در پی اندیشه بود تا که برآورد دل گوهری از کان او
هست هنرپروری ورنه برون آورم از جگر خون چکان لعل بدخشان او
دل که در اقلیم تن نوبت شاهی نواخت مخزن اسرار داشت خانهٔ ویران او
گرچه ستم کرد چاک جیب شکیبم بزور صبر فروشی کنم بر در دکان او
گرچه بمجنون صنم محض ستم کرده است شکرگذاری کنم در تهٔ زندان او
چرخ که از روی کین گشته بخونم کمر گوی هنر برده ام از خم چوگان او
نیست ز تقصیر او دوست اگر دشمن ست بی ادبی کرده ام با غم پنهان او
شب همه شب تا سحر از سر مردانگی فکر شب خون کنم بهر شبستان او
نیست اگر تشنه لب باغ مروت چرا خاک بسر می کند سرو خیابان او
دیدهٔ خونریز شد مرد گرفتار را رشک گلستان شود گوشهٔ افغان او
چشمهٔ آب حیات چشمهٔ چشم ست بس آب ز کوثر خورد خضر بیابان او
تهمت بیهوده چند بر دگران بهر دل نیست بجز حرص او رهزن شیطان او

خضر عبث می رود در پی آب حیات | راه ظلمت نهاد چشمهٔ حیوان او

پای طلب باز کش از در احسان دهر | تلخ کند کام جان چاشنی خوان او

خرمن عمر مرا جز پر کاهی نماند | رفت بباد فنا آن سر و سامان او

رونق گلزار فکر باد ستم برده بود | باز ز نو تازه کرد دیدهٔ گریان او

وه که ز چشم امید نور تمنا برفت | حیف که تاریک شد کلبهٔ احزان او

تخم محبت فگند در دل من ذوق تن | نشو و نما بعد از آن یافت ز باران او

جذبهٔ خلاق ما در رهٔ دین غالب است | ورنه نبودی بما خواهش احسان او

دم ز سخن میزند فکر ز نو دوختم | پیرهن نعت را بر قد احسان او

مطلع رابع

راه مدائن کجاست آه ز حرمان او | تا بسرم گل کند خار مغیلان او

مغز سخن آب شد در کف اندیشه ام | شعلهٔ آتش بود در ریگ بیابان او

دم زدن از مدح او دور بود از ادب | آه خطا کرده ام مدح من و شان او

فیض عطایش گرفت باغ خراب دلم | نخل نشاندن ز من ثمره دهی زان او

ضامن ابر بهار دیدهٔ گریان من | نائب باد صبا فیض گلستان او

ریشه فرو می برد در چمنش چوب خشک | فیض بهاران دهد شبنم احسان او

ز شجر دشمنی بار محبت دهد | تازه کند کام جان میوهٔ بستان او

بی مدد آب تیغ معرکهٔ رستخیز | رشک گلستان کند خون شهیدان او

گلشن امید را یاس خزان کرده بود | باز ز نو تازه ساخت شبنم احسان او

حسن و ملاحت بهم عربده جوئی کند | گر نه دهد صلح شان زلف پریشان او

روح نکرد اختیار بهر می مشت خاک | بر گل ما تا نتافت پرتو ایمان او

سر ز گریبان شب بر نزد این آفتاب | نور باو تا نداد شمع شبستان او

بر ورق سرنوشت هر چه رقم یافت ست / لوح و قلم انتخاب کرده ز دیوان او
پاے فروتر نهاد از سر عرش برین / جاے نشستن ندید عالم ارکان او
خواست که در بر کند جامهٔ لوح و قلم / بهر شرافت نهاد پا به گریبان او
تا نشود غیر او محرم راز نهان / از عقبش بازگشت سایه ز دامان او
کعبه چو بتخانه بود معجزهٔ او شکست / رویت بتخانه را بر سر رهبان او
پشت فلک شد دوتا تا نتواند نشست / از سر کبر و منی راست در ایوان او
مژدهٔ احسان او باد بر دگر بمصر / رو بمدائن نهد یوسف و اخوان او
موجهٔ دریاے نیل را طفیل تو داد / تا نظر نگذرند موسے و اعوان او
علم لدنی تو گوهر دریاے علم / کشتی شرع تو شد موجهٔ طوفان او
باغ جهان را اگر فکر مرمت کند / چون ورق زر شود برگ درختان او
نیست اگر اتفاق اهل نفاق از چه رو / کشور دین را گرفت مفت بآذان او
مفلسی از حد گذشت اهل هنر را دریغ / ماند ته آستین دست زرافشان او
بے بحقیقت نبرد روے خجالت نهاد / هر که هدایت نیافت در ره ایمان او
هر که بتدبیر عقل دم ز جنون می زند / صد چو فلاطون بود بنده فرمان او

مخفی ز بیطاقتی ناله کند مرغ دل / چند چو طوفان نهی گوش بدستان او

عزم سفر می کند این دل دیوانه ام / آه که جز ناله نیست یار بیابان او
چشم مروت مدار از نظر روزگار / خون جگر می چکد از سر مژگان او
حوصله آمد به تنگ زین دل غمدیده ام / عرض تحمل کند بر سر میدان او
در جگر بے جگر قطرهٔ خونے نماند / خنجر مژگان او طالب مرجان او
بر در سلطان عصر حیف ندارم دگر / تا که رساند بعرض مقصد ارکان او
ثانی صاحبقران بادشه انس و جان / آنکه فلک سر نهد بر خط فرمان او

بر رهِ اقلیم او حادثه را راه نیست ، لطف خداوند آن هست نگهبان او
قوت بازوی ظلم رفته بملک عدم ، یافته عمر ابد عدل بدوران او
زهرهٔ شیر فلک آب شود در هراس ، تیر کند گر نگه جانب ایوان او
فتح ز اقبال آن بر سر هر کس رود ، پیکر نصرت زند دست بدامان او
(ایضاً بر هر کس رود)

ایضاً در نعت رسولخدا صلی الله علیه و آله و سلم

دل من بلبل عشق است و داغ دل گلستانش ، فنا دیوار آن باغ و بقا حد خیابانش
دلی کز درد تنهائی ز چشمی سیل خون گرید ، بیابان را کند رشک گلستان چشم گریانش
اگر دیوانهٔ عشقی مگردان روی زین وادی ، که این وادی عشق است ناپیداست پایانش
بیابانی که در وحشت جگر از شیر بستاند ، در آن وادی گل باشد خس و خار مغیلانش
اگر دیوانهٔ عشقت کشد یاری درین وادی ، دم سرگشتگی همدرد باشد ماه کنعانش
نهال باغ عاشق پیشگان یارب چه بار آرد ، که جوی خون دل می آید از دیوار بستانش
بدل پوشیده ام گر جامهٔ عشق بتان اما ، ز چاک دامن غم کرده ام طوق گریبانش
کلاه قیصری نازم که دستِ جم نشان او ، نهد از روی استغنا بفرق تاج خاقانش

دل غم پرور مخفی هوای گلشنی دارد
که خط استوا باشد مقابل با خیابانش

من و عشق گرفتاری دل و اندیشهٔ حسنی ، که زنجیر جنون باشد سر زلف پریشانش
بافسون بر نمی آید ز سر سودای عشق او ، بمد راهی نمیگردد ز راه دین مسلمانش
مؤدب میکشد بیهوده رنج از سبق دادن ، فلاطون زمان خود بود طفل دبستانش
دو طاقی هست در عالم چه در صورت چه در معنی ، یکی طاق خم ابرو و دیگر طاق ایوانش
تعجب نیست گر روشن شود زان چشم نابینا ، که مرهم می نهد بر زخم از گرد نمکدانش
عبث باشد ببزم عشق گر مجمر برافروزی ، که فیض صد گلستان است پنهان زیر دامانش

شود عاصی کسی کو جامهٔ ماتم سیه دارد	حیات جاودان دارد شهید تیغ برانش
نگشود چشمهٔ معنی میسر نیست بیفکری	بجای در بود آتش نهان در قصر عمانش
ازان در پردهٔ ظلمت نهان شد چشمهٔ حیوان	گر آب از چشمهٔ کوثر خورد خضر بیابانش
نبود آثار کفر و دین که هفت اقلیم عالم را	بزور قوت بازو گرفت از کفر ایمانش
عبث این طرز ایمانت برسم کفر می خندد	رواج دین اسلام است کفر کافرستانش
محبت بر دل غمدیدهٔ هر کس که غالب شد	گهی بینند خندانش گهی یابند گریانش
مدرس درس ازان گوید که فیض صحبتش یابد	ندارد احتیاج گریه زاری ذوق وجدانش
شرافت نیست گر لوح مزارم فرش مسجد شد محبت	زیارت خانهٔ قدسی است بر قبر شهیدانش
نباشد گر چراغی بعد مردن بر سر قبرم	بود قبر مرا کافی چراغ لوح ایمانش
زدد ناتوانیها چو شد کار دلت از دست	تو خواهی در دفشان کن تو خواهی راحت افشانش
محبت درس میگوید خرد سرگرم استا دست	چو مجنون است سرگردان کتاگیر دگر بیابانش
ملامت ز آسمان بارد ندامت از زمین روید	گرفتار محبت را ز افغان درد حرمانش
چه شد آن پرتو خورشید عالمتاب را یارب	که پیدا نیست آثاری ز نام لعل درکانش
برغم شادمانی غم وطن در سینهٔ من کن	که دارد رونق آبادی دلهای پریشانش
کسی را میرسد لاف محبت با غم جانان	که گوی سر کند اول بجای گوی چوگانش
نهانی گریه دارم ز دل وز دیده دزدیده	زمام صبر را تابی ندارد تاب افغانش
پریشان نالهٔ دارد دل غمدیده در سینه	زمام صبر را داده بدست موج طوفانش
باوج مند همت روان شد نالهٔ زارم	تو صبر آهسته تر میرو که برهم میخورد شانش
سمند همت اندیشه زین کردست میخواهم	برغبت جانفشانیها کنم در پیش جولانش

مطلع ثانی

دلم مرغ سحر خیز است و داغ پنبه بستانش	شرار شعلهٔ آه جگر سرو گلستانش

بنازم عندلیبی را که در راه وفاداری
قفس شد آشیان آزاد صبر آمد گلستانش

وجود بوجود من بمن همواره در جنگ ست
اگر مشت استخوانش را برم سوی خراسانش

دل غمدیدهٔ مخفی چو بلبل زار می نالد
ز درد داغ تنهائی کجا افتد رفیقانش

چو نایابست در عالم بهر جا دامن شوقی
ترا آید بدست ای دل مده از دست آسانش

دل من سخت مینالد ز بس سوز جگر دارد
ندانم چون کند آخر بمن این سوز افغانش

غم تنهائی و درد جدائی بر دارم
برآورد از نهادم دود کلفت داغ هجرانش

بتهمت کرده در زندان مرا دشمن بحمد الله
بزور صبر بشکستم کلید قفل زندانش

سر مداحی دارم دل اندیشه من رفتم
که تا صیقل کند آئینهٔ خورشید تابانش

بود اندیشهٔ دل را اگر در آستین دستی
برون آرم من از کان سخن لعل بدخشانش

شدم مالک نصاب و از بلای آسمان رستم
زدم از جان و دل دست توکل تا بدامانش

حیات جاودان بخشد خدنگ ناز استغنا
که باشد چشمهٔ حیوان درون زخم پیکانش

قبول افتد اگر از من دل غم پرور خود را
نهم بر سفرهٔ تهمت بسان مرغ بریانش

بگو نوح نبی الله که کشتی تا بکی پشتی
درین دریای بی پایان که پیدا نیست پایانش

مکن آشفتگی کن یاد ایام گرفتاری
که از زندان دلگیری برون آرد رفیقانش

متاع قیمتی و عمر قیمت را نمیدانی
نمیدانی چو قیمت را مده از دست ارزانش

درین دریای بی پایان پی عفو گنهکاران
حباب آسا برآرد سر ز دریا دست احسانش

شهنشاهی سریر ملک هستی احمد مرسل
که در دنیا و مافیها روانست حکم فرمانش

شهنشاهی که در لوح و قلم از غایت شفقت
غم دنیا فراموشش غم عقبی فراوانش

شهنشاهی که دربانان درگاهش بصد منت
ملائک را نشستن میدهد بر خاک ایوانش

شهنشاهی که بنویسد برات عاصیان را عفو
دران ساعت که بنویسد برات عفو دیوانش

شهنشاهی که پیش از ممکنات عالم و آدم
فلک در دیده قرص آفتاب از سفرهٔ نانش

شهنشاهی که از دست قضا مُهر نبوت را — بوقت آفرینش بر سر طغرای فرمانش
کمال قرب این باشد که از معراج جسمانی — فروماند چو جبریل امین اندر پی جولانش
بهارستان عالم را بود از فیض او رونق — ز جنت باج میگیرد نسیم بوی ریحانش
کسی کاندر ره آتش بریزد قطرهٔ اشکی — شود خورشید صحرای قیامت ابر بارانش
عتاب او بود بادی ز هر جانب که برخیزد — بقا مثل فنا باشد روان در پیش جولانش
بود احسان او ابری که در صحرای ناکامی — برون آرد گل مقصود را از خار بارانش
بسان آفتاب آرد برون از مشرق گردون — فتد گر بر عطارد سایهٔ خورشید تابانش
شهنشاهی که از بهر شفاعت روز رستاخیز — بود خیل ملائک را نظر بر خوان احسانش
ازان ظاهر نشد اعجاز او بر فرقهٔ اول — که در زیر نقاب لطف ایزد داشت پنهانش
عنایت در ملک تن دارد این طرز سلیمانی — شد اقلیم بدن ملکش دلم تخت سلیمانش

شها بر مخفی بیچاره رحمی کن که میخواهد
ز بستان عطای خود به یکره گل افشانش

مطلع ثالث

دلم دیوانهٔ عشق است و حیرانی بیابانش — معلم جذبهٔ عشق است خاموشی زباندانش
من آن دریای خونخوارم که یابی اندران دریا — بود زنجیر در گردن بروی موج طوفانش
شهید عشقم و دارم ز تیغ ناز او زخمی — که در محشر بود شاید مرا از خم نمایانش
اساس گردش گردون بدین شوکت که می‌بینی — بغیر از مفلسی نبود متاع خاص دکانش
عنان خامه را رفتم بگردانم ازین وادی — که جای دانه آتش میخورد کبک بیابانش
ببر زان مدتی آید نهال تخم امیدم — که در وادی نومیدی زراعت کرد دهقانش

دل آشفتهٔ مخفی بفن خود ارسطو نیست
بهند افتاده است اما خراسانست یونانش

درین کشور ز بونهای طالع نا قسم دارد / وگرنه در هنرمندی نباشد هیچ نقصانش
تعالی الله چه بستانی که خون دیده پروردم / که بیحرکت فرو ریزد گل اشکم بدامانش
ربود از دیده خوابم را برد آرام و صبر از دل / مسلمانان مسلمانان فغان از درد هجرانش
بیا ای دیده صبری کن که از تحسین نادانان / متاع قیمتی داری مده از دست ارزانش
سخن در دست بی قیمت که از معنی آن دانا / شکست قیمتش باشد بباز ار پشیمانش

زبان خامه بشکستم لب از گفت و شنو بستم
که این ره بس خطرناک ست و پیدا نیست پایانش

قصیده در بیان تصوف و حال عشق انگیز

ز مستی گر برون آئی سراسر جسم و جان بینی / همان گرد درویش صد داغ دل داری همسان بینی
مرا از هوشگافیهات ای دل حیف می آید / که بس را کیمیا دانی سخن را از مغان بینی
زر ناقص عیارت را درین بازار نفروشی / که زر را با محک در دست بر دامتحان بینی
چو مردان بر سر مردان ناکامی تحمل کن / که تقدیر الهی را چه جور آسمان بینی
چو کام دل شود حاصل مشو غافل ز ناکامی / ز روز غم بیاد آور چو خود را شادمان بینی
زبان در کام همت کش و پای صبر در دامن / که فتح ملک دل در جوهر تیغ زبان بینی
خجالت روشنی در دیده بینای دل گردد / سر موی ز خود بینی خود دگر دبستان بینی
تو اگر صد جگر باشد ز خود بند جگر خوارت / محال ست اینکه میخواهی از ان کافر امان بینی
برای خاطر این نفس کافر همچو پروانه / بر آتش سوزنی خود را در آتش گر امان بینی
چنان مشتاق عصیانی که تا سر حد نومیدی / گریزی از سعادت گر سعادت را زیان بینی
تو گر دون همتی در اوج محنت بال بگشائی / همای اوج راحت را کجا در آشیان بینی
بجنون آلوده کن دامان عصمت را چو میخواهی / باین آلودگی از آتش دوزخ امان بینی
ز غفلت رو بگردانی و یابی لذت طاقت / سر اخلاص خود را زیر دست آشیان بینی

بدار وی پشیمانی علاج چشم کج بین کن
گر شاید بیجا بی دست روی گلستان بینی

زحال خود مشو غافل که مردان سرسیدان
بقا را در بدن یابی فنا را ترک جان بینی

ز دانش گر نشان داری بکن افشای راز دل
گر چون منصور سر را بر سر دار ز یان بینی

بزندان خوانمت تے بهر صحبت بهر آن کانجا
فضای کلبهٔ محنت به از باغ جنان بینی

بعزم مستی یکدم گر از هستی برون آئی
دلت را در طواف کعبهٔ روحانیان بینی

برون آئی اگر از خود چو نور چشم نابینا
برای تختهٔ هستی مکان در لامکان بینی

خرابی جهان بیوفا از آتش نفس ست
ازین آتش جهان اندر جهان بی خانمان بینی

وجودم را عدم داری ز نادانی خطا کردی
وجود دلپشه را اگر ترا از فتیل دمان بینی

برون کن پنبه از گوش و بگوش دل سخن بشنو
بهر مجلس ز واعظ انتعاشے در میان بینی

غزل گفتی تو در سفتی وے بامن بگو تا کے
طلوع عمر را بر فرقدان فرقدان بینی

هوای وصل تو دارند دانم دوستان تو
تو روی دشمنانت را بر غم دوستان بینی

دلم دیوانه میگردد چو می بینم ترا غمگین
چه خواهد شد ترا گر جانب نامهربان بینی

تویی سلطان بیداد و منم مظلوم سرگردان
تو خورشید جهان باشی بر خفاش جهان بینی

غرض این ست چشم را ز خوناب جگر خوردن
که در هر قطرهٔ اشکی بهار ارغوان بینی

در شیون مزن هرگز تو از خونریزی گردون
بچشم امتحان گر سوی گلزار جهان بینی

خرد را خاک بر سر کن که رسوای جنون گردد
جنون را تاج بر سر نه که کام دل از آن بینی

بدرد مفلسی خو کن مشو شرمندهٔ همت
ملائک را اگر بر خوان حاتم میهمان بینی

هوای راحت ار داری برون از دور عالم شو
محالست آنکه در عالم تو راحت گرچنان بینی

برغم دوست با دشمن شگفته همچو گل منشین
غبار خاطری هر گه ز ابنای زمان بینی

عبث سرگشتهٔ وادی شد آن مجنون بیچاره
طلبگار محبت را مکان در لامکان بینی

من از دل داغ میخواهم تو دل از داغ میخواهی
من آتش در دخان بینم تو در آتش دخان بینی

شو واقف تو از راز نهان عالم بالا
ازان این پر تو خورشید را در آسمان بینی

در و گوهر بر غم خویشتن بر یکدگر باشد
بچشم تربیت روزی اگر در بحر و کان بینی

تو از ملک خراسانی باصطخار وطن داری
بخواب شب اگر در وغم هندوستان بینی

هوای عافیت داری قدم در راه محنت نه
که هر خار کف پا را درفش کاویان بینی

ز نور دیده ای چشم طلب بگذر اگر خواهی
رخ آئینهٔ مقصود اسرار نهان بینی

مرو در کشور ظلمت که بس امر محال ست این
که حسن رومیان را در نقاب زنگیان بینی

نهان در موجهٔ دریا ترا جویند غواصان
تو میخواهی کسبی ملاح خود را بر کران بینی

پرید از آشیان زندگانی طائر عمرت
تو چون صیاد نابینا بزیر آشیان بینی

ندارد طاقت دیدار حسن یار هر دیده
همان بهتر که این آئینه را در عکس آن بینی

رهست گر پر و بالی کشائی در چمن بلبل
بهار صد گلستان را نهان در یک فغان بینی

برو آئینهٔ دل را بآب دیده صیقل کن
که احوال دو عالم را در آن یک یک عیان بینی

ز تیر غمزهٔ جادو بگردان گوشهٔ ابرو
که عمر جاودانی در خدنگ این کمان بینی

کمیدن چند چون طفلان بپستان کلفت را
تو شیر عافیت در سینهٔ دوشیزگان بینی

مطلع ثانی

چه دیدی نفع در شادی که در غنچش بوستان بینی
چه نقصان دیدهٔ از غم که بستانش خزان بینی

چراغ دیده روشن کن درین بستان سرای دل
که خون چشم بلبل را بهار مهرگان بینی

جرس را بهر و گردان چو از ناله اثر یابی
شتر آهسته تر سیران که چون محمل گران بینی

بنفرت آشنا گردی بعیب خود شوی بینا
بچشم دل اگر در روزگار مردمان بینی

گشی در دیدهٔ همت اگر دار وی بینائی
درون پردهٔ وحدت همه نقش جهان بینی

نبینی غیر رسوائی نه یابی حرف دانائی
اگر در صفحه بجز وی کتاب عالمان بینی

چو مجنون رو بوادی کن ز درد هجر ای مخفی
که با دلبر درین وادی عنایت همعنان بینی

بر آ از پردهٔ دانش درآ در صورت بینش — که در هر گوشهٔ خلوت صد اسرار نهان بینی
اگر چشم تماشا را نقاب از چهره برداری — متاع دینی و دنیا مهیا پیش از آن بینی
اگر دانی چه میگوید بتو در وقت گفتارش — زبانش را سراسر دل دل او را زبان بینی
لباس فقر پوشیدن ترا وقتی سزاوار است — که دلق کهنه پوشان را نقاب داستان بینی
بروییت گردش گردون در اندوه نگشاید — اگر دانشوری باید که بهبود اندر آن بینی
بر صرافی داری ببازار جهان باید — رواج این دکان را منحصر در نقد جان بینی
بساط مفلسی برچین و پر کن ساغر عشرت — اگر خواهی که پیران را درین عیش جوان بینی
بزور سعی پیدا کن درین ره کام ناکامی — که چون دشمن شوی با خود عدو را مهربان بینی
ندیده موجهٔ طوفان نخورده لطمهٔ دریا — اگر کشتی نشین باشی تو شان بادبان بینی
بیا از دیدهٔ عبرت تماشای گلستان کن — که دست هر بهاری را در آغوش خزان بینی
شب تاریک و بیم موج و پای شوق بیقوت — باین رفتار میخواهی که از مقصد نشان بینی
گذشت ایام شبگیر و برآمد آفتاب آهنگ — درین وادی بسی پایان تو راه کاروان بینی
بهم بر زن تعلق را و چون مجنون بیکسو شو — ز شور و شر اگر خواهی که خود را در امان بینی
چه خواهی دید زان ابرو چه خواهی یافت زان چشمان — که ناز حسن او را حسن ناز ترجمان بینی
جوانی رفت و پیری رفت و خود هم میروی آخر — هنوز ای دیده حسرت بسوی این و آن بینی
هوای دودمان تا کی درین منزل سراسیمه — درآئی چون درین منزل چراغ دودمان بینی
سرت گردم چه خواهد شد اگر در طرز استغنا — ز ابرو گوشهٔ چشمی بسوی مخلصان بینی
جوی دانش اگر داری زبان در کام غیرت کش — ز دست این زبان تا کی زیان مال و جان بینی
بخلوتخانهٔ جانان تو بی منت شوی محرم — در آن مجلس اگر خود را تو از نامحرمان بینی
اگر از پردهٔ غفلت برآئی همچو مغز از پوست — گلستان حقیقت را جهان اندر جهان بینی
بیا در خفتگان یکره بگورستان نگاهی کن — که تا در چشم ایشان آب حسرت لعلوان بینی
هوای نفس سگ را خود حیاتت بیخبر دارد — که خط سبز را در عکس روی استخوان بینی

مشو دلشاد اے مخفی ز مرگ دشمنان خود
بیاد آور ازان روزی کہ خود را در میان بینی

ایضاً قصیده

نہاد خانۂ عمرم چو رو بویرانی
دگر چہ سود دلا نالۂ پشیمانی

دریغ و درد کہ نقد حیات را اکر دم
تمام صرف جہالت ز روے نادانی

تباہ کردہ عمرم مرا بجاے کفن
بس ست جامۂ حیرانی و پریشانی

فغان کہ دست مرا قدرت تحرک نیست
کہ جیب عمر کنم پارہ از پشیمانی

کنون کہ چہرۂ مقصود دیدہ ام شاید
کشم بچشم حیا سرمۂ صفاہانی

تبارک اللہ ازین دیدہ خون دل ریزم
کہ گرد گوہر اشک مرا بدخشانی

غبار ظلم چنانم گرفت در آغوش
کہ نیست در نظرم آفتاب نورانی

رسید کار بجاے کہ سر زند بیخود
بسان نالہ ز دل رازہاے پنہانی

بروے آتش دل اسکیم کباب جگر
زبہر گریہ کنم ساز و برگ سامانی

زبس فسردہ و پژمردہ ام فرو ریزم
بسان برگ خزان گر مرا بجنبانی

دلم ز گردش چرخ آنچنان جراحت شد
کہ حرف پند کند با دلم نمکدانی

گرفت ز آتش دل درد سر مرا خواہم
ز خون دیدہ نہم صندلی بپیشانی

گرفت لرزہ و افسردگی مرا چہ کنم
کہ نیست در بر من جامۂ زمستانی

تمام محنت و دردم چو نالۂ بیمار
تمام شعلۂ آہم چو راز زندانی

رسید کار بجاے مرا ز گردش چرخ
کہ چاک دامن ما ہم کند گریبانی

نماند نالۂ راز دل مرا ورنہ
ز تیر نالہ کنم زخمہاے پیکانی

گرفت موجۂ طوفان غم مرا دریاب
وگرنہ کشتی امید گشت طوفانی

چو نالۂ دلت از روی درد بر خیزد
خراش نالہ کند با دل تو سوہانی

ز مهر و شفقت اسلامیان نماند نشان
کجاست ترس خدا و چه شد مسلمانی

حذر ز ناوک آهم ستمگری تا کے
عنان من ز ره آرزو بگردانی

بشوق آنکه شوم جبهه سای در گه تو
بر آستانهٔ صبرم نهاده پیشانی

تو شهسوار جهانی ترا زیانی نیست
بسوی غمزدگان گر عنان بگردانی

ببین بسوی غریبان و بیکسیں و مظلوم
ز روی عدل و بنگر اے جهانبانی

بگو بظالم بیرحم اینقدر تا کے
بدست دیو بود خاتم سلیمانی

شکستن دل آزردگان بقائی نیست
که مور با دل انسان کند سلیمانی

سپهر منزلتان صاحبان داد آورد
شکوه دولت فیروزه خان دورانی

ز روی لطف بتقصیر من قلم در کش
که با تو هست مرا نسبت خراسانی

نوید وعدهٔ عدل تو دارم زنده
وگر نه نیست مرا قدرت سخندانی

کجاست مژدهٔ عیسی که همچو پیک خیال
به پیش جلوهٔ آن جان دهم بقربانی

دلم بزور توکل بت هوس بشکست
مقیم کعبه کجا و طریق رهبانی

کشید همت من سرمهٔ حیا در چشم
که ننگرم بسوے دیگران بحیرانی

ز رفتن سر و سامان از آن ملالم نیست
که کار دست چپ و راست بی سامانی

مشو فسرده دل از مشکلے که پیش آید
که مشکلات جهان بگذرد بآسانی

مشو ملول که افلاس بر تو غالب شد
که هست از پی هر قحط سال ارزانی

چه کامرانی ایام را بقائی نیست
که روز کامروائی بدشمن ارزانی

به پیش همت دانا گدائی محض است
شکایت سر و سامان از پریشانی

محال عقل بود بردنش بجانب شهر
کسیکه از غم ایام شد بیابانی

بمصر دهر نماند است مشتری ورنه
منم بحسن معانی چو یوسف ثانی

بباغ فکر چو آیم سبک مرا ننگ است
که عندلیب کند بر سرم گل افشانی

گرفت ملک سخن را ز مدعی آخر
بعون تیغ زبان همتم بآسانی

خراب اسم عمل گشته ام ولی چه کنم | که هیچ چاره ندارم ز حکم سلطانی
بریده دست قضا و بدبخت طالع من | برغم جوهر ذاتم لباس دیوانی
قلم شکستم و مضمون مختصر کردم | که نیست طرز ادب گفتگوی طولانی

بساط خویش چو مخفی ازین دکان بر چین
که رفت رونق بازار گوهر افشانی

قصیده

ازشیوهٔ ناصواب توبه | از خوردن این شراب توبه
برعکس فزود قوت دل | از بوی گل و گلاب توبه
چون چهره زرد میکند سرخ | این خشک لبی ز آب توبه
هرچند که غم ز دل رباید | از بوی بد شراب توبه
پایم برکاب فکر بندست | از تنگی این رکاب توبه
چون خواب برابرست با موت | از کثرت خورد و خواب توبه
درحالت نزع توبه کردم | زین توبهٔ بی حساب توبه
چون رشته ز غصه تاب خوردم | از شدت پیچ و تاب توبه
چون باعث قوت گناه است | از خوردن این کباب توبه
صد گونه خطا کشد در آغوش | از رخ چو کشد نقاب توبه
بر درد فراق می فزاید | ز آواز نی و رباب توبه
در سینه کوه خون کند دل | از گرمی آفتاب توبه
خون خود و خلق را بریزد | از مردم بی حساب توبه
ناخورده بکیف می در آید | از خوردن خون ناب توبه
از خوردن می کند فراموش | با هر که کند خطاب توبه

گر خانهٔ فسق سنگ خار است
در لحظه کند خراب توبه

زین لبس من و گوشهٔ قناعت
از زهد شیخ و شاب توبه

دیوانهٔ صحبت کتابم
از صحبت این کتاب توبه

در صحبت غیر نیست فیضے
از صحبت ناصواب توبه

از بیم عتاب جان ز تن رفت
از سلطنت عتاب توبه

زنهار مشو بتوبه مغرور
شاید که شود خراب توبه

از کشمکش سوال آسود
تا کرد دل از جواب توبه

گر توبه تو نباشد از دل
بے مزد تو از حساب توبه

هر کس که ز توبه باز گردد
هم توبه شود عذاب توبه

شرمندگی گناه باقیست
گیرم که شود ثواب توبه

هر کس که به توبه بست عهدے
آخر کند اجتناب توبه

شد موے سیه سفید ابلق
از کردن این خضاب توبه

بر عمر چو نیست اعتمادے
باید که کنی شتاب توبه

مغرور طبیعتی تو مخفی
کردیم از این جواب توبه

ترجیع بند

بسنانِ نگهِ یار قسم
بسرِ طرهٔ دلدار قسم

بکمان خانهٔ ابرو سوگند
بسر نرگس جادو سوگند

که شدم کشتهٔ چشم نگهت
خاک رهِ گشته طرز ستمت

بصفاے گل روے تو قسم
بسواد شب موے تو قسم

بکمر گیری زلفت سوگند — بدل آویزی الفت سوگند

خاک رہ گردم را حیرانم
غیر مردن نہ بود درمانم

بسر چشم سیاہ تو قسم
بسر ہند و خالت سوگند
بغضب گیر نگاہ تو قسم
بلب لعل مثالت سوگند

سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفاے دُر گوش تو قسم
بسر ناوک مژگان سوگند
بادل فہمی ہوش تو قسم
بخم زلف پریشان سوگند

کہ چو من نیست دگر بندۂ تو
بندہ لعل شکر خندۂ تو

بشکر ریزی گفتار قسم
بعقیق لب شکر سوگند
بحریم قد دلدار قسم
بزلال سر کوثر سوگند

شب ہجران خبر از خویشم نیست
جز خیال تو کسے پیشم نیست

باز گفتم بدہان تو قسم
برد دوش تو زیبا سوگند
بسر موے میان تو قسم
بہ بناگوش مصفا سوگند

مہر و مہ را نبود پیش تو قدر
پیش تو جملہ ہلال اند تو بدر

بصفاے بدن یار قسم
بلباس گل سوری سوگند
بسر چہ ذقن یار قسم
بغریق غم دوری سوگند

عاجزم عاجزم از ہجرانت — لطف فرما کہ شوم قربانت

بسر عربدۀ دوست قسم
به نمکهاے تکلم سوگند
دیگرے نیست همه اوست قسم
باداهاے تبسم سوگند

نکہتے بر سر داغم بفشان
بوے گل بر سر باغم بفشان

بسر نرگس مخمور قسم
برو گردن و غبغب سوگند
بدل عاشق رنجور قسم
بسرو سنبل و اشهب سوگند

گر دل از دست شده بیمارم
مده اے دوست دگر آزارم

بحناے کف پاے تو قسم
بگل عارض رعنا سوگند
بازگفتم باداے تو قسم
بخم زلف چلیپا سوگند

عاشقم عاشق گفتار توام
عاشق قامت و رفتار توام

بدم تیغ سیه تاب قسم
بصف خنجر مژگان سوگند
بصفاے دل مهتاب قسم
بدل خون شهیدان سوگند

بنده ام بندۀ دیرینۀ تو
محو مهر و غضب و کینۀ تو

به رخ عارض گلفام قسم
بسر جعد معطر سوگند
به بناگوش دل آرام قسم
بجفاهاے تو دلبر سوگند

نیست غیر از تو مرا غمازے
تند خو سنگدلے شهبازے

بسر گوشۀ رخسار قسم
بشهیدان محبت سوگند
بسر آن مه دلدار قسم
باسیران مودت سوگند

رنجه فرما قدم و شادم کن
از همه رنج و غم آزادم کن

بصفای بر و دوش تو قسم
بصفای گل نسرین سوگند

بجهان گیری هوش تو قسم
بسر ساق بلورین سوگند

نگهی جانب ما باز بکن
شاهبازی سر پرواز بکن

براسیر نظر یار قسم
بادای قد دلجو سوگند

بادای نگه یار قسم
به نسیم سر گیسو سوگند

گوی از لطف که من یار توام
بخدا خسته و بیمار توام

بشکنج شکن یار قسم
بدل آویزی گیسو سوگند

بسر نافهٔ تاتار قسم
به کج اندازی ابرو سوگند

هر دم از شوق وصالت مردم
به تمنای دو لعلت مردم

به صفای ملک العرش قسم
بخدا و بحقیقت سوگند

از سما تا بسر عرش قسم
بسر شمع نبوت سوگند

مدعا خاک رهِ جانان است
نظر لطف پئی درمان ست

ایضاً

ای حسن که در پرده بجز راز نهان داشت
در بصدف داد که از گریهٔ ابر ست
زان پس که بگلزار جهان غنچه گشاید

برداشت ز رخ پرده چو رازی برازان داشت
رنگی بگهر ریخت که در سینه رکان داشت
اندیشه بهار از غم آسیب خزان داشت

این آتش شوق ست که در سینه نگنجد
وین جذبهٔ عشق ست که پنهان نتوان داشت

بی پرده ازان بر سر بازار برآید
کین فتنه عیان در دل اسرار نهان داشت

مستانه برآورد سر از پردهٔ وحدت
از بسکه سر گرمی بازار نهان داشت

جاروب کش صحن چمن ساخت صبارا
زان پیش که گل انجمن اشک فشان داشت

امروز پریشان زده گل بر سر دستار
آن غنچه که وی بر سر خود تاج خزان داشت

تاهست جهان گردش دور قمری هست
دل بستهٔ این طرز نگر بتوان داشت

وقتست که آه از دل پر درد برآرم
دود از دل خورشید جهان گرد برآرم

فریاد که این نالهٔ من پرده درآمد
غماز دل غمزده خون جگر آمد

عشق ست که شادی و غم ما بکف اوست
در دیدهٔ هر دیده برنگ دگر آمد

تا چند توان بود مقیم در و دیوار
از خانه برون آی که وقت سفر آمد

روزی که عطا کرد به بیمار روشنی چشم
خود بود که در دیدهٔ ما جلوه گر آمد

تا چند توان بر در امید نشستن
برخیز که این عمر گرامی بسر آمد

تا آفت چشمی نشود باعث هجران
در دیده خیالت بدل از دیده بر آمد

سودازدهٔ عشق ترا حوصله تنگ ست
دیوانه شد و بر سر بازار بر آمد

هرکس لغبت محرم اسرار نهان شد
شد تشنهٔ خون خود و بردار بر آمد

از عشق بتان آتش غیرت بدلم زن
گر آتش غیرت شود این غمکده روشن

رفتیم که نوشیم می از ساغر مستان
گردیم برسوائی آشوب پرستان

نوشیم ز میخانهٔ وحدت می گلگون
اسرار می و میکده گوئیم بمستان

قفل در میخانه باندیشه کشائیم
راز دل پیمانه بگوئیم بدستان

چون موسم گل دست در آغوش خزان است
کافیست مرا دیدن دیدار گلستان

افسردگی میوداران هم اثری نیست
تاریک شد از ظلمت غم خانهٔ عشرت
هنگامهٔ مجلس فرزانه نشین نیست

بگذشت مگر گرمی بازار ز مستان
روشن کنم از آتش مِی شمع شبستان
دیوانه بود هر که شود همدم مستان

مغرور نگردی که در توبه فراز است
هشیار که این راه بسی دور و دراز است

آن راز که از روز ازل در دل ما بود
از گل نه اثر بود نه از نالهٔ بلبل
زان پیش که فرهاد شگافد سر خارا
آن روز که پر خون جگر شد دل مینا
روزیکه بنای حرم کعبه نهادند
آن روز که در پرده بجز جلوه‌گری بود
میخانه تهی گشت نشد گرم دماغم
بی نشهٔ هستی سر مینا بشکستند

راز دل گنجینهٔ اسرار خدا بود
کین زمزمهٔ عشق پئی باد صبا بود
از تیشهٔ او در جگر کوه صدا بود
زین نشه جهان در اثر ساز و نوا بود
این گرمی هنگامهٔ بتخانه کجا بود
نظارگی جلوهٔ او دیدهٔ ما بود
از نشهٔ آن باده که بی روی دریا بود
این فتنه همه در سر پیر و جوان بود

این جلوهٔ جانانست که در پرده نهان شد
نوری شد و در قالب خورشید جهان شد

در کعبه همین رسم طواف حرمی هست
بر زخم جگر مرهم بیهوده نه بندم
غم نیست اگر چرخ نگردد بمرادم
آن نیست که پوشیده شکایت کنم از کس
ای بیخبر این مستی هستی تو تا کی
آشفتگیم باعث خوشحالی من شد
مخمور مِی عشق ترا از مِی و همت

نازم بخرابات که آنجا صنمی هست
تا حوصله را طاقت درد و المی هست
پیشانی امید مرا هم رقمی هست
تا دست مرا نیزه ز تار قلمی هست
هشیار که دنبال وجودی عدمی هست
بر دوش دلم باد بهر جا که غمی هست
کافیست اگر در قدح و جام نمی هست

جز جام محبت که پر از نشئهٔ ذوق ست
پیمانهٔ خون ست اگر جام جمی هست

ما تشنه لبان زمزم و کوثر نشناسیم
در راه طلب پای خود از سر نشناسیم

از بی‌هنری ما همه محتاج و گدائیم
وابستهٔ این سلسلهٔ چون و چرائیم

عمریست که در پردهٔ پندار خرابیم
باشد که ازین پرده بیکبار برآئیم

چون سبزهٔ نوخاسته بر دامن صحرا
از شبنم احسان تو در نشو و نمائیم

پروانهٔ عشقیم که گرما و دل ما
در شعلهٔ نشینیم و ندانیم کجائیم

آئیم که در پردهٔ ایما و اشارت
قفل در گنجینهٔ مقصود کشائیم

با آنکه پر و بال نداریم پریدن
در اوج هما سایهٔ اقبال همائیم

تا در دل اسباب تعلق هوسی هست
گر باد هوائیم که در قید بلائیم

خون جگر ناله اگر در دل مخفی
غم نیست چو در باغ طلب نغمه‌سرائیم

چون فصل خزان دست در آغوش بهارست
ما را به پریشانی ایام چه کارست

نشگفت بجز داغ گلی گلبن باغم
خون در جگر لاله کند پنبهٔ داغم

این آب شرر پیشهٔ من نشه ندارد
لبریز کن از خون دلم جام ایاغم

در خانهٔ تاریک دلم نور نبخشد
گر پرتو خورشید شود شمع و چراغم

هنگامهٔ غوغای جنون گرم کند باز
آشفتگی تازهٔ سودای دماغم

در کوچهٔ مقصود ز من نام و نشان نیست
این به که درین کوچه نگیرند سراغم

شد پنبه صفت عاقبت این موی سیاهم
خاصیت بیضاست مگر در پر زاغم

آتش بچمن زد شرر فصل تموزم
خورشید فرو رفت ز تاریکی روزم

این درد غم عشق تو خون در جگرم کرد
وین آتش شوقت چو صبا در بدرم کرد

چون حسن ملاحت و هنم رنگین ساخت — چون نالهٔ صاحب نفسان با اثرم کرد
روزیکه محبت بسرم داغ جنون سوخت — سودای غم عشق تو خاکی بسرم کرد
بیحوصلگی باعث بیماری من شد — وین دارو بیفائده بیمار سرم کرد
عشق تو برآورد ز خلوتکدهٔ غم — در کوچه و بازار جهان جلوه گرم کرد
یکشب بمرادم نرسانید تا آخر — این خواب که شرمنده ز فیض سحرم کرد
آخر بشراری جگر تشنه لبی رفت — این گریه که صد دجله نیاز نظرم کرد
راهی بمراد دل تدبیر نه رفتم — زان روز که تقدیر مرا همسفرم کرد
افتاد مرا راز دل آخر به زبانها — تاثیر مناجات چنین در بدرم کرد

فریاد که زین پرده مرا عشق برآورد
خونناب جگر از دل ریشم بدر آورد

صد شکر که زخم بر بهبود ندارد — درمان کسی درد مرا سود ندارد
عمریست که این پای نحوست بمیان ست — این بام فلک کوکب مسعود ندارد
خواهی بحرم باشی و خواهی بخرابات — بی خواهش دل بودن تو سود ندارد
یک کس بدر میکده منظور نشست ست — نازم بسر عشق که مردود ندارد
بی نور بود دیدهٔ آن چشم که از دل — پنهان نظری جانب مقصود ندارد
در خانهٔ ما بوی کباب جگری هست — گنجائش بوی شکر و عود ندارد
سر تا بقدم سوختم و غیر ندانست — این آتش اندیشهٔ من دود ندارد
در ذائقهٔ بادکشان تلخ نمی بود — هر می که کباب نمک آلود ندارد
گر گوش دلت طالب تاثیر نباشد — خط دلت از نغمهٔ داود ندارد

امشب شب عید ست و مه من بمحاق است
مخفی نظرم سوی خراسان و عراق است

زان روز که دل با تو گرفتار نیاز ست — رسوائی عشق تو با دیر سر ناز است

تا هست درین مدرسهٔ عشق کتابی — مضمون خطش قصهٔ محمود و ایاز است
هر گوشهٔ حسن تو ز زلفت نشد آخر — در پردهٔ این کار ندانند که چه راز است
برخیز بر آور بدعا دست مناجات — بر روی اجابت همه درهای تو باز است
گر رفت خطائی ز خجالت نه گریزم — چون عفو خداوند جهان بنده نواز است
تا چند توان دید درین خانهٔ تاریک — شمعی ست حیات تو که در سوز و گداز است
بر مرکب دولت نتوان رفت به تندی — این راه سراسر چو نشیب ست فراز است
بی رخصت بلبل نروم جانب گلشن — هر چند ره گلشن مقصود دراز است

روزی که غم وصل تو بار گران کرد
شرمندهٔ بینائی صاحب نظران کرد

چون داغ نهم بر سر هم محنت و غم را — بر باد دهم محنت و احسان و کرم را
وقتیست که از شعلهٔ آه جگر خویش — آتش زنم این خیل نعم را و حشم را
ابتر کنم این دفتر مجموعهٔ دانش — بر آب زنم نقش سیه کار قلم را
دارم سر دیوانگی و بر سر بازار — زین باده کنم مست عرب را و عجم را
حسن از پی محبوبی و دل گرم محبت — تا چند توان کرد گره زلف دژم را
همت مددی کن بدو گاری غفلت — بر دیدهٔ حاسد زنم این نشتر غم را
روزی که قضا قسمت اشیای جهان کرد — بر درد دل افزود و فلک بار الم را
مخفی مشو آزرده که از صیقل تدبیر — از خاطر آشفته برم داغ ستم را

اعجاز مسیح است در اسرار نهانم
گویا شدهٔ آب حیات است زبانم

بینائی چشم دلم از روی یقین است — آتشکدهٔ سینهٔ من کعبهٔ دین ست
در راز پس پرده چو خورشید بر آمد — امروز اگر طالع من پرده نشین ست
در دیدهٔ ایام شود نور تجلی — گردی که مرا از ره همت بجبین ست

بے وقت طالع نتوان دید سر حسن — این بادهٔ تصویر نگار ندهٔ چین است
اے خاک بران مهر کہ از روی فانیست — اے وای بر آنکس کہ دل آلودهٔ کین است
مغرور نگردی تو درین دور مسلسل — هر نوش کہ بینی بر منیش قرین است
امین نتوان بود براہے کہ بہر گام — دشمن پئی تاراج متاعت بہ کمین است

گو فتنهٔ ایام دولت را بہ بقا باش
بنشین بمرام دل و در حفظ خدا باش

ایضاً در آرزوے طوف کعبہ و نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

روزگاریست کہ من جرعہ کش عصیانم — بر در توبہ ز دل منتظر غفرانم
گر بزمزم فگنم پاک نگردد هرگز — غیر آب کرم آلودگی دامانم
روز و شب در نظر فطرت من یکسان است — بسکہ در کار فرو بستهٔ خود حیرانم
خانهٔ دین من از ظلم عمل تاریک است — در خجالت ز من روشنی ایمانم
رگ گمراهی چشم نتوان پاک برید — تا براہت نرود خون دل از مژگانم
بستہ ام از دل و جان نیت طوف حرمت — گر دهد یک اجل فرصت ازین طوفانم
خورد تاثیر غم عشق تو بر سینہ او دل — مو بمو رقص کنان در طلب پیکانم
یا رسول عربی جذبهٔ شوقی کہ چو ابر — سالها شد بتمناے درت گریانم
نیست ممکن کہ بمقصود رسم بی کششت — مفلس و عاجز و درماندهٔ بیابانم

نیست گر زاد رہے صبر و تحمل دارم
تکیہ بر لطف تو از فیض توکل دارم

ہمت کعبہ کہ زین راہ بجاے برسم — بینوایم بطلوافی بنوائے برسم
گر بمنزل برسم آبلہ گردم ہمہ تن — تا درین رہ بزمین بوسی پائے برسم
آنچنان زار و ضعیفم کہ چو کاہم نبرد — گر بہ پیش نظر کاہ ربائے برسم

طالب عشق شوم از پی دردے بروم / سر بسر درد شوم گر بدوائے برسم
از غم مفلسیم رنجش خاطر نبود / یکشبم جام فنا تا به بقائے برسم
کوشش سعی مرا پاے شتابی بر دار / شاید از تنگی ره من بقضائے برسم
دست در دامن صبرم بتوکل همره / تا درین راه بآواز درائے برسم
زاد راهم شده آخر شه بطحا مددے / که ز الطاف تو بر خوان صلائے برسم

مدد اے چشمهٔ زمزم که بسے حیرانم
در ره شوق تو لب تشنه و سر گردانم

گو حریفے که بانداز دل از ما ببرد / مایهٔ دولت جاوید به یغما ببرد
حسن را جلوه دهد لی مددے زلف گره / کعبه از پیش حرم خانهٔ ترسا ببرد
چند دو ز دیده ز دل نالهٔ محبت زده ام / از سر شعلهٔ آهم به ثریا ببرد
جان دهم در عوض تحفه بهمراه صبا / نشئهٔ دردم اگر به مسیحا ببرد
چند گردی به بیابان ندامت مخفی / تشنگیهاے دل از آبلهٔ پا ببرد
تیرگیهاے دل بیخبران ره عشق / روشنائی دل از پرتو بیضا ببرد
رنج و غم باد به محنت طلبان ارزانی / من و عشقی که ز من دل بمدارا ببرد
اے خدا شعلهٔ برق جگر آه مرا / کز دل غمزده ام ذوق تمنا ببرد
تیشهٔ عشق مراهمت فرهاد کجاست / که بانداز نگه زنگ ز خارا ببرد
گر شود کشتی این نالهٔ زارم سفرے / صبر و آرام و قرار از دل شیدا ببرد

تا دل از قفس این راه بیابان زده ام
آتش شوق بجان سر و سامان زده ام

بازم از سوے حرم راهبرے می آید / رهبرے از بر صاحب نظرے می آید
مرغ دل در قفس سینه ندارد آرام / مگر از زلف پریشان خبرے می آید
بندهٔ همت پروانهٔ دل سوخته ام / که بامید نگاهے شررے می آید

غنچه از کار فرو بسته دل آزرده مباش | تا بگلزار نسیم سحری می آید
خانه صبر مرا گر دبیک بار خراب | اینقدر آب که از چشم تری می آید
گر نهان شد به پس پرده مرادت چه عجب | از پس پرده برون پرده دری می آید
خانه زادان حرم کعبه مقصود کجاست | که پی عفو گنهم دربدری می آید
یا رسول الله ز اعجاز مسلمانش کن | گر ز ره دور خدا بی خبری می آید
خواجه یثرب و بطحا بتوجه بگشا | در مفتوح که بی پا و سری می آید
ای مقیمان حرم بهر خدا یک نظری | خانه نالان شده از سفری می آید

مفلس و عاجزم و از تو بضاعت خواهم
عاصی و منفعلم از تو شفاعت خواهم

ایکه از معجزه انگشت تو شق گشت قمر | گرد نعلین تو بر تاج کیانی مغفر
گشت مقصود ز باران عطایت شاداب | باغ امید ز ابر کرمت تازه و تر
هیچجا پا نه نهاده بسر کرسی پای | برگذشته ز فلک گرده ملک را رهبر
دور اول به نهانخانه وحدت رفته | خورده از جام می ساقی وحدت ساغر
خواجه کون و مکان احمد مرسل که به علم | بر سر چرخ زده در شب معراج افسر
وقت جای به سبق خواندن دانش کانجا | چند ارکان عناصر شده دربان بر در
یا در دهر شرف یافته از زادن تو | زانکه مثل تو ندیدست بعالم دیگر
گر نبودی غرض از خطبه نامت دیگر | از زمین بر نگرفتی سر خود را منبر
گر تو قسام نبودی و نه گشتی مقسوم | حوض آتشکده می بود نبودی کوثر
از در حجره تو تا بدر روضه خلد | صف زده خیل ملک بهر شفاعت بنگر
مخفی عاصی و عاجز بتو دارد امید | نیست جز درگه تو پشت و پناهی دیگر

این سیه رو که بامید عطا آمده است
بامیدت ز کجا تا بکجا آمده است

وقت آنست سر از خواب بقا بر داری
پرده از پیش نظر بهر خدا بر داری

دهر را فتنهٔ آشوب فنا کرد خراب
از میان دفتر قانون فنا بر داری

یا دهی رونق ایام وفاداری را
یا ازین سلسلهٔ آئین وفا بر داری

عالم از روی ریا کهنه رباطی شده است
از جهان قاعدهٔ روی ریا بر داری

از سمک تا بسما کرده تصرف بیداد
رسم بیداد ازین ارض و سما بر داری

ظلم را عدل نهاده چو کله بر سر ما
این کله را ز کرم از سر ما بر داری

سرمهٔ لطف کشی دیدهٔ بینائی را
نور بے سرمه ازین چشم حیا بر داری

همچو یعقوب نبی بر سر راهم نگران
تا کے این سلسله از پائے صبا بر داری

مصحفی با ادب باش که این نعت رسول است
صد بیم و خطر در ره امید و قبول است

ایضاً در نعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و اظهار حال خود

چشم روحم را ز نور کعبه بینا کرده اند
کعبه را بهر مناجاتم مهیا کرده اند

بر امید سجده کافتد قبول درگهش
قدسیان بال و پر خود را مصلا کرده اند

تا دهم آب و گل اعجاز ابراهیم را
آتش نمرودیان را بر سر ما کرده اند

در گلوی سبحه دارد رشتهٔ زنار را
کفر و دین را در نقاب حسن یکجا کرده اند

سایه بان بارگاه بادشاه کعبه است
این سپهر لاجوردی را که بر پا کرده اند

مهوشان از طرز ناز حسن رمزی گفته اند
عاشقانرا بر سر بازار رسوا کرده اند

عاشق و معشوق باهم بوالفضول اند از خدا
رسم و آئین را برغم خویش پیدا کرده اند

یوسف مقصود را از چه برون آورده اند
تهمت بے عصمتی را بر زلیخا کرده اند

خلق و عالم را بمحراب دعا آورده اند
کعبه را تا قبله گاه دین و دنیا کرده اند

ف مینے بھی دوسروں کے اتباع سے یہ بیت یہاں رہنے دیا ہے ورنہ اسکی بحر جداگانہ ہے ۱۲ منیر لکھنوی مصحح

زاهد و فاسق به پیش رحمت ایزد یکیست　　بی تمیزان راه حق را ریگ برپا کرده اند

من ز خون دل سبوی دیده پر می کرده ام
عقل سرگردان این راه است و من طی کرده ام

من نمیدانم که این نور تجلی از کجاست　　اینقدر دانم که چشمم با خیالش آشناست
شد بعکس رویت اجزای وجودم آفتاب　　کیمیا باشد وجود مس اگر با کیمیاست
سیل اشکم آمده کشتی چشمم را ار بود　　روشنی دیده ام هر موجهٔ بحر فناست
نیست گر با تیشه ام نرمی دل در بی ستون　　از سرشک دیده این سنگ در نشو و نماست
سالها شد پیر کنعان بر در بیت الحزن　　سر بزانوی تفکر چشم بر راه صباست
باز راه کعبه را گم کرده ام بی نور چشم　　ای صبا گردی ازان وادی که رشک توتیاست
درس عشق است آنکه نادانی بود دانشوری　　ترک گفت و گوی کن کاینجا سخن محض خطاست
محرمی پیوسته باشد در کمین محرمی　　هر که شد بیگانه در مجلس درین بزم آشناست
از سر اخلاص پا بردار و دست خود برآر　　کاندرین ره هر که را بینی تو مقصودش دغاست
اکثری از بهر نام و ننگ حاجی می شوند　　حج گزاران را نظر نی بر حرم نی بر صفاست

پنبهٔ غفلت نهادم باز داغ کعبه را
خیرباد گفتم این چشم و چراغ قبله را

باز گشتم چون درین راهم سر و سامان نبود　　لنگر کشتی من در موجهٔ طوفان نبود
فطرت دون همت من قوت رفتن نداشت　　خنگ فکرم را درین ره قوت جولان نبود
جنس از دکان هر بازار پرسیدم بسی　　درد دل را جز شکیبائی وگر درمان نبود
مدتی سرگشته بودم در پی آب حیات　　خضر را دیدم ولیکن چشمهٔ حیوان نبود
پیش ازین هم اهل عرفان صحبتی میداشتم　　هیچ بانگ انقلابی بر سر این خوان نبود
در جدائیهای یوسف دیدهٔ یعقوب را　　غیر گریه همدمی در کلبهٔ احزان نبود
باوجود آنکه دارم جان بدرد داغ عشق　　داغ این دردم که چون این خاندان آن نبود

خون ما در گردن این دیدهٔ غماز ما
راز ما در پردهٔ ما دیدهٔ گریان نبود

باعث این فتنه طالع شد وگرنه اینقدر
در پی ما نامرادان چرخ سرگردان نبود

ابر احسانش جهان خشک را سرسبز ساخت
طالع ناقابل ما قابل احسان نبود

آخر از بیطاقتی این صبر درمان خواه شد
ورنه این درد دلم را خواهش درمان نبود

احمد مرسل که عالم از طفیل ذات اوست
کل موجودات عالم جزو کلیات اوست

تا که بد خواجهٔ دنیا و عقبی بر زمین
صد شرف دارد زمین از رتبهٔ عرش برین

این جهان در علم او چون کوکبی بر آسمان
وان جهان در نطق او گردید مور انگبین

طور موسی را نه سوزد از اشارت دست او
پرتو نور تجلی دارد اندر آستین

هستی او با وجود نیستی در جلوه بود
فخر آدم بود آن روزی که آدم بود طین

زلف را مشاطه بود و حسن را آئینه دار
گر داند در پشت آدم بهر حوا این جنین

صورت او را ز معنی روز اول نقش بست
آفرین بر آفرینشهای صورت آفرین

گر نبودی ذات پاکش پرده پوش عاصیان
تازه بودی تا قیامت داغ عصیان بر جبین

پیش از آن روزی که گردد راز پنهان آشکار
در پس آن پرده مجلس داشت با روح امین

معجز شق القمر از بهر آن کافر نه بود
خاتم مه را شکست انگشت اعجازش نگین

دید در خواب عدم یکبار روی زلف او
مشک میریزد هنوز از نافهٔ آهوی چین

گرچه پیش خلقت آدم کسی دیگر نبود
بود در ملک رسالت پیش از آن مسند نشین

دیده کآنرا به نور ذات روشن کرده اند
منزلش در پردهٔ وحدت معین کرده اند

بوعلی روزگارم از خراسان آمده
از پی اعراض در درگاه سلطان آمده

بسکه در یاد وطن نادیده ماتم داشتم
تا به دامان دلم چاک گریبان آمده

حیرتی دارم که یارب چون درین ظلمات هند
طوطی فکرم پی شکر ز رضوان آمده

گرچه از ظلمات می آیم همانم ذوق نیست
در فشانی میکند دامان من بر خاک راه
تا در ایام خرابات مناجاتی شدم
بعد ازین دیگر نیایم بر در دیر و حرم
وادی اندیشه را از یک قدم طے کرده ام
کوششم بیجاصل ست و سعی من بیفائده
طبع من خارست در لعبت شگفته همچو گل
گاه از گرمی بنارم گاه از سردی چو آب
در سر سور زمین از آسمان اُفتاده ام
خضر و اسکندر اگرچه خورده اند آب حیات

طبع من پرآب تر از آب حیوان آمده
بسکه اشک از دیده ام غلطان بدامان آمده
خانهٔ ما قبلهٔ گبر و مسلمان آمده
مقصد من بر طواف کعبهٔ جان آمده
باوجود آنکه فکرم لنگ لنگان آمده
ساعت صبح وصالت شام هجران آمده
نظم من اغنت در شک صد گلستان آمده
طالعم در سایهٔ خورشید تابان آمده
هر یک زخم دل من صد نمکدان آمده
عمر جاویدان من فهم سخندان آمده

نکتہ سنجهای من مخفی ز بیم روزگار
همچو گنج شایگان از خلق پنهان آمده

بلبل عشقم نوای بیقرار آورده ام
روز گلی شد که دامن از جهان افشانده ام
تا گلستان محبت را تماشا کرده ام
خون دل از دیده گریان خود ورزیده ام
این سر پر شور عشقت را بدوش آورده ام
از تغافل کے کشم پاے طلب از کوے دوست
در نهادم داروے بیهوده کے لذت دهد
بر سپهر لاجوردی کوکب رخشنده است
من همان ساقی بدمستم که در هنگامها
تاچه گلها بشگفد آخر درین بستانها

گفتگوی تازه بر روی کار آورده ام
آستین بر هستی کون و مکان افشانده ام
گل زخون دل بفرق بلبلان افشانده ام
گوهر مغز سخن بر بحر و کان افشانده ام
وین دل پر داغ را دستی ز جان افشانده ام
منکه نقد جان خود بر آستان افشانده ام
منکه بر الماس مغز استخوان افشانده ام
نکته کز خامهٔ زرین زبان افشانده ام
باده از خون جگر بر مردمان افشانده ام
شبنم خوناب دل بر ارغوان افشانده ام

رنگ و بوی گلشن مقصود در چشم چه قدر	سنگ گلهای بهاری در خزان افشانده ام
گرچه با مشق جنون کوته عنانی کرده ام	همچو گل جان را برین دست حنان افشانده ام
همتی در کار و بار شعلهٔ دل کرده ام	آتشی بر چهرهٔ پیر مغان افشانده ام
با وجود ناتوانیها ز صعب دوستی	اشک خونین همچو گل بر دشمنان افشانده ام

هر که در راه محبت با جنون همراه نیست
خضر این ره گر بود از رهبری آگاه نیست

ایضاً متضمن حال عشق انگیز و مدح

خواجه آخر سپر بیار گذاشت	محک نظم با عیار گذاشت
پایم اندیشه از میان برداشت	غم و محنت بروزگار گذاشت
چون قلم فکر من بصفحهٔ دهر	نکته چند یادگار گذاشت
پی معنی ز فکر و رخ خم کرد	بهر درد سر خمار گذاشت
دل ز آشوب این جهان بگریخت	داغ بر روی اعتبار گذاشت
چشم گریان من مرا هر دم	خلعت تازه در کنار گذاشت
درد دوری و داغ مهجوری	بی حیا بر کفم نگار گذاشت
آتش یاس روزگار مرا	داغ بر سینهٔ فگار گذاشت
ای دریغا که دست بر د اجل	لوح من بر سر مزار گذاشت
ابر باران برغم باد خزان	تربیت کردن بهار گذاشت

یاس آخر بکام دل بنشست
شب امید را بروز شکست

ابر بر رونق چمن گرید	گل بر ایام زیستن گرید
دل ز دست فراق ناله کند	دیده بر حال خویشتن گرید

وصل شیرین نصیب خسرو شد
غم هجران کوهکن گردید
رفت حسن گل و چمن برباد
سرو بربادِ یاسمن گردید
سوخت پروانه بر هوای وصال
شمع بر صبح انجمن گردید
روز این عمر کوته آخر شد
شب ز تاریکی وطن گردید
بسکه غفلت ربود مردم را
چرخ بر حال مرد و زن گردید
بیوفائی عمر اے مخفی
بر شگافِ دل کفن گردید

آوخ آوخ که کار شد از دست
نقش ناخوب در جهان بنشست

عشق هر جا که کار بگشاید
گره از زلف یار بگشاید
رگ امید را به نشتر غم
فتنهٔ روزگار بگشاید
از جگر خون دل برون آرد
گریه هر جا که بار بگشاید
جان نثارش کنم اگر چشمم
دیده بر روے یار بگشاید
حسن هر جا که چهره بنماید
عشق دندان یار بگشاید
قوت طالعم اگر باشد
در بر و سیم نگار بگشاید
پاے ساقی گر از میان بر بود
سر خم را خمار بگشاید
در بیابان چو عشق جلوه کند
رگ اندیشه خار بگشاید
چند در باغ فیض بهر سحاب
پنجهٔ خود چنار بگشاید

بعد ازین فکر کار چون باشد
که دل روزگار خون باشد

خواجه چتر مراد بر سر کش
نو عروس زمانه در بر کش
از درون حرم برون آئی
رخت این کنده از برت در کش
گرم کن بزمگاه افسرده
بر ادت نشین و ساغر کش

سنگ از بام چرخ می بارد — رخت ازین خانه جای دیگر کش
پای اندوه از میان بردار — علم شادمانی بر سر کش
برادای نگه گمان بردار — تیر بهر شکار لاغر کش
پای خود در رکاب همت نه — از سر روزگار افسر کش
عمر این زندگی چو کوتاه ست — باده جاودانه را در کش
آتش غم گرفت عالم را — سیل در چشم این ستمگر کش

تربیت چند این تظلم را
تازه ساز د سپهر و انجم را

گریه را در دلم اگر اثر ست — چون دل از حال دیده بیخبر است
چند در خواب بیخودی امروز — کاول شام آخر سحر است
چشم بکشا که پرتو خورشید — بر دل دیده کو بیشتر ست
از غم و شادی جهان خراب — مهر رقاص و ماه نوحه گر ست
عقل سرگشته آخر این تا کی — دشمن دین و دل بهمین نگر ست
مست این باده زیان تا چند — این زیان راز بانه دگر ست
خم تهی گشت و دور آخر شد — ای دریغا که عمر بی خبر ست
خرمن عمر باد غفلت برد — کشت امید ما هنوز تر ست
بید را ز بیت ندارد سود — بر درختی دهد که بار درست

غم بکنج نشین که نوبت ماست
اینقدر صبر از مروت ماست

هست تا آسمان بقای تو باد — چرخ دربان کبریای تو باد
دور چرخ که آسمان دارد — حلقهٔ بر در سرای تو باد
تا بود با قلم سر گفتار — معنی لفظ از برای تو باد

تا که هنگامه اسماعی هست
گر ترا مشکلے بپیش آید
تا بود از حیات من رمقی
اختر نحس بهر دشمن تو

ذکر تسبیح در ثنائے تو باد
دست قدرت گره کشائے تو باد
در دهن روز و شب دعائے تو باد
طالع سعد از برائے تو باد

ایضاً

اے مرہم زخم ہر گزندے
مردم ز تغافل و ندیدم
از گریه دو دیده گشت لبریز
باشد که ز رشتهٔ محبت
تو مست غرور و ناز سرکش
بے نطق تو چاشنی ندارد
از خال سیاه چشم حاسد
روشن نکند چراغ دولت
اقلیم مراد کس نه گیرد
تا دفع غبار دیده سازم
از گردش چرخ سفله پرور

وے بند کشائے هر کمندے
یک روز لب تو زهر خندے
بردار ز پائے اشک بندے
در گردن دل افگنم کمندے
چون در تو رسد نیاز مندے
در کشور هند هیچ قندے
بر آتش سینه نه سپندے
جز کوکب بخت ارجمندے
بے یاری طالع بلندے
گرد در ره جلوهٔ سمندے
تنگ آمده ام نهفته چندے

بنشینم و صبر را گزینم یار
تا یار مرا شود خریدار

از من رخ روزگار برگشت
بس گریه که در گلو گره شد
گفتم رخ آرزو ببینم
صد ره بنصیحتم غم دل

برگشت ز من چو یار برگشت
خوناب دل از کنار برگشت
آئینهٔ اختیار برگشت
باز آمد و شرمسار برگشت

از دیده خیال دوست امشب — تا دیده مرا ز عار برگشت
از آتش دیده دانهٔ اشک — از دیدهٔ اشکبار برگشت
پندار که خون دل بریزد — صیاد که از شکار برگشت
کے غنچهٔ دل شگفته گردد — هر گه که زما بهار برگشت
در کوچهٔ عشق خارے زد — آنکس که ز کوے یار برگشت
صد شکر که دردمند عشقم — گر از دل من قرار برگشت

بنشینم و صبر را گنم یار
تا یار مرا شود خریدار

اے حسن ترا نیاز نازکم — بر ریشِ بغیر نیش مرہم
سودا زدهٔ غمت نخواهد — از ناز تو کار عقل درهم
مارا چه خبر ز ظلمت و نور — صبح ست مرا چو شام ماتم
باگردش چرخ در ستیزم — بر من شده جاهلی مسلّم
اے بلبل شوق یک فغانی — بر زن ز بهار بهر دو عالم
آئینهٔ عبرت زمانه — بردار ببین تو حال آدم
زنجیر جنون عقل بشکن — این سلسله را بریز از هم
چون سد سکندرست در دل — کو جام جهان نما و کو جم
مستانه بدیده می نهی پاے — اے سیل سرشک خیر مقدم

بنشینم و صبر را گنم یار
تا یار مرا شود خریدار

از جیب نمونه ایست با من — دامان همه شده چاک تا بدامن
دامان پیش که چهره بر فروزی — بودم نغم تو آشنا من
دار سنگیم محال عقل است — از عشق کجا شوم جدا من

سیرفت غم محبت از پیش　　چون بادهٔ و آتش از قفا من
صد تیر غمت با ستخان زد　　زانها همه بود مدعا من
تا گفت دعا اثر ندارد　　شرمنده نه گشتم از دعا من
از جذبهٔ عشق گشتم آخر　　سرگشته و زار و بینوا من
در راه عدم چو انتها نیست　　برگشته ز دم بابتدا من
من قوت طایعے ندارم　　بیهوده زدم ره وفا من

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

آورد صبا ز دوست پیغام　　گاسباب نشاط کن سرانجام
می رفت غم بلندمی گفت　　این درد ترا نباشد انجام
از گریهٔ من جهان بگرید　　وین نالهٔ من برآورد نام
پر کن قدح و بدست من ده　　بدست نمی شوم بیک جام
جانم بلب آمده ندیدم　　کام دل خویش از لب جام
بلبل بفغان خود بگلشن　　اندیشه کند ز حلقهٔ دام
گل گل دل من شگفته گردد　　گر یاد کنی مرا بدشنام
بے حوصلگی اگر سنے گرد　　دل در رد عشق بے سرانجام
ے دید بیک نگاه کردن　　صد پرتو صبح در دل شام
یک نالهٔ دردمند مخفی　　از هم گسلد قطار ایام
بے فائده جستجو چه داری　　چون در ره عشق نیست انجام
مقصد ز حیات نیکنامیست　　مرگ ست حیات مرد بدنام

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

جز عشق مرا غم دگرنے — هردم ز غم و مرا خبرنے
ای مایهٔ ناز چون نگه را — هرسو نظر و بمن نظرنے
بر شجرهٔ بوستان عشقت — صد گونه گل ست و یک ثمرنے
بیدادگری چنین ندیدم — صد تلخی کام و یک شکرنے
حیرت زده ام که از لب دوست — ریزد گهر و مرا گهرنے
در میکده دوش بر سر خم — صد شیشه شکست و شیشه گرنے
از آتش دل بسینه دارم — آتشکده و ز چشم ترنے
این طرز محبت ست دانم — با همدگر و ز یک دگرنے
رفتم ز میان خلق و ما را — غیر از غم دل کسے خبرنے

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

دردا که غم ز حد برون شد — فریاد که دردمن فزون شد
دیوانهٔ عشق رفته رفته — در مکتب عشق ذوفنون شد
در خرمن عمر من زد آتش — هر آه که از دلم برون شد
در سینه دلی نبود جز نام — وان هم ز جفای چرخ دون شد
از گمشدگان عشق بودم — آمد غم عشق و رهنمون شد
سودی که جنون ز عقل پوشید — این کاسهٔ سر که سرنگون شد
از کوشش و سعی حاصلی نیست — چون کوکب طالعت زبون شد
بگرفت غم تو مرغ دل را — دل بردن من برت شگون شد
رسوائی من بوادی عشق — قانون ضوابط جنون شد
هردم ز غم و نگفتم از حال — در محنت انتظار چون شد

بنشینم و صبر را کنم یار — تا یار مرا شود خریدار

از تلخی بادهٔ جوانی — تلخ است ز ناف تا دهانم
در نالهٔ زار من اثر نیست — برگشته بخت را چه دانم
راز دل من بمن نگوید — بگرفت مگر سر زبانم
ے گردم و گریه میکنم زار — گمراه نموده کاروانم
من بعد کسے مرا نه بیند — اگر بیک اجل دهد امانم

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

ایضاً

باز آکه مرا ز اشتیاقت — بگداخته آتش فراقت
رنجیدهٔ آنچنان که ترسیم — میرم بهواے اتفاقت
پندار که تلخی زمانه — شیرین نه کند لب مذاقت
بنشین نفسے که مرغ روحم — مرد از غم چشم پر نفاقت
باشد که شبے بخدمت تو — اظهار کنم غم فراقت
با بخت سیاه من بگوئید — گو آن همه شان طمطراقت
از اختر نحس چرخ گم شد — صد اختر سعد در محاقت
بیهوده هلال صد شب عید — از هر خم ابروان طاقت
تا کے جگر مرا خور دهند — گو چند بہ معجز عراقت
بر عمر چو نیست اعتمادے — تا چند در آتش حراقت

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهاے جهان کنم فراموش

گرچه غم خویش با تو گفتم — از دست مرا بده که مفتم
در راه امید گوهر اشک — از شعشعهٔ نگاه شستم

گوش من و روزگار کر شد — افسانهٔ خویش بسکه گفتم
محسن نعت تو فنا دم — از گفتهٔ خود چو گل شگفتم
مردم ز غم فراق اما — راز دل خود بکس نگفتم
فریاد که یک شبے غریبے — بر بستر عافیت نه خفتم
عمرے بامید حال پیری — خاک ره تو بدیده رفتم
شاید که نگردد آشکارا — راز دل خویش در شگفتم
در گفت و شنود من اثر نیست — از گفتهٔ خویش در شگفتم

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهاے جهان کنم فراموش

اے در ره تو سران خاک — در معرفت تو عاجز ادراک
در شان تو جبرئیل آورد — لولاک لما خلقت الافلاک
بیدادی کفر ظلم از دهر — بے تیغ نبوتت نشد پاک
کو دست جنون که جیب دانش — تا دامن آرزو زند چاک
از شبروی رهت نه ترسم — هر چند که هست ره خطرناک
تا حال نه بسته هیچ معشوق — چندین سر عاشقان بفتراک
بگذار غبار کینه از دل — حیف ست بر آفتاب خاشاک
از حاصل زندگانی خویش — مائیم همین دو چشم نمناک
یاران چه کنم که ظلم و بیداد — از ما بگرفت نقد افلاک

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهاے جهان کنم فراموش

فریاد که یار یار ما نیست — آنرا سر و برگ کار ما نیست
آن نشه که غم ز دل رباید — در بادهٔ روزگار ما نیست

درحقهٔ سینه خونفشان او — هر دل که امید وار مانیست
مابگینه وگناهگار یم — انصاف درین دیار مانیست
تاهست زمانه خونچکان باد — آن داغ جنون که یار مانیست
سررشتهٔ کار ما بطلبید — چون کار باختیار مانیست
یک قطره نماند زاشک فریاد — زین گریه که شرمسار مانیست
بامردم بی ادب نشستن — این لایق اعتبار مانیست
مارستم وقت روزگاریم — در بیشهٔ هند کار مانیست

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهای جهان کنم فراموش

هر چند که پیشت آبرو نیست — اکس را بتو حد گفتگو نیست
با وا بتو آرزو و سلّم — مارا سر و برگ آرزو نیست
عاشق بنود که در کنارش — از خون جگر سبو سبو نیست
مرغ دل ازین قفس بتنگ است — فریاد که ناله را گلو نیست
پرکن زشراب ارغوانی — این کاسهٔ سر به از کدو نیست
زخمی که زتیغ یار باشد — در مذهب ما کم از رفو نیست
در کعبهٔ عشق چون درآئی — خوش باش که حاجت وضو نیست
رفتیم بکوی بی نوائی — اکانجا ز هجوم غم خلو نیست

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهای جهان کنم فراموش

از محنت و دهر خویش و پیوند — بیزار شده ز خویش پیوند
دل از بد و نیک میتوان کند — اما ز غمت نمی توان کند
جز این همه محنت فراقت — هستم بامید وصل خرسند

گفتار بمذهب محبت | با شرع بود برای سوگند
پست است به پیش همت من | از جذبهٔ عشق کوه الوند
من بندهٔ بندهٔ تو معلوم | قدرم چه بود و قیمتم چند
بست ست میان بعزم خدمت | پیش شکر لبت نیٔ قند
در دل بفسون نمی رود غم | کشتی بخسے نمی شود بند
دیوانهٔ عشق گلرخان را | نی خویش بود دگر نه پیوند
دست من و دامن جنونی | اگر گریه برآورد شکرخند
در کوچهٔ غم ز بینوائی | خواهم که شوم نهفته یک چند

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهای جهان کنم فراموش

ایضاً

دائیم دو لی زیاده مدهوش | با صبح خمار شب در آغوش
تا چند بقهر و غصه همدم | تا کے بغم زمانه همدوش
تا کے دل پر ز زخم کاری | در سینه بود مرا فراموش
از بسکه حدیث عشق گفتم | خون جگرم ز دیده زد جوش
دوشینه بمن بطعنه می گفت | دیوانه کسی ست رفته از هوش
در خواب نه بینی عافیت را | تا بار سر تو هست بر دوش
تا یار جدا شدم بناکام | با تفرقه گشته ام هم آغوش
دشوار بود همیشه بودن | بر خاطر دوستان فراموش
همت نه بود بغل کشادن | وقتیکه نباشدش بغل دوش
تا هست رمق ز تو درین راه | میزن قدم و بسعی می کوش

این راز محبت ست مخفی
آب از رخ زرد رنگ ما را
رفتیم که بگوشهٔ نشینیم
خاموش ز گفتگوی محرم وش
زنهار آب جوی مفروش
از گفت و شنود عیش خاموش

بنشینیم و صبر را کنیم یار
تا یار مرا شود خریدار

شد عمر عزیز در تگ و دو
خورشید ز ماه نور گیرد
مغرور بحسن خویش بنگر
چون مرغ که در قفس تنگ ست
از ظلمت ظلم و گردش چرخ
بر کشور حسن ماه و خورشید
حیف ست رود بغفلت این عمر
نادیده بهار عمر بگذشت
از نادر پیر این زمانه
از گردش روزگار مخفی
تا چند تو آن فتاده در کو
ابروی تو دید تا مه نو
شیرین چه شد و کجاست خسرو
تنگم من ازین جهان کج رو
بر بام فلک نماند یک جو
افتاده ز سایهٔ تو پرتو
چون هست حساب عمر جو جو
نرباید ز دست این سبکرو
افسانهٔ روزگار بشنو
می بین و مترس تند میرو

بنشینیم و صبر را کنیم یار
تا یار مرا شود خریدار

چون مایهٔ خرمی غم اوست
طاق در کعبهٔ محبت
هر مرغ دلی که در بدن هست
هر شور و شری که در جهان هست
افتاده بپای سرو قدت
هر نیک و بدی که هست نیکوست
قائم به بنای طاق ابروست
در حلقهٔ دام زلف بدخوست
از فتنه گری زور بازوست
هر سرو که تازه بر لب جوست

اول به نگاه بایدت ساخت — در عشق گه فتنه آخر اوست
تا حسن ملاحت تو سنجد — ابروی تو در میان ترازوست
پژمرده شود در آفتابی — گلزار هوس گیاه خودروست
چون در دل ما بدی کس نیست — هم دشمن ما بجا چو خود دوست
با هر بد و نیک صلح کردم — ما را بکسی نه زور بازوست
رفتم که بگوشهٔ نشینم — با دیده چو گریه کار یک دوست

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

رفتیم و تو یاد ما نکردی — با رفته هنوز پی نبردی
بر فرق تو اره گر نهد پای — زنهار ز یار بر نگردی
فریاد که نیست همچو مجنون — در وادی عشق ره نوردی
یک نقش مراد کس ندیدست — بر تختهٔ نرد لاجوردی
شاید که درست بر نیارد — بر سنگ مزن عیار مردی
باشد که ز روی مهربانی — طومار فراق در نوردی
گلدستهٔ آخر بهارم — گلزار نهاده رو بزردی
از مطلب خود نشان ندیدی — هر چند که جستجوی کردی
چون کام دلم نشد میسر — ناکام روم بهای مردی

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

ما یوسف و نیست کس خریدار — سردست زنارواج بازار
از مصر زمانه مشتری رفت — بر ما لگد چرخ تنگ شد کار
در گلشن آرزو زلیخا — نشگفته گل مراد جز خار

جائیکه قلم برفتن آمد — شمشیر خجل شود ز رفتار
خجلت بشکست سر قلم را — بر صفحهٔ آرزوی گفتار
جائیکه سخن اثر ندارد — خاموش نشین چو نقش دیوار
دل طاقت رنگ و بو ندارد — ورنه دهمش هزار گلزار
بوی سر زلف ای دل آشوب — دل برز دست مشک تاتار
در باغ مراد دل رسم نیست — چون سایه فتم بپای دیوار
آورخ که بگوی نیکنامی — بدنام شدیم آخر کار

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

آنجا که حکایت از تمناست — اظهار ز شکر و شکوه بیجاست
بیماری دل علاج دارد — گر کار بدار و مسیحاست
پروانه بیا که هیچ غم نیست — تا پرتو شمع مجلس آراست
خوش باش برغم دشمن از دوست — امروز که کار وقت فرداست
معشوق به بندگی فتاد دل — از قوت طالع زلیخاست
آئینهٔ خلق هر نکوروی — از زنگ نفاق دل مبراست
لائق نبود شکایت از دوست — سرمایهٔ مفلسی چه هر جاست
از دهر بر غم تلخ کامی — طوطی طبیعتم شکرخاست
تاثیر نکرد نالهٔ من — گویا که دلت ز سنگ خاراست
از کشور عمر مشتری رفت — حرص تو هنوز گرم سوداست
رفتم که بگوشهٔ قناعت — از حوصله خانه کمتر است

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

مخمس

ظاهر نشد که مطلب این گیر و دار چیست — رعنائی گل و چمن لاله زار چیست
پرکن ز قدح می که ندانیم کار چیست — خوشتر ز عیش صحبت باغ و بهار چیست
ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

ساقی چهار فصل جهان ست روزگار — فصل دی و تموز و خزان ست و نو بهار
هر چهار فصل بود باده خوشگوار — هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست که انجام کار چیست

باشد چه ابتدا ازل و انتها عدم — موجود در میانه کریم ست ذو الکرم
ساقی بیار باده گلگون جام جم — این موسم بهار و گل روضهٔ ارم
جز طرف جوئبار و مے خوشگوار چیست

بے اختیار کار نه صبر ست و اختیار — زاهد جوے برای خدا چیست کار و بار
ترک شراب و عشق خطا هست در بهار — سهو و خطائے بنده گر نیست اختیار
معنے عفو و رحمت پروردگار چیست

دنیا و آخرت خود و دیگر جمیله اند — آبادی و خرابی و ما را وسیله اند
گوئی درین میان همه در مکر و حیله اند — مشهور و مست هر دو از یک قبیله اند
بادل بعشوه که دهیم اختیار چیست

او را که جام مے نتواند کسے خموش — حرفے ازین ترانه نخواند کسے خموش
صوفی باین نوا برساند کسے خموش — زاهد درون پرده نداند کسے خموش
اے مدعی نزاع تو با پرده دار چیست

عاشق نشان داغ خود از داغ لاله خواست — مخمور نشه از مے صاف پیاله خواست
مخفی مراد خویشتن از آه و ناله خواست — زاهد شراب کوثر و حافظ پیاله خواست
تا در میانه خواستهٔ کردگار چیست

(تمام شد)